کتب خانہ

فالصّٰلحٰت قٰنتٰت حٰفظٰت للغیب بما حفظ اللہ

سلسلۂ دار المصنفین

نمبر ۱

سیر الصحابیات

یعنی

مستند حوالوں سے ازواج مطہرات، بنات طاہرات اور اکابر صحابیات

کے سوانح زندگی اور انکے علمی، مذہبی، اخلاقی کارناموں کی تفصیل

از

مولوی سعید انصاری رفیق دار المصنفین

باہتمام مسعود علی ندوی

مطبع معارف اعظم گڑھ میں چھپی

۱۳۴۱ھ

کتبخانہ دارالمصنفین اعظم گڈھ

علامہ شبلی نعمانی

سیرۃ النبی صلعم حصہ اوّل طبع دوم تقطیع خرد سے للعہ

ایضاً حصہ دوم طبع اوّل تقطیع کلان للعہ معہ

الفاروق حضرت فاروق اعظم کی لائف اور طرز حکومت سے

الغزالی امام غزالی کی سوانحمری اور انکا فلسفہ عہ

سیرۃ النعمان امام اعظم کے حالات اور انکی فقہ پر تبصرہ عہ

المامون خلیفہ مامون کے حالات اور اسکی سلطنت دربار اور علمی کارنامون کی تفصیل عہ

شعر العجم حصہ اوّل شاعری کی حقیقت فارسی شاعری کا آغاز اور قدما کا دور صفحہ دوم سے

ایضاً حصہ دوم خواجہ فریدالدین عطار سے حافظ اور ابن یمین تک صفحہ ۳۰۲ عہ

ایضاً حصہ سوم شعرائے متاخرین صفحہ ۲۳۰ عہ (حصہ چہارم زیر طبع ہے)

ایضاً حصہ پنجم اصناف شاعری پر ریویو عہ

الانتقاد علی التمدن الاسلامی جرجی زیدان کے تمدن اسلامی پر عربی مین ریویو

سفرنامہ مصر و شام مطبوعہ مطبع معارف ۸

موازنہ انیس و دبیر میرانیس کی شاعری کے محاسن سے

مضامین عالمگیر شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر پر اعتراضات اور انکے جوابات عہ ۱۲

رسائل شبلی مولانا کے ۱۲ مختلف علمی مضامین کا مجموعہ عہ

مجموعہ کلام شبلی اردو ۱۲

مثنوی صبح امید اردو ۴

مولانا حمیدالدین صاحب بی اے

تفسیر سورۂ تحریم جدید طرز پر عربی مین قرآن مجید کی تفسیر ہے

تفسیر سورۂ قیامہ ۴

تفسیر سورۂ والشمس ۴

تفسیر سورۂ الکافرون ۴

تفسیر سورۂ والعصر ۴

الرای الصحیح فی من ہو الذبیح عربی مین حضرت اسمٰعیل کے ذبیح ہونے پر ایک مدلل و مبسوط رسالہ ۱۰

اسباق النحو سہل طرز پر عربی گرامر اردو ۵

دیوان حمید مولانا کا فارسی دیوان مع تصویر ۱۲

خرد نامہ منظوم خاص فارسی زبان مین امثال سلیمان کا ترجمہ ۸

تحفۃ الاعراب عربی کی نحو جدید اردو نظم مین ۲

دیوان الفیض ہندوستان کے مایۂ ناز استاد ادب

فہرست سیر الصحابیات

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یسبح للہ ما فی السموات وما فی الارض الملک القدوس العزیز الحکیم، ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً منھم یتلو علیھم آیاتہ، ویزکیھم، ویعلمھم الکتاب والحکمۃ، وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین،

اسلام کا مقصد وحید، تمام دنیا کو ایک سطح پر لانا تھا، اوسکی شاہنشاہی مین پست وبلند، شاہ وگدا، امیر وغریب، وضیع وشریف، عالم وجاہل، عورت ومرد، سب مساویانہ حیثیت رکھتے تھے، اسلیے اوسنے اپنی تعلیمات، احکام، اور قوانین کے ذریعہ سے تمام دنیا کو مساوات کا پیغام سنایا، جس سے مذہب، اخلاق، تمدن، اور سیاست کا قالب بدل گیا، اور اوس مین وہ نئی روح حرکت کرنے لگی جس کے پیدا کرنے کو اسلام اپنا فرض اولین تصور کرتا تھا،

اسلام سے پہلے دنیا نے جسقدر ترقی کی تھی، صرف ایک صنف (مرد) کی اخلاقی اور دماغی قوتون کا کرشمہ تھی، مصر، بابل، ایران، یونان اور ہندوستان، مختلف

عظیم الشان تمدن کے چمن آرا تھے، لیکن اون مین صنفِ نازک (عورت) کی آبیاری کا کچھ دخل نہ تھا، اسلام آیا، تو اوسنے دونون صنفون (مرد و عورت) کی جد و جہد کو وسائلِ ترقی مین شامل کرلیا، اسلیے جب اوس کے باغِ تمدن مین بہار آئی، تو ایک نیا رنگ و بو پیدا ہوگیا،

عورت کو دنیا نے جس نگاہ سے دیکھا، وہ مختلف ممالک مین مختلف رہی ہے،

مشرق مین عورت، مرد کے دامنِ تقدس کا داغ ہے، روما اوسکو گھر کا اثاثہ سمجھتا ہے، **یونان** اوسکو شیطان کہتا ہے، توراۃ اُسکو لعنتِ ابدی کا مستحق قرار دیتی ہے، کلیسا اوسکو باغِ انسانیت کا کانٹا تصور کرتا ہے، یورپ اوسکو خدا یا خدا کے برابر مانتا ہے، لیکن اسلام کا نقطۂ نظر ان سب سے جداگانہ ہے، وہان عورت، نسیم اخلاق کی نکہت، اور چہرۂ انسانیت کا غازہ سمجھی جاتی ہے،

صحیح بخاری مین حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "مکہ مین ہم لوگ عورتون کو بالکل ہیچ سمجھتے تھے، مدینہ مین نسبتہً اونکی قدر تھی، لیکن جب اسلام آیا، اور خدا نے اونکے متعلق آیتین نازل کین، تو ہمکو اونکی قدر و منزلت معلوم ہوئی"[1]، عرب جاہلیت کی رسم دخترکشی پر نظر ڈالکر، پیغمبرِ اسلام کے اس قول پہ

یا انجشۃ! رویدک بالقواریر، انجشہ! دیکھنا، یہ آبگینے ہین،

غور کرو تو تم کو حضرت عمرؓ کے قول کی صحیح تشریح معلوم ہوگی،

اسلام نے صرف یہی نہین کیا کہ عورتون کے چند حقوق متعین کردیے، بلکہ اون کو

[1] صحیح بخاری ۲، ۸۷۱

مردون کے مساوی درجہ دیکر مکمل انسانیت قرار دیا، صحیح بخاری مین وارد ہوا ہے،

الرجل راعٍ علیٰ اهله وهو مسئول و
المرأة راعية علی بیت زوجها وهي
مسئولة (جلد۲ ص ۷۸۳)

مرد اپنے اہل کا راعی بنایا گیا ہی، اور اوس سے
اونکے متعلق جواب طلب ہوگا، اور عورت شوہر کے گھر کی
راعیہ ہی، اور اوس سے اوسکے متعلق بازپرس ہوگی،

سننِ ابن ماجہ مین اسکی مزید تشریح ہے،

لیس تملکون منهن شیئاً غیر ذٰلك
الا ان یاتین بفاحشة مبینة،

تمکو عورتون پر بجز مخصوص حقوق کے کوئی دسترس
حاصل نہین ہی، لیکن ان جب کوئی گناہ کرین،

اس بنا پر اسلام مین عورت کی جو منزلت قائم ہوئی، وہ بلحاظِ نتائج دیگر اقوام و مذاہب سے بالکل مختلف تھی، تمام دنیا اپنی قومی تاریخ پر ناز کرتی ہے، اور بجا طور پر کرتی ہے، لیکن اگر اوس سے یہ سوال کیا جائے کہ ان افسانہاے پارین مین صنفِ نازک کی سعی و کوشش کا کسقدر حصہ تھا؟ تو دفعۃً ہر طرف خاموشی چھا جائے گی، اور فخر و غرور کا سارا ہنگامہ سرد ہوکر رہ جائیگا، یونان بے شبہہ اپنی "ربات النوع"، کو پیش کرسکتا ہے، ہندوستان متعدد عصمت و عفاف کی دیویون کے نام لے سکتا ہے، یورپ کا گولڈن ڈیڈس چند جنگ آزما عورتون کو منظر عام پر لاسکتا ہے، لیکن کیا اونکی وجہ سے دنیا نے کچھ بھی ترقی کی ہے؟ اور تمدن کا قدم ایک انچ بھی آگے بڑھ سکا ہے؟ تاریخ ان سوالات کا جواب نفی مین دیتی ہے،

قومی تاریخ کو چھوڑ کر اگر دنیا کی مذہبی تاریخ کا مطالعہ کرو تو صاف نظر آئے گا کہ اوس کے اوراق بھی صنفِ نازک کے عظیم الشان کارنامون سے خالی ہین مصر اس سلسلہ مین آسیہؑ بنت مزاحم کو پیش کرے گا، تورات مریمؑ اخت ہارونؑ کو آگے بڑھائے گی ناصرہ مریم عذراؑ کو سامنے لائیگا، لیکن کیا ان مقدس اور پاک خاتونون کا کوئی مذہبی یا اصلاحی کارنامہ تاریخ مین محفوظ ہے؟

بخلاف اسکے اسلام نے جن پردہ نشینون کو اپنے کنار عاطفت مین جگہ دی اونھون نے دنیا مین بڑے بڑے عظیم الشان کام انجام دیے ہین، جو تاریخ کے صفحات مین نمایان طور پر نظر آتے ہین، لیکن چونکہ یہ کتاب خاص صحابیاتؓ کے حالات مین ہے، اس لیے ہم صرف اونہی کارنامون پر ریویو کرینگے جو صحابیاتؓ سے متعلق ہین، کیونکہ یہ صنفِ نازک کا پہلا قدم تھا، جو ترقی کی راہ مین اُٹھایا گیا،

صحابیاتؓ کے کارنامے تمدن کے تمام عنوانات پر منقسم ہین، اور ہم اونکو اجمالاً اس مقام پر لکھنا چاہتے ہین،

مذہبی کارنامے مذہبی خدمات کے سلسلہ مین سب سے اہم خدمت جہاد ہے اور صحابیاتؓ نے جس جوش، جس خلوص، جس عزم، اور جس استقلال سے اس خدمت کو ادا کیا ہے اس کی نظیر مشکل سے مل سکے گی، غزوۂ احد مین جب کہ کافرون نے عام حملہ کردیا تھا، اور آنحضرت صلعم کے ساتھ صرف چند جان نثار رہ گئے تھے، ام عمارہؓ آنحضرت صلعم کے پاس پہونچین اور اپنا سینہ سپر کردیا، کفار جب آپ پر بڑھتے تھے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھین،

ابن قمیہ جب دندناتا ہوا آنحضرت صلعم کے پاس پہونچگیا، توام عمارہؓ نے بڑھکر روکا، چنانچہ کندھے پر زخم آیا، اور غار پڑ گیا، اونھون نے تلوار ماری، لیکن وہ دُہری زرہ پہنے ہوئے تھا اسلیے کارگر نہ ہوئی[1]، جنگ مسیلمہ مین اونھون نے اس پامردی سے مقابلہ کیا تھا کہ ۱۲ زخم کھائے، اور ایک ہاتھ کٹ گیا[2]،

غزوہ خندق مین حضرت صفیہؓ نے جس بہادری سے ایک یہودی کو قتل کیا، اور یہودیون کے حملے کے روکنے کی جو تدبیر اختیار کی، وہ بجائے خود نہایت حیرت انگیز ہے[3]، غزوہ حنین مین ام سلیمؓ کا خنجر لیکر نکلنا ایک مشہور بات ہے[4]،

جنگ یرموک مین جو خلافت فاروقی مین ہوئی تھی، اسماء بنت ابوبکرؓ، ام ابانؓ، ام حکیمؓ، خولہؓ، ہندؓ، اور ام المومنین حضرت جویریہؓ نے بڑی دلیری سے جنگ کی تھی، اور اسماء بنت یزیدؓ نے جو انصار کے قبیلے تھین، خیمہ کی چوب سے ۹ رومیون کو قتل کیا تھا[5]

نہ صرف بری، بلکہ بحری لڑائیون مین بھی صحابیات شرکت کرتی تھین، ۲۸ھ مین جزیرہ قبرس پر حملہ ہوا تو حضرت ام حرامؓ اوس مین شامل ہوئین[6]،

میدان جنگ مین اس کے علاوہ صحابیات اور خدمات بھی انجام دیتی تھین، مثلاً (۱) پانی پلانا، (۲) زخمیون کی مرہم پٹی کرنا (۳) مقتولون اور زخمیون کو اوٹھا کر میدان جنگ سے لیجانا، (۴) چرخہ کاتنا، (۵) تیر اوٹھا کر دینا، (۶) خورد و نوش کا انتظام کرنا

---

[1] ابن ہشام ص ۸۴ [2] ابن سعد ج ۸ ص ۳۰۴ [3] زرقانی ج ۲ ص ۱۲۹ [4] صحیح مسلم ص ۱۰۳ ج ۲ [5] اصابہ ص ۱۱ ج ۸ [6] صحیح بخاری ۹۲۹ ج ۲

پکانا، (۷) قبر کھودنا، (۸) فوج کو ہمت دلانا، چنانچہ حضرت عائشہؓ، ام سلیمؓ، ام سلیطؓ نے غزوۂ احد مین مشک بھر بھر کر زخمیون کو پانی پلایا تھا[1]، ام سلیمؓ اور انصار کی چند عورتین زخمیون کی تیمارداری کرتی تھین، اور اس مقصد کے لیے وہ ہمیشہ رسول اللہ کے ساتھ غزوات مین شریک ہوا کرتی تھین[2]، ربیع بنت معوذؓ وغیرہ نے شہدا اور مجروحین کو قتلگاہ سے اوٹھا کر مدینہ پہونچایا تھا[3]، ام زیاد اشجعیہؓ اور دوسری پانچ عورتون نے غزوۂ خیبر مین چرخہ کات کر مسلمانون کو مدد دی تھی، وہ تیر اوٹھا کر لاتی، اور ستو پلاتی تھین[4]، حضرت ام عطیہؓ نے سات غزوات مین صحابہ کے لیے کھانا پکایا تھا[5]، جنگ اغواث اور ارماث وغیرہ مین جو خلافت فاروقی مین ہوئین عورتون اور بچون نے گورکنی کی خدمت انجام دی تھی[6]، اور جنگ یرموک مین جب مسلمانون کا میمنہ ہٹتے ہٹتے حرم کے خیمہ گاہ تک آگیا تو ہندؓ اور خولہؓ وغیرہ نے پرجوش اشعار پڑھکر لوگون کو غیرت دلائی تھی[7]۔

اشاعت اسلام بھی مذہب کی ایک بڑی خدمت ہے، اور صحابیات نے اس سلسلہ مین خاص کوششین کی ہین، چنانچہ حضرت فاطمہؓ بنت خطاب کی دعوت پر حضرت عمرؓ نے اسلام قبول کیا تھا[8]، سعدیؓ بنت کریز کے اشارہ سے حضرت عثمانؓ ایمان لائے تھے[9]، ام سلیمؓ کی ترغیب سے ابوطلحہؓ نے آستانۂ اسلام پر سر جھکایا تھا[10]، عکرمہؓ اپنی بیوی

[1] صحیح بخاری، [2] ابوداؤد ص ۲۵۲ ج ۱ [3] بخاری کتاب الطب ہل یداوی الرجل المرأة . [4] ابوداؤد ص ۲۰۰ ج ۱، [5] صحیح مسلم ص ۱۰۵ ج ۲، [6] طبری ج ۶ ص ۲۳۱۷، [7] اسد الغابہ ص ۵۶۲ جز ۸ [8] اسد الغابہ ص ۵۱۹، [9] اصابہ ص ۱۰۶ جز ۸، [10] ایضاً

ام حکیم رضہ کے سمجھانے سے مسلمان ہوئے تھے[1] اور ام شریک دوسیہ کی وجہ سے قریش کی عورتون مین اسلام پھیلا تھا، جو نہایت مخفی طور پر اس خدمت کو انجام دیتی تھین[2]،

اسلام کی حفاظت، بھی ایک نہایت ضروری خدمت ہے، اور صحابیات مین سب کر زیادہ اس خدمت کو حضرت عائشہ صدیقہ رضہ نے ادا کیا ہے، ۳۵ھ مین جب حضرت عثمان رضہ شہید ہوئے اور نظام مذہب درہم برہم ہوگیا تو اُنھون نے اصلاح کی آواز بلند کی، جس پر مکہ اور بصرہ کے لوگون نے لبیک کہا،

نماز کی امامت بھی ایک اہم کام ہے، اور متعدد صحابیات رضہ نے اوسکو حسن و خوبی کے ساتھ انجام دیا ہے، چنانچہ حضرت عائشہ رضہ، حضرت ام سلمہ رضہ، ام ورقہ بنت عبداللہ رضہ اور سعدہ بنت تمامہ رضہ عورتون کی امامت کیا کرتی تھین، ام ورقہ کو یہ امتیاز حاصل تھا کہ اُنھون نے اپنے مکان کو سجدہ گاہ بنا لیا تھا، جہان وہ ہمیشہ امامت کرتی، اور اذان دیتی تھین[3]،

سیاسی کارنامے صحابیات رضہ نے متعدد سیاسی خدمتین بھی انجام دی ہین، چنانچہ حضرت شفا رضہ بنت عبداللہ اسدیہ صائب الرائے تھین کہ حضرت عمر رضہ اونکی تحسین کرتے، اور اون سے مشورہ لیتے تھے[4]، حضرت عمر رضہ نے بسا اوقات بازار کا انتظام بھی اون کے سپرد کیا ہے[5]،

---

[1] موطا مالک کتاب النکاح، [2] اسد الغابہ ص ۵۹۴ ج ۵ [3] کتاب الام شافعی ج ۱ ص ۱۴۵، و اسد الغابہ ص ۶۲۴ و ۴۹۹ ج ۵، [4] اسد الغابہ ص ۴۸۷ ج ۵، [5] اصابہ ص ۱۲۱ ج ۸،

ہجرت سے قبل جب قریش نے کاشانۂ نبوت کا محاصرہ کرنا چاہا تو رقیقہ بنت صیفیؓ نے جو عبدالمطلب کی بھتیجی تھین، سرورِ عالمؐ کو اس ارادہ کی اطلاع دی تھی، چنانچہ آپ خوابگاہ مین جناب امیر علیہ السلام کو چھوڑ کر مدینہ کی طرف روانہ ہوگئے[1]،

عورت کے سیاسی اختیارات اسقدر وسیع ہین کہ وہ دشمنون کو پناہ دے سکتی ہے، اور امام اوسکے امان کو برقرار رکھ سکتا ہے، سنن ابوداؤد مین لکھا ہے کہ فتح مکہ کے زمانہ مین ام ہانی نے جو جناب امیر علیہ السلام کی ہمشیر تھین، ایک مشرک کو پناہ دی تو آنحضرت صلعم نے فرمایا[2]،

قد اجرنا من اجرت و امنا من امنت، — تم نے جس کو پناہ یا امان دی، ہم نے بھی دی،

علمی کارنامے اسلامی علوم یعنے قرأت، تفسیر، حدیث، فقہ، فرائض مین متعدد صحابیات کمال رکھتی تھین، حضرت عائشہ رض، حفصہ رض، ام سلمہ رض، اور ام ورقہ رض نے پورا قرآن مجید حفظ کیا تھا[3]، ہند بنت اسید رض، ام ہشامؓ بنت حارثہ، رائطہ رض بنت حیان، اور ام سعد بنت سعد بن ربیع رض بعض حصون کی حافظ تھین، ام سعدؓ قرآن مجید کا درس بھی دیتی تھین[4]،

تفسیر مین حضرت عائشہ رض کو خاص کمال تھا، چنانچہ صحیح مسلم کے آخر مین اونکی تفسیر کا معتدبہ حصہ منقول ہے،

[1] طبقات ابن سعد ص ۳۵ ج ۸، [2] ابوداؤد ص ۲۸ ج ۱، [3] فتح الباری ص ۴۷ ج ۹، [4] اسد الغابہ ص ۵۸۶ ج ۵

حدیث مین ازواج مطہرات عموماً، اور حضرت عائشہ رضہ اور ام سلمہ رضہ خصوصاً تمام صحابیات رضہ سے ممتاز تھین[1]، حضرت عائشہ رضہ کی روایات ۲۲۱۰ ہین، اور حضرت ام سلمہ رضہ نے ۳۷۸ حدیثین روایت کی ہین، انکے علاوہ ام عطیہ رضہ، اسمار بنت ابوبکر رضہ، ام ہانی رضہ اور فاطمہ بنت قیس رضہ بھی کثیر الروایۃ گذری ہین،

فقہ مین حضرت عائشہ رضہ کے فتاوے اسقدر ہین کہ متعدد ضخیم جلدین تیار ہوسکتی ہین[2]، حضرت ام سلمہ رضہ کے فتاوے سے ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہوسکتا ہے، حضرت صفیہ رضہ، حفصہ رضہ، ام حبیبہ رضہ، جویریہ رضہ، میمونہ رضہ، فاطمہ زہرا رضہ، ام شریک رضہ، ام عطیہ رضہ، اسمار بنت ابی بکر رضہ، لیلیٰ بنت قائف رضہ، خولا بنت تویت رضہ، ام الدرداء رضہ، عاتکہ بنت زید رضہ، سہلہ بنت سہیل رضہ، فاطمہ بنت قیس رضہ، زینب بنت ابوسلمہ رضہ، ام ایمن رضہ، ام یوسف رضہ، ام سلمہ رضہ کے فتاوے ایک مختصر رسالہ مین جمع کیے جاسکتے ہین،

فرائض مین حضرت عائشہ رضہ کو خاص مہارت تھی، اور بڑے بڑے صحابہ رضہ ان سے فرائض کے متعلق مسائل دریافت کرتے تھے[3]،

اسلامی علوم کے علاوہ اور علوم مین بھی صحابیات دستگاہ رکھتی تھین، مثلاً علم اسرار مین حضرت ام سلمہ رضہ کو پوری واقفیت تھی[4]، خطابت مین اسمار بنت سکن رضہ کا خاص شہرہ تھا[5]، تعبیر مین اسمار بنت عمیس رضہ مشہور تھین[6]،

طب اور جراحی مین رفیدہ اسلمیہ رضہ، ام مطاع رضہ، ام کبشہ رضہ، حمنہ بنت جحش رضہ،

---

[1] ابن سعد ص ۱۲۶ ج ۲ قسم ۲، [2] اعلام الموقعین ابن قیم ص ۱۳ ج ۱، [3] ابن سعد ص ۱۲۶ ج ۲ قسم ۲، [4] مسند ج ۶، [5] ... ص ... ج ...
[6] ایضاً ص ۹،

معاذہؓ، لیلیٰؓ، امیمہؓ، ام زیادؓ، ربیع بنت معوذؓ، ام عطیہؓ، ام سلیمؓ، کو زیادہ مہارت تھی، رفیدہؓ کا خیمہ جس میں جراح خانہ بھی تھا مسجد نبوی کے پاس تھا[1]

شاعری میں خنساءؓ، سعدیؓ، صفیہؓ، عاتکہؓ، امامہ مریدیہؓ، ہند بنت حارثؓ، زینب بنت عوامؓ، اروی‌ؓ، عاتکہ بنت زیدؓ، ہند بنت اثاثہؓ، ام ایمنؓ، قتیلہ عبدریہؓ، کبشہؓ بنت رافع، میمونہ بلویہؓ، نعمؓ، رقیقہؓ زیادہ نامور ہیں، خنساءؓ کا جواب آج تک عورتوں میں نہیں پیدا ہوا، اونکا دیوان چھپ گیا ہے،

عملی کارنامے۔ اس سے مراد صنعت و حرفت ہے، جس میں حیاکت، فلاحت، کتابت، تجارت اور خیاطت وغیرہ داخل ہیں، اسد الغابہ اور مسند احمد بن حنبل کی متعدد روایتوں سے ثابت ہوتا ہے، کہ صحابیاتؓ عموماً کپڑا بنا کرتی تھیں، جو انکو اور انکی اولاد کو کافی ہوتا تھا[2]

کاشتکاری تمام صحابیات نہیں کرتی تھیں، بلکہ وہ مدینہ یا دیگر سرسبز مقامات کے باشندوں کے ساتھ مخصوص تھی، مدینہ میں عموماً انصار کی عورتیں کاشتکاری کرتی تھیں، مہاجر عورتوں میں حضرت اسماءؓ کا بھی یہی مشغلہ تھا[3]

لکھنا، بہت سی صحابیات جانتی تھیں، چنانچہ شفاء بنت عبداللہؓ کو اس میں خاص طور پر شہرت حاصل ہے، جنھوں نے ایام جاہلیت ہی میں لکھنا سیکھ لیا تھا، شفاءؓ کے علاوہ حضرت حفصہؓ، ام کلثومؓ بنت عقبہ، اور کریمہ بنت المقداد بھی

---

[1] ابن سعد ص ۲۱۳ ج ۸ [2] اصابہ ص ج ۸ [3] اسد الغابہ ج ۵ ص ۳۹۹، مسند ج ۵ ص ۲ [4] صحیح بخاری ص ۷۰۶ ج ۲

لکھنا جانتی تھین، حضرت عائشہؓ اور ام سلمہؓ کو اگرچہ پڑھنا آتا تھا، لیکن لکھنا نہین آتا تھا[۱]،

صحابیات مین بعض عورتین تجارت بھی کرتی تھین، چنانچہ حضرت خدیجہؓ کی تجارت نہایت وسیع پیمانہ پر شام سے تھی[۲] حولاءؓ، ملیکہ ثقفیہؓ اور بنت مخرمہؓ عطر کی تجارت کیا کرتی تھین[۳]،

سینا، عام تھا، چنانچہ فاطمہ بنت شیبہؓ وغیرہ کے حالات سے اسکا پتہ چلتا ہے،

گانا، ایک فطری چیز ہے، اور انصار کو زیادہ مرغوب تھا، اسی بنا پر انصار کی عورتین اور لڑکیان آنحضرت صلعم کے سامنے اشعار گایا کرتی تھین اور فریعہ بنت معوذ نے جو حدیث روایت کی ہے، اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم نے اسکی اجازت دیدی تھی، مدینہ مین ایک مغنیہ تھی جسکا نام ارنب تھا، آنحضرت صلعم کے حکم سے حضرت عائشہؓ نے اوسکو انصار کی بعض تقریبون مین بھیجا ہے، ارنب کا تذکرہ اصابہ مین آیا ہے[۴]،

ازواج مطہرات مین حضرت ام سلمہؓ لحن کے ساتھ قرآن پڑھتی تھین اور خاص آنحضرت صلعم کے طرز پر پڑھ سکتی تھین[۵]،

ان صنعتون کے علاوہ بعض صحابیات اور کام بھی جانتی تھین، مثلاً حضرت

---

[۱] فتوح البلدان بلاذری ص ۴۷۷ و ۴۷۸، [۲] اصابہ ص ۱۶ ج ۸، [۳] اسد الغابہ ص ۴۳۴ و ۵۲۴ و ۵۰۴ ج ۵

[۴] ص ۴ ج ۸ [۵] مسند ص ۳۰۰ و ۳۰۲ ج ۶،

سودہؓ طائف کی کھالین درست کرتی؛ اور اونکو دباغت دیتی تھین[1]، حضرت زینبؓ بھی دستکار تھین[2]،

اس تمام تفصیل کے بعد اب ہم کو اس کتاب کے متعلق عرض کرنا ہے،

انتخاب وترتیب یہ کتاب صحابیاتؓ کے حالات مین ہے، اور سیر الصحابہ کی آخری جلد ہے، صحابیاتؓ کے حالات مین اگرچہ بعض مخصوص کتابین لکھی گئین، مثلاً ابن اثیر المتوفی سنہ ۶۳۰ھ نے تاریخ النسا کے نام سے ایک کتاب لکھی، جو اب ناپید ہے[3]، اسکے علاوہ اسماء الرجال کی تمام کتابون مین انکا خاص طور پر تذکرہ کیا گیا، چنانچہ ابن مندہ المتوفی سنہ ۳۹۵ھ، ابو نعیم، قاضی ابن عبد البر المتوفی سنہ ۴۶۳ھ) اور ابوموسیٰ اصفہانی المتوفی سنہ ۵۸۱ھ نے اپنی کتابون مین انکے حالات لکھے،

قاضی ابن عبد البر کی کتاب کا نام استیعاب ہے؛ اس مین ۳۹۰ صحابیات کے حالات ہین، جن مین مکرر نام بھی ہین، اصابہ مین لکھا ہے کہ استیعاب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ قاضی صاحب نے اپنے خیال مین تمام صحابہؓ کا استقصا کر لیا تھا، حالانکہ اگر صحابہ کو چھوڑ کر صرف صحابیات کو لیا جائے تب بھی یہ خیال غلط ٹھہرتا ہے، طبقات الصحابہ مین جو محمد بن سعد زہری کاتب واقدی کی تصنیف ہے، اور تیسری صدی کے اوائل مین لکھی گئی ہے، ۶۲۷ عورتون کے حالات ہین، جن مین ۳۹ غیر صحابیات ہین، ابن سعد نے اپنی کتاب کی آٹھوین جلد مستقل عورتون کے حالات مین لکھی ہے،

[1] اسد الغابہ ص ۴۸۰ ج ۵، [2] ایضاً ص ۴۶۵، [3] ایضاً ص ۴۷۲،

قاضی صاحب کے بعد علامہ ابن اثیر جزری المتوفی ۶۳۰ھ نے اسد الغابہ کے نام سے ایک ضخیم کتاب لکھی، جسمین عورتون کے حالات کا ایک حصہ مخصوص کیا، اس مین ۱۰۲۲ صحابیات کے نام ہین، جس مین مکررات کے علاوہ ۷۶ مجہول عورتین بھی ہین،

نوین صدی مین حافظ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ نے اسماء الرجال پر دو نہایت ضخیم کتابین لکھین، تہذیب التہذیب اور اصابہ فی تمییز الصحابہ، تہذیب کی بارھوین جلد کا ایک حصہ عورتون کے حالات مین ہے، جس مین ۳۲۲ عورتون کے تذکرے ہین، اون مین مکرر نام بھی آگئے ہین، اور تابعیات کے حالات بھی، البتہ اصابہ کی آٹھوین جلد خاص صحابیات کے حالات مین ہے، جس مین ۱۵۴۵ عورتون کا تذکرہ کیا ہے، اسمین مکررات بھی ہین اور کنیتین بھی، اصابہ مین صحابیات کی سب سے بڑی تعداد مذکور ہے[1]،

تاہم ان تمام کتابون مین چند نقائص مشترک ہین، (۱) سب سے پہلی بات یہ ہی کہ اسماء الرجال کے مصنفین محض نامون کا استقصاء مدنظر رکھتے ہین، اونکو اس سے بحث نہین ہوتی کہ جو واقعات ہاتھ آئے ہین اون سے کوئی مفید تاریخی نتیجہ نکل سکتا ہے یا نہین؟ (۲) کثرت سے ایسے نام لکھتے ہین جنکے حالات بالکل معلوم نہین اور جو برسبیل تذکرہ کسی حدیث مین آگئے ہین، (۳) بعض جگہ صرف کنیت یا لقب لکھدیتے ہین، (۴) کہین بالکل مبہم تذکرہ کرتے ہین مثلاً امرأۃ (ایک عورت) اور اوسکے بعد کوئی

[1] یہ تعداد تخمینی ہے،

واقعہ لکھتے ہین، (۵) عموماً جن عورتون کے حالات پہلے لکھ جاتے ہین اونکا کنیتون اور القاب ہین دوبارہ تذکرہ کرتے ہین، جس سے تکرار پیدا ہوتی ہے،

ان نقائص کے علاوہ ایک بڑی خرابی یہ ہے کہ ان تمام کتابون ہین کوئی خاص ترتیب ملحوظ نہین ہے، تہذیب ہین تو تابعیات تک کے حالات ہین، البتہ طبقات ابن سعد اس نکتہ چینی ہین شامل نہین ہے، وہ ترتیب کے ساتھ لکھی گئی ہے، پہلے آنحضرت صلعم کی صاحبزادیون، پھوپھیون، اونکی لڑکیون اور ازواج مطہرات کے تراجم ہین، پھر قریش اور عام مہاجرات کا تذکرہ ہے، اوسکے بعد انصاریات کے حالات ہین، جن ہین ہر خاندان کا ذکر جدا جدا ہے، آخر ہین اون عورتون کا تذکرہ ہے جنہون نے آنحضرت صلعم کے بجاے ازواج مطہرات وغیرہ سے روایت کی ہے، اور یہ حصہ صحابیات سے بالکل الگ ہے،

اس ہین شک نہین کہ صحابیات کے استقصار اور اونکی سیرتون کی ترتیب کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہین ہوسکتا، لیکن موجودہ زمانہ ہین فن سیرت نگاری نے جو ترقی کی ہے، اوسکے لحاظ سے یہ تمام کتابین ناکافی تھین، نیز مسلمانون کا موجودہ تنزل ان کتابون کو نئے آب ورنگ سے پیش کرنے کا داعی تھا، اس بنا پر ہم نے کتب اسمار الرجال کے ساتھ صحاح ستہ اور مسند احمد بن حنبل وغیرہ کا مطالعہ کرکے مفید معلومات کا اضافہ کیا، اور بالکل جدید انداز سے صحابیات کی سیرتین مرتب کین،

اسمار الرجال کی کتابون ہین مناقب پر زیادہ زور دیا جاتا تھا، ہم نے اونکی

بجائے، مذہبی، سیاسی، علمی، اور اخلاقی کارناموں پر زیادہ توجہ کی، اور اونکو زیادہ تفصیل کے ساتھ لکھا، کیونکہ یہی وہ چیزین ہین جو ایک مردہ قوم کے قالب مین جان ڈال سکتی ہین، یہ وہ خیال تھا جس نے خود بخود صحابیات کی تعداد کو گھٹا دیا، جس سے ہمارا دائرۂ انتخاب بھی بہت کچھ محدود ہو گیا،

اس کتاب مین ۵۴ صحابیات کی سوانح عمریان ہین، جو شرائط مذکورہ کے ساتھ لکھی گئی ہین، اور اس بنا پر یہ کتاب فن اسماء الرجال مین داخل ہونے کے بجائے صحابیات کی تمدنی تاریخ بن گئی ہے، جس مین اونکے تمدنی ارتقاء کا ایک ایک خال و خط نظر آتا ہے،

واقعات کے انتخاب مین خاص احتیاط مد نظر رکھی گئی ہے، اور اونکو روایت و درایت کی کسوٹی پر جانچ لیا گیا ہے، اسی بنا پر بہت سے واقعات جو عام کتابون مین متداول ہین، اس کتاب مین نہین ملین گے،

ان تمام باتون کے ساتھ ممکن، بلکہ اغلب ہے کہ مجھ سے تحریر مین کچھ فرو گذاشتین ہو گئی ہون لیکن انسان اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہے، وقد قال اللّٰہ تعالیٰ لا یکلف اللّٰہ نفساً الا وسعہا،

سعید انصاری

دار المصنفین اعظم گڈھ

۵- محرم ۱۳۴۰ھ

(۱) حضرت خدیجہؓ

نام ونسب | خدیجہ نام، ام ہند کنیت، طاہرہ لقب، سلسلۂ نسب یہ ہے خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزی بن قصی، قصی پر پہونچکر انکا خاندان رسول اللہ صلعم کے خاندان سے ملجاتا ہے، والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ تھا اور لوی بن غالب کے دوسرے بیٹے عامر کی اولاد تھین،

حضرت خدیجہ کے والد اپنے قبیلہ مین نہایت معزز شخص تھے، مکہ آکر اقامت کی، عبد الدار بن قصے کے جو انکے ابن عم تھے، حلیف بنے، اور یہین فاطمہ بنت زائدہ سے شادی کی۔ جن کے بطن سے عام الفیل سے ۱۵ سال قبل حضرت خدیجہ پیدا ہوئین[۱]،

سن شعور کو پہونچین تو اپنے پاکیزہ اخلاق کی بنا پر طاہرہؓ کے لقب سے مشہور ہوئین،

نکاح | باپ نے ان صفات کا لحاظ رکھکر شادی کے لیے ورقہ بن نوفل کو جو برادر زادہ، اور تورات وانجیل کے بہت بڑے عالم تھے، منتخب کیا، لیکن پھر کسی وجہ سے یہ نسبت نہو سکی اور ابو ہالہ بن نباش تمیمی سے نکاح ہوگیا،

ابو ہالہ کے بعد عتیق بن عاید مخزومی کے عقدِ نکاح مین آئین،

اسی زمانہ مین حرب الفجار چھڑی، جسمین حضرت خدیجہ کے باپ لڑائی کے لیے نکلے

---

[۱] طبقات ابن سعد ص ۸ ج ۸، [۲] اصابہ ص ۶۰ ج ۸،

اور مارے گئے[1]، یہ عام الفیل سے ۲۰ سال بعد کا واقعہ ہے[2]،

تجارت | باپ اور شوہر کے مرنے سے حضرت خدیجہؓ کو سخت دقت واقع ہوئی، ذریعۂ معاش تجارت تھی، جسکا کوئی نگران نہ تھا، تاہم اپنے اعزہ کو معاوضہ دیکر مال تجارت بھیجتی تھیں، ایکمرتبہ مال کی روانگی کا وقت آیا تو ابو طالب نے آنحضرتؐ سے کہا کہ تمکو خدیجہ سے جاکر ملنا چاہیئے انکا مال شام جائے گا بہتر ہوتا کہ تم بھی ساتھ جاتے، میرے پاس روپیہ نہیں ورنہ میں خود تمہارے لیے سرمایہ مہیا کر دیتا،

رسول اللہ صلعم کی شہرت "امین" کے لقب سے تمام مکہ میں تھی، اور آپ کے حسنِ معاملت، راستبازی، صدق و دیانت اور پاکیزہ اخلاقی کا عام چرچا تھا، حضرت خدیجہؓ کو اس گفتگو کی خبر ملی تو فوراً پیغام بھیجا کہ آپ میرا مالِ تجارت لیکر شام کو جائیں، جو معاوضہ میں اوروں کو دیتی ہوں، آپ کو اوسکا مضاعف دونگی"، آنحضرت صلعم نے قبول فرمایا، اور مالِ تجارت لیکر میسرہ (غلام خدیجہؓ) کے ہمراہ بصریٰ تشریف لے گئے، اس سال کا نفع سالہاے گذشتہ کے نفع سے مضاعف تھا[3]،

حضرت خدیجہؓ آنحضرتؐ کے عقد نکاح میں آتی ہیں | حضرت خدیجہؓ کی دولت وثروت اور شریفانہ اخلاق نے تمام قریش کو اپنا گرویدہ بنا لیا تھا، اور ہر شخص انسے نکاح کا خواہان تھا، لیکن کارکنانِ قضا و قدر کی نظرِ انتخاب کسی اور پر پڑ چکی تھی، آنحضرت صلعم مالِ تجارت لیکر شام سے واپس آئے تو حضرت خدیجہؓ نے شادی کا پیغام بھیجا، نفیسہ بنت منیہ (یعلیٰ بن امیہ کی ہمشیرا) اس خدمت پر

---

[1] طبقات ص ۹ ج ۸۔ [2] ایضاً ص ۱۰ ج ۱ قسم ا [3] طبقات ص ۸۳ ج ۱ قسم ا

مقرر ہوئی، آپ نے منظور فرمایا[1]، اور شادی کی تاریخ مقرر ہوگئی، حضرت خدیجہؓ کے والد اگرچہ وفات پاچکے تھے تاہم اونکے چچا عمرو بن اسد زندہ تھے، عرب میں عورتوں کو یہ آزادی حاصل تھی کہ شادی بیاہ کے متعلق خود گفتگو کرسکتی تھیں اسی بنا پر حضرت خدیجہؓ نے چچا کے ہوتے خود براہ راست تمام مراتب طے کیے،

تاریخ معین پر ابوطالب اور تمام روساے خاندان جن میں حضرت حمزہؓ بھی تھے، حضرت خدیجہؓ کے مکان پر آئے، حضرت خدیجہؓ نے بھی اپنے خاندان کے چند بزرگوں کو جمع کیا تھا، ابوطالب نے خطبۂ نکاح پڑھا، عمرو بن اسد کے مشورہ سے ۵۰۰ طلائی درہم مہر قرار پایا۔ اور خدیجہ طاہرہؓ حرم نبوت ہوکر ام المومنین کے شرف سے ممتاز ہوئیں، اوسوقت آنحضرت صلعم پچیس سال کے تھے اور حضرت خدیجہؓ کی عمر چالیس برس کی تھی، یہ بعثت سے ۱۵ سال قبل کا واقعہ ہے[2]،

اسلام

۱۵ برس کے بعد جب آنحضرت صلعم پیغمبر ہوے اور فرائض نبوت کو ادا کرنا چاہا تو سب سے پہلے حضرت خدیجہؓ کو یہ پیغام سنایا وہ سننے سے پہلے مومن تھیں، کیونکہ اون سے زیادہ آپکے صدق دعوے کا کوئی شخص فیصلہ نہیں کرسکتا تھا، صحیح بخاری باب بدء الوحی میں یہ قصہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے، اور وہ یہ ہے،

عن عائشۃ رضہ انہا قالت اول ما بدئ به — حضرت عائشہ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلعم پر
رسول اللہ صلعم من الوحی الرؤیا الصالحۃ — وحی کی ابتدا رویاے صادقہ سے ہوئی،
فی النوم فکان لا یری رؤیا الا جاءت مثل — آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے تھے سپیدۂ صبح

---

[1] طبقات ص ۴۸ ج ۸ قسم ۱ [2] اصابہ ص ۶۰ ج ۸

فلق الصبح، ثم حُبب الیہ الخلاء وکان
یخلو بغار حراء فیتحنث فیہ وھو التعبد
اللیالی ذوات العدد قبل ان ینزع الی
اھلہ ویتزود لذلک ثم یرجع الی
خدیجۃ فتیزود لمثلھا حتی جاءہ الحق
وھو فی غار حراء فجاءہ الملک فقال
اقرء فقلت ما انا بقاری فاخذنی فغطنی
الثانیۃ حتی بلغ منی الجھد ثم ارسلنی
فقال اقرأ فقلت ما انا بقاری فقال
فاخذنی فغطنی الثالثۃ ثم ارسلنی فقال
اِقْرَءْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِیْ خَلَقَ، خَلَقَ الْاِنْسَانَ
مِنْ عَلَقٍ اِقْرَءْ وَرَبُّکَ الْاَکْرَمُ فرجع بھا
رسول اللہ صلعم یرجف فؤادہ فدخل
علی خدیجۃ بنت خویلد فقال زملونی
زملونی فزملوہ حتی ذھب عنہ الروع
فقال لخدیجۃ واخبرھا الخبر لقد خشیت
علی نفسی فقالت خدیجۃ کلّا واللہ ما یخزیک

کی طرح نمودار ہو جاتا تھا، اسکے بعد آپ
خلوت گزین ہوگئے، چنانچہ کھانے پینے کا
سامان ساتھ لیکر غار حرا تشریف لیجاتے،
اور وہاں تحنث یعنے عبادت کیا کرتے تھے
جب سامان ہوچکتا تو پھر خدیجہؓ کے پاس
تشریف لاتے اور پھر واپس جاکر مراقبہ مین
مصروف ہوتے یہانتک کہ ایکدن فرشتۂ غیب
نظر آیا کہ آپ سے کہہ رہا ہے پڑھ، آپ نے
فرمایا مین پڑھا لکھا نہین، اس نے زور سے
دبایا۔ اسی طرح تیسری مرتبہ دباکر کہا پڑھ
اوس خدا کا نام جسنے کائنات کو پیدا کیا،
جسنے آدمی کو گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا،
پڑھ تیرا خدا کریم ہے، آنحضرت صلعم گھر
واپس تشریف لائے، تو جلال الٰہی سے لبریز
تھے آپ نے حضرت خدیجہ سے کہا مجھکو
کپڑا اوڑھاؤ، لوگون نے کپڑا اوڑھایا تو ہیبت
کم ہوئی، پھر حضرت خدیجہ سے تمام واقعہ

الله ابداً انک لتصل الرحم و تحمل الکل و
تکسب المعدوم و تقری الضیف و
تعین علی نوائب الحق فانطلقت به
خدیجة حتی اتت به ورقة بن نوفل بن
اسد بن عبد العزی ابن عم خدیجة
وکان امرءاً تنصّر فی الجاهلیة وکان
یکتب الکتاب العبرانی فیکتب من الانجیل
بالعبرانیة ماشاء الله ان یکتب وکان
شیخا کبیرا قد عمی فقالت له خدیجة
اسمع من ابن اخیک فقال له ورقة
یا ابن اخی ماذا تری فاخبره رسول الله
صلعم خبر ما رای فقال له ورقة هذا
الناموس الذی نزّل الله علی موسی
یا لیتنی فیها جذعا یا لیتنی اکون حیا
اذ یخرجک قومک فقال رسول الله صلعم
او مخرجی هم قال نعم لم یات رجل قط
بمثل ما جئت به الا عودی وان یدرکنی

بیان کیا اور کہا مجھکو ڈر ہے" حضرت خدیجہ
نے کہا آپ متردد نہون، خدا آپ کا ساتھ
نہ چھوڑے گا، کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہین،
بیکسون اور فقیرون کے معاون رہتے
ہین، مہمان نوازی، اور مصائب مین حق کی
حمایت کرتے ہین، پھر وہ آپ کو اپنے چچا
زاد ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئین، جو
مذہبا نصرانی تھے، عبرانی زبان جانتے تھے
اور عبرانی زبان مین انجیل لکھا کرتے تھے اب وہ
بوڑھے اور نابینا ہو گئے تھے، خدیجہ نے کہا کہ اپنے بھتیجے
(آنحضرت صلعم) کی باتین سنو، بولے ابن الاخ! تم نے
کیا دیکھا؟ آنحضرت نے واقعہ کی کیفیت بیان کی
تو کہا یہ وہی ناموس ہے جو موسی پر اترا تھا، کاش
مجھ مین اسوقت قوت ہوتی اور زندہ رہتا جب
انکی قوم انکو شہر بدر کرے گی، آنحضرت نے پوچھا کہ
کیا یہ لوگ مجھے نکالدین گے؟ ورقہ نے جواب دیا ہان،
جو کچھ تم پر نازل ہوا جب کسی پر نازل ہوتا ہے تو دنیا اسکی دشمن

یومک انصرک نصرا موزرا ثم لم   ہوجاتی ہے اور اگر اسوقت تک مین زندہ رہا تو تمھاری زور کی مدد

ینشب ورقة ان توفی وفتر الوحی۔[1]   کرونگا، اسکے بعد ورقہ کا بہت جلد انتقال ہوگیا اور وحی کچھ دنون کیلیے رک گئی،

اسوقت تک نماز پنجگانہ فرض نہ تھی، آنحضرت نوافل پڑھا کرتے تھے، حضرت خدیجہؓ بھی آپ کے ساتھ نوافل مین شرکت کرتی تھین، ابن سعد کہتے ہین کہ

مکث رسول اللہ صلعم وخدیجة   آنحضرت صلعم اور خدیجہ ایک عرصہ تک خفیہ

یصلیان سرا ماشاء اللہ،   طور پر نماز پڑھا کیے،

عفیف کندی سامان خریدنے کے لیے مکہ آئے اور حضرت عباس کے گھر مین فروکش ہوے صبح کے وقت ایکدن کعبہ کی طرف نظر تھی تو دیکھا کہ ایک نوجوان آیا اور آسمان کی طرف دیکھکر قبلہ رخ کھڑا ہوگیا، پھر ایک لڑکا اسکے داہنے طرف آکر کھڑا ہوا، پھر ایک عورت دونون کے پیچھے کھڑی ہوئی، نماز پڑھکر یہ لوگ چلے گئے تو عفیف نے حضرت عباس سے کہا کہ کوئی عظیم الشان واقعہ پیش آنے والا ہے، حضرت عباس نے جواب دیا ہان، پھر کہا جانتے ہو یہ نوجوان کون ہے؟ یہ میرا بھتیجا محمد ہے، یہ دوسرا بھتیجا علی ہے، اور یہ محمد کی بیوی (خدیجہ) ہے، میرے بھتیجے کا خیال ہے کہ اسکا مذہب پروردگار عالم کا مذہب ہے اور وہ جو کچھ کرتا ہے اسکے حکم سے کرتا ہے، دنیا مین جہانتک مجھکو علم ہے اس خیال کے صرف یہی تین شخص ہین،

عقیلی اس روایت کو ضعیف کہتے ہین لیکن ہمارے نزدیک اسکے ضعیف ہونے کی

---

[1] صحیح بخاری باب بدء الوحی [2] طبقات ابن سعد ... [3] ایضاً ص ۱۱،

کوئی وجہ نہین، درایت کے لحاظ سے اسمین کوئی خرابی نہین، روایت کی حیثیت سے اسکے ثبوت کے متعدد طرق ہین، محدث ابن سعد نے اسکو نقل کیا ہے، بغوی، ابو یعلے اور نسائی نے اسکو اپنی کتابون مین جگہ دی ہے، حاکم، ابن خیثمہ، ابن مندہ، اور صاحب غیلانیات نے اسے مقبول مانا ہے اور سب سے بڑھکر یہ کہ اوسکو امام بخاری نے اپنی تاریخ مین درج کیا ہے اور اسکو صحیح کہا ہے،

حضرت خدیجہ نے صرف نبوت کی تصدیق ہی نہین کی بلکہ آغاز اسلام مین آنحضرتؐ کی سب سے بڑی معین و مددگار ثابت ہوئین، آنحضرت صلعم کو جو چند سال تک کفار مکہ اذیت دیتے ہوے ہچکچاتے تھے اوس مین بڑی حد تک حضرت خدیجہ کا اثر کام کر رہا تھا، اوپر گذر چکا ہے کہ آغاز نبوت مین جب آنحضرت کی زبان سے یہ الفاظ نکلے کہ "مجھکو ڈر ہے" تو انھون نے کہا کہ "آپ متردد نہون خدا آپ کا ساتھ نہ چھوڑیگا" دعوت اسلام کے سلسلہ مین جب مشرکین نے آپ کو طرح طرح کی اذیتین پہونچائین تو حضرت خدیجہ ہی نے آپ کو تسلی اور تشفی دی، استیعاب مین ہے[1]،

فکان اول من اٰمن من المشرکین شیاً یکرھہ من رد علیہ وتکذیب لہ الا فرج اللہ عنہ بہا تثبتہ وتصدقہ وتخفف عنہ وتھون علیہ ما یلقی من قومہ	آنحضرت کو مشرکین کی تردید یا تکذیب سے جو کچھ صدمہ ہوتا، حضرت خدیجہ کے پاس آکر دور ہوجاتا تھا، کیونکہ وہ آپ کی باتون کی تصدیق کرتی تھین، اور مشرکین کے معاملہ کو آپ کے سامنے ہلکا کرکے پیش کرتی تھین،

سنہ نبوی مین جب قریش نے اسلام کے تباہ کرنے کا فیصلہ کیا تو یہ تدبیر سوچی کہ آنحضرت صلعم

[1] کتاب مذکور ص ۷۴۰ ج ۲،

اور آپ کے خاندان کو ایک گھاٹی مین محصور کیا جائے، چنانچہ ابوطالب مجبور ہوکر تمام خاندان ہاشم کے ساتھ شعب ابوطالب مین پناہ گزین ہوئے، حضرت خدیجہ بھی ساتھ آئین، سیرت ابن ہشام مین ہے[1]،

وھی عند رسول اللہ صلعم ومعہ فی الشعب — اور وہ آنحضرت صلعم کے ساتھ شعب ابوطالب مین تھین

تین سال تک بنوہاشم نے اس حصار مین بسر کی، یہ زمانہ ایسا سخت گذرا کہ طلح کے پتے کھا کھا کر رہتے تھے، تاہم اس زمانہ مین بھی حضرت خدیجہ کے اثر سے کبھی کبھی کھانا پہونچ جاتا تھا، چنانچہ ایکدن حکیم بن حزام نے جو حضرت خدیجہ کا بھتیجا تھا، تھوڑے سے گیہون اپنے غلام کے ہاتھ حضرت خدیجہ کے پاس بھیجے، راہ مین ابوجہل نے دیکھ لیا اور چھین لینا چاہا، اتفاق سے ابوالبختری کہین سے آگیا، وہ اگرچہ کافر تھا لیکن اوسکو رحم آیا، ابوجہل سے کہا ایک شخص اپنی پھوپھی کو کچھ کھانے کے لیے بھیجتا ہے تو کیون روکتا ہے[2]؟

وفات | حضرت خدیجہ نکاح کے بعد ۲۵ برس تک زندہ رہین اور ۱۱ رمضان سنہ ۱۰ نبوی کو (ہجرت سے ۳ سال قبل[3]) انتقال کیا، اسوقت انکی عمر ۶۴ سال ۶ ماہ کی تھی، چونکہ نماز جنازہ اسوقت تک مشروع نہین ہوئی تھی اسلیے اونکی لاش اسی طرح دفن کر دی گئی،

آنحضرت صلعم خود اون کی قبر مین اُترے اور اپنی سب سے بڑی غمگسار کو داعی اجل کے سپرد کیا، حضرت خدیجہ کی قبر حجون مین ہے اور زیارتگاہ خلائق ہے،

حضرت خدیجہ کی وفات سے تاریخ اسلام مین ایک جدید دور شروع ہوا، یہی زمانہ ہے

---

[1] سیرت ابن ہشام ص ۱۹۲ ج ۱ [2] ایضاً [3] بخاری ص ۵۵۱ ج ۱،

جو اسلام کا سخت ترین زمانہ ہے، اور خود آنحضرت اس سال کو عام الحزن (سالِ غم) فرمایا کرتے تھے، کیونکہ اونکے اوٹھ جانے کے بعد قریش کو کسی شخص کا پاس نہین رہ گیا تھا، اور اب وہ نہایت بے رحمی اور بیباکی سے آنحضرت صلعم کو ستاتے تھے، اسی زمانہ مین آپ اہل مکہ سے نا امید ہو کر طائف تشریف لے گئے تھے،

اولاد | حضرت خدیجہ کے بہت سی اولاد ہوئی، ابو ہالہ سے جو انکے پہلے شوہر تھے، دو لڑکے پیدا ہوئے جنکے نام ہالہ اور ہند تھے، دوسرے شوہر یعنی عتیق سے ایک لڑکی پیدا ہوئی کہ اسکا نام بھی ہند تھا، آنحضرت صلعم سے چھ اولادین ہوئین، دو صاحبزادے کہ دونون بچپن مین انتقال کر گئے، اور چار صاحبزادیان، جنکے نام حسب ذیل ہین[1]،

(۱) حضرت قاسم، آنحضرت کے سب سے بڑے لڑکے تھے، انھین کے نام پر آپ ابو القاسم کنیت کرتے تھے، صغر سنی ہین مکہ مین انتقال کیا، اسوقت پیرون چلنے لگے تھے (۲) حضرت زینب، آنحضرت کی سب سے بڑی صاحبزادی تھین (۳) حضرت عبد اللہ رضؓ نے بہت کم عمر پائی، چونکہ زمانہ نبوت مین پیدا ہوئے تھے اسلیے طیب اور طاہر کے لقب سے مشہور ہوئے، (۴) حضرت رقیہؓ (۵) حضرت ام کلثومؓ (۶) حضرت فاطمہ زہراؓ، ان سب مین ایک ایک سال کا چھوٹا یا بڑا پا تھا، حضرت خدیجہ اپنی اولاد کو بہت چاہتی تھین، اور چونکہ دنیا نے بھی ساتھ دیا تھا یعنے صاحب ثروت تھین، اسلیے عقبہ کی لونڈی سلمہ کو بچون کی پرورش پر مقرر کیا تھا، وہ انکو کھلاتی اور دودھ پلاتی تھی،

[1] زرقانی

ازواج مطہرات مین حضرت خدیجہ کو بعض خاص خصوصیتین حاصل ہین، وہ آنحضرت صلعم کی پہلی بیوی ہین، وہ جب عقد نکاح مین آئین تو اونکی عمر چالیس برس کی تھی، لیکن آنحضرت نے اونکی زندگی تک دوسری شادی نہین کی، حضرت ابراہیمؑ کے سوا آنحضرت صلعم کی تمام اولاد انھین سے پیدا ہوئی۔

فضائل ومناقب

فضائل اخلاق مین ام المؤمنین حضرت خدیجہ طاہرہ کا کون حریف مقابل نکل سکتا ہے؟ اسلام کا پیغمبر دنیا مین نفوس انسانی کے اخلاق وتربیت کی اصلاح وتکمیل کے لیے مبعوث ہوا تھا لیکن جب اس نے فرض رسالت ادا کرنا چاہا تو فضاے عالم سے ایک آواز بھی اوسکی تائید مین نہ اوٹھی [illegible] بلکہ [illegible] تمام جزیرۃ العرب اوسکی آواز پر ایک پیکر تصویر بنا ہوا تھا لیکن اس عالمگیر خاموشی مین بھی ایک آواز تھی جو فضاے عالم مین تموج پیدا کر رہی تھی، یہ آواز حضرت خدیجہ طاہرہ کے قلب مبارک سے بلند ہوئی تھی، جو اس ظلمتکدۂ کفر وضلالت مین نور الٰہی کا دوسرا تجلی گاہ تھا،

حضرت خدیجہ وہ مقدس خاتون ہین جنھون نے نبوت سے پہلے بت پرستی ترک کردی تھی، چنانچہ مسند ابن حنبل مین روایت ہے کہ آنحضرت نے حضرت خدیجہ سے کہا بخدا مین کبھی لات وعزی کی پرستش نکرونگا، اونھون نے جواب دیا کہ لات کو جانے دیجیے عزی کو جانے دیجیے یعنی انکا ذکر بھی نہ کیجیے۔[1] آنحضرت صلعم نے جب نبوت کی صدا بلند کی تو سب سے پہلے انھی نے اس پر لبیک کہا، آنحضرت صلعم اور اسلام کو اونکی ذات سے جو تقویت تھی وہ سیرت نبوی کے ایک ایک صفحہ سے نمایان ہے، ابن ہشام مین ہے،

[1] مسند ج ۶ ص ۲۲۲

وکانت له وزیر صدق علی الاسلام ‏ ‏ ‏ ‏ وہ اسلام کے متعلق آنحضرت کی سچی مشیر کار تھین

آنحضرت صلعم سے اون کو جو محبت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ باوجود اوس تمول اور اوس دولت وثروت کے آنحضرت صلعم کی خدمت خود کرتی تھین، چنانچہ صحیح بخاری مین روایت کی ہے کہ ایکمرتبہ حضرت جبریل نے آنحضرت صلعم سے عرض کی کہ خدیجہ برتن مین کچھ لا رہی ہین آپ اونکو خدا کا اور میرا سلام پہونچا دیجئے[1]

آنحضرت صلعم کو حضرت زید بن حارثہ سے نہایت محبت تھی، لیکن وہ مکہ مین غلام کی حیثیت رہتے تھے حضرت خدیجہ نے اونکو آزاد کیا، اور اب وہ کسی دنیاوی رئیس کے خادم ہونے کے بجائے شہنشاہ رسالت کے غلام تھے،

آنحضرت صلعم کو بھی اون سے بے انتہا محبت تھی، آپ نے اونکی زندگی تک دوسری شادی نہین کی، اونکی وفات کے بعد آپ کا معمول تھا کہ جب گھر مین کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپ ڈھونڈ ڈھونڈ کر اونکی سہیلیون کے پاس گوشت بھجواتے تھے، حضرت عائشہؓ کہتی ہین کہ گو مین نے خدیجہ کو نہین دیکھا لیکن مجھکو جسقدر اونپر رشک آتا تھا کسی اور پر نہین آتا تھا، جسکی وجہ یہ تھی کہ آنحضرت صلعم ہمیشہ اونکا ذکر کیا کرتے تھے، ایک دفعہ مین نے اسپر آپ کو رنجیدہ کیا لیکن آپ نے فرمایا کہ خدا نے مجھکو اونکی محبت دی ہے[2]

ایکدفعہ حضرت خدیجہؓ کے انتقال کے بعد اونکی بہن ہالہ آنحضرت صلعم سے ملنے آئین، اور استیذان کے قاعدہ سے اندر آنے کی اجازت مانگی، اونکی آواز حضرت خدیجہؓ سے ملتی تھی،

---

[1] صحیح بخاری ص ۵۳۰، ج ۱، [2] صحیح مسلم ص ۳۳۲ ج ۲

آپ کے کانون مین آواز پڑی تو حضرت خدیجہ یاد آگئین، اور آپ جھجک اوٹھے، اور فرمایا کہ "ہالہ" ہونگی، حضرت عائشہ بھی موجود تھین، اونکو نہایت رشک ہوا، بولین کہ "آپ کیا ایک بڑھیا کی یاد کیا کرتے ہین جو مرچکین، اور خدا نے اون سے اچھی آپ کو بیویان دین" صحیح بخاری مین یہ روایت یہین تک ہے، لیکن استیعاب مین ہے کہ اسکے جواب مین آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ "ہرگز نہین، جب لوگون نے میری تکذیب کی تو اونھون نے تصدیق کی، جب لوگ کافر تھے تو وہ اسلام لائین، جب میرا کوئی معین نہ تھا تو اونھون نے میری مدد کی، اور میری اولاد اونہی سے ہوئی"

حضرت خدیجہؓ کے مناقب مین بہت سی حدیثین مروی ہین، صحیح بخاری اور مسلم مین ہے،

خیر نسائها مریم بنت عمران وخیر نسائها خدیجة بنت خویلد

عالم مین افضل ترین عورت مریم اور خدیجہ ہین،

ایکمرتبہ حضرت جبریلؑ آنحضرت صلعم کے پاس بیٹھے تھے، حضرت خدیجہ آئین تو فرمایا،

بشرها ببیت فی الجنة من قصب لا صخب فیه ولا نصب،

انکو جنت مین ایک ایسا گھر ملنے کی بشارت سنا دیجیے جو موتی کا ہوگا، اور جس مین شور و غل اور محنت و مشقت نہو گی،

(۲) حضرت سودہؓ

نام ونسب، | سودہ نام تھا، قبیلۂ عامر بن لوی سے تھین جو قریش کا ایک نامور قبیلہ تھا، سلسلۂ نسب یہ ہے سودہ بنت زمعہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد وّد بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی، مان کا نام شموس تھا اور مدینہ کے خاندان بنو نجار سے تھین، انکا پورا نام ونسب یہ ہے شموس بنت قیس بن زید بن عمرو بن لبید بن فراش بن عامر بن غنم بن عدی بن النجار،

نکاح | سکران بن عمرو سے جو انکے والد کے ابن عم تھے، شادی ہوئی،

قبول اسلام | اور ابتداے نبوت مین مشرف بہ اسلام ہوئین، اون کے ساتھ اونکے شوہر بھی اسلام لائے، اس بنا پر اونکو قدیم الاسلام ہونے کا شرف حاصل ہے،

حبشہ کی پہلی ہجرت کے وقت تک حضرت سودہ اور اونکے شوہر مکہ ہی مین مقیم رہے، لیکن جب مشرکین کے ظلم وستم کی کوئی انتہا نہ رہی اور مہاجرین کی ایک بڑی جماعت ہجرت کے لیے آمادہ ہوئی تو اوس مین حضرت سودہ اور انکے شوہر بھی شامل ہو گئے،

کئی برس حبشہ مین رہکر مکہ کو واپس آئین، اور سکران نے کچھ دن کے بعد وفات پائی،

حضرت سودہ حرم نبوت مین | ازواج مطہرات مین یہ فضیلت صرف حضرت سودہ کو حاصل ہے کہ حضرت خدیجہ کے انتقال کے بعد سب سے پہلے وہی آنحضرت صلعم کے عقد نکاح مین آئین،

حضرت خدیجہ کے انتقال سے آنحضرت صلعم نہایت پریشان و غمگین تھے یہ حالت دیکھکر خولہ بنت حکیم (عثمان بن مظعون کی بیوی) نے عرض کی کہ آپ کو ایک مونس و رفیق کی ضرورت ہے آپنے فرمایا ہاں، گھر بار بال بچوں کا انتظام سب خدیجہ کے متعلق تھا آپ کے ایما سے وہ حضرت سودہ کے والد کے پاس گئیں اور جاہلیت کے طریقہ پر سلام کیا اَنعِمْ صَبَاحًا پھر نکاح کا پیغام سنایا، اونھوں نے کہا ہاں محمد شریف کفو ہیں، لیکن سودہ سے بھی تو دریافت کر د، غرض سب مراتب طے ہوگئے، تو آنحضرت صلعم خود تشریف لے گئے اور سودہ کے والد نے نکاح پڑھایا، چار سو درہم مہر قرار پایا، نکاح کے بعد عبد اللہ بن زمعہ (حضرت سودہ کے بھائی) جو اوسوقت کافر تھے آئے اور اونکو یہ حال معلوم ہوا تو سر پر خاک ڈال لی کہ کیا غضب ہوگیا، چنانچہ اسلام لانے کے بعد اپنی اس حماقت شعاری پر ہمیشہ اونکو افسوس آتا تھا،

حضرت سودہ کا نکاح رمضان سنہ ۱۰ نبوی میں ہوا، اور چونکہ اونکے اور حضرت عائشہ کے نکاح کا زمانہ قریب قریب ہے اسلیے مورخین میں اختلاف ہے کہ کسکو تقدم حاصل ہے؟ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ سودہ کو تقدم ہے، اور عبد اللہ بن محمد بن عقیل حضرت عائشہ کو مقدم سمجھتے ہیں[1]،

بعض روایتوں میں ہے کہ حضرت سودہ نے اپنے پہلے شوہر کی زندگی میں ایک خواب دیکھا تھا، اون سے بیان کیا تو بولے کہ شاید میری موت کا زمانہ قریب ہے اور تمھارا نکاح رسول اللہ صلعم کے ساتھ ہوگا، چنانچہ یہ خواب حرف حرف پورا ہوا،

[1] دیکھو طبقات ابن سعد ص ۳۶ و ۳۸ و ۳۹ ج ۸ و زرقانی ص ۲۶۰ ج ۳

عام حالات نبوت کے تیرھوین سال جب آپ نے مدینہ منورہ مین ہجرت کی تو حضرت زید بن حارثہ کو مکہ بھیجا کہ حضرت سودہؓ وغیرہ کو لیکر آئین، چنانچہ وہ اور حضرت فاطمہ زہراؓ حضرت زیدؓ کے ہمراہ مدینہ آئین،

سنہ ۱۰ ہجری مین جب آنحضرت صلعم نے حج کیا تو حضرت سودہؓ بھی ہمراہ تھین، چونکہ وہ بلند بالا اور فربہ اندام تھین، اور اسوجہ سے تیزی کے ساتھ چل پھر نہین سکتی تھین، اسلیے آنحضرت صلعم نے اجازت دی کہ اور لوگون کے مزدلفہ سے روانہ ہونے کے قبل اونکو چلا جانا چاہیے، کیونکہ اونکو بھیڑ بھاڑ مین چلنے سے تکلیف ہوگی[۱]

وفات ایک دفعہ ازواج مطہرات آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر تھین، اونھون نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ ہم مین سے سب سے پہلے کون مریگا، فرمایا کہ جسکا ہاتھ سب سے بڑا ہے، لوگون نے اسکے ظاہری معنے سمجھے، ہاتھ ناپے گئے تو سب سے بڑا ہاتھ حضرت سودہؓ کا تھا،[۱] لیکن جب سب سے پہلے حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا تو معلوم ہوا کہ ہاتھ کی بڑائی سے آپ کا مقصود سخاوت اور فیاضی تھی، بہرحال واقدی نے حضرت سودہ کا سال وفات سنہ ۵۴ھ بتایا ہے،[۳] لیکن ثقات کی روایت یہ ہے کہ اونھون نے حضرت عمرؓ کے اخیر زمانۂ خلافت مین انتقال کیا،[۴]

حضرت عمرؓ نے سنہ ۲۳ ہجری مین وفات پائی ہے، اس لیے حضرت سودہؓ کی وفات کا سال سنہ ۲۲ھ ہوگا، خمیس مین بھی روایت ہے اور یہی

---

[۱] صحیح بخاری ص ۲۲۸ ج ۱ [۲] طبقات ص ۳۷ ج ۸ [۳] طبقات ابن سعد ص ۳۷،

[۴] اسد الغابہ و استیعاب و خلاصۂ تہذیب حالات سودہؓ۔

سب سے زیادہ صحیح[1] ہے، اور اس کو امام بخاری ذہبی، جزری، ابن عبدالبر اور خزرجی نے اختیار کیا ہے،

اولاد | آنحضرت سے کوئی اولاد نہین ہوئی، پہلے شوہر نے (حضرت سکران) ایک لڑکا یادگار چھوڑا تھا، جس کا نام عبدالرحمان تھا، اونھون نے جنگ جلولا (فارس) مین شہادت حاصل کی[2]،

حلیہ | ازواج مطہرات مین حضرت سودہ سے زیادہ کوئی بلند و بالا نہ تھا، حضرت عائشہ کا قول ہے کہ جسنے انکو دیکھ لیا اوس سے وہ چھپ نہین سکتی تھین[3]، زرقانی مین ہے کہ ان کا ڈیل لانبا تھا[4]،

فضل و کمال | حضرت سودہ سے صرف پانچ حدیثین مروی ہین، جنمین سے بخاری مین صرف ایک ہے، صحابہ مین حضرت ابن عباسؓ، ابن زبیرؓ اور یحییٰ بن عبدالرحمان (بن اسعد بن زرارہ) نے اون سے روایت کی ہے،

اخلاق | حضرت عائشہ فرماتی ہین[5]،

ما من الناس امرءة احب الی ان اکون	سودہ کے علاوہ کسی عورت کو دیکھکر مجھے یہ خیال
فی مسلاخھا من سودة	نہین ہوا کہ اوسکے قالب مین میری روح ہوتی،

اطاعت اور فرمانبرداری مین وہ تمام ازواج مطہرات سے ممتاز تھین، آپنے حجۃ الوداع کے موقع پر ازواج مطہرات کو مخاطب کرکے فرمایا تھا کہ "میرے بعد گھر مین بیٹھنا"[6] چنانچہ

---

[1] زرقانی ج ۳ ص ۲۶۲ [2] زرقانی ص ۲۶۰ ج ۳ [3] صحیح بخاری ص ۷۰۰ ج ۲ [4] زرقانی ص ۲۵۹ ج ۳

[5] طبقات ص ۳۷ ج ۸ [6] زرقانی ص ۲۶۱ ج ۳

حضرت سودہؓ نے اس حکم پر اس شدت سے عمل کیا کہ پھر کبھی حج کے لیے نہ نکلین، فرماتی تھین
کہ مین حج اور عمرہ دونون کر چکی ہون اور اب خدا کے حکم کے مطابق گھر مین بیٹھون گی[۱]،

سخاوت اور فیاضی بھی اونکا ایک نمایان وصف تھا، اور حضرت عائشہؓ کے سواوہ اس
وصف مین بھی سب سے ممتاز تھین، ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے اونکی خدمت مین ایک تھیلی بھیجی،
لانے والے سے پوچھا اس مین کیا ہے؟ بولا درہم، بولین کھجور کی طرح تھیلی مین درہم بھیجے جاتے
ہین، یہ کہکر اوسی وقت سبکو تقسیم کر دیا[۲]، وہ طائف کی کھالین بناتی تھین، اور اوس سے
جو آمدنی ہوتی تھی اوسکو نہایت آزادی کے ساتھ نیک کامون مین صرف کرتی تھین[۳]،

ایثار مین بھی وہ ممتاز حیثیت رکھتی تھین، وہ اور حضرت عائشہؓ آگے پیچھے نکاح مین آئی
تھین، لیکن چونکہ اونکا سن بہت زیادہ تھا، اسلیے جب بوڑھی ہوگئین تو اونکو سوءظن ہوا کہ
شاید آنحضرت صلعم طلاق دیدین، اور وہ شرف صحبت سے محروم ہوجائین، اس بنا پر
اونھون نے اپنی باری حضرت عائشہؓ کو دیدی، اور اونھون نے خوشی سے قبول کرلی[۴]،

مزاج تیز تھا، حضرت عائشہؓ اونکی بیحد معترف تھین، لیکن کہتی ہین کہ وہ بہت جلد غصہ سے
بھڑک اوٹھتی تھین، ایکمرتبہ قضاے حاجت کے لیے صحرا کو جارہی تھین، راستہ مین حضرت عمرؓ
مل گئے، چونکہ حضرت سودہؓ کا قد نمایان تھا، اونھون نے پہچان لیا، حضرت عمرؓ کو ازواج مطہرات
کا باہر نکلنا ناگوار تھا، اور وہ آنحضرتؐ کی خدمت مین پردہ کی تحریک کرچکے تھے اسلیے بولے
"سودہ! تمکو ہم نے پہچان لیا!" حضرت سودہؓ کو سخت ناگوار ہوا، آنحضرت صلعم کے پاس

---

[۱] طبقات ص ۳۸، [۲] اصابہ ص ۱۱۸ ج ۸، [۳] ص ۶۰ حالات خلیہ، [۴] صحیح بخاری و مسلم،

پہونچین اور حضرت عمرؓ کی شکایت کی، اسی واقعہ کے بعد آیت حجاب نازل ہوئی[1]،

باینہمہ ظرافت اسقدر تھی کہ کبھی کبھی اس انداز سے چلتی تھین کہ آپ ہنس پڑتے تھے، ایکمرتبہ کہنے لگین کہ کل رات کو مین نے آپ کے ساتھ نماز پڑھی تھی، آپ نے (اسقدر دیر تک رکوع کیا کہ مجھکو نکسیر پھوٹنے کا شبہہ ہوگیا اسلیے مین دیر تک ناک پکڑے رہی آپ اس جملہ کو سُنکر مسکرا اوٹھے[2]،

دجال سے بہت ڈرتی تھین، ایکمرتبہ حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ کے پاس آرہی تھین، دونون نے مذاق کے لہجہ مین کہا تم نے کچھ سُنا؟ بولین کیا؟ کہا دجال نے خروج کیا، حضرت سودہؓ یہ سنکر گھبرا گئین، ایک خیمہ جسمین کچھ آدمی آگ سلگا رہے تھے قریب تھا، فورًا اوسکے اندر داخل ہوئین، حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ ہنستی ہوئی آنحضرت صلعم کے پاس پہونچین، اور آپ کو اس مذاق کی خبر کی، آپ تشریف لائے اور خیمہ کے دروازہ پر کھڑے ہوکر فرمایا کہ ابھی دجال نہین نکلا ہے، یہ سُنکر حضرت سودہؓ باہر آئین، تو مکڑی کا جالا بدن مین لگا ہوا تھا، اوسکو باہر آکر صاف کیا[3]،

میرے نزدیک یہ روایت مشکوک، اور سند ضعیف ہے،

[1] صحیح بخاری ج ۱ ص ۲۶، [2] ابن سعد ص ۳۷ ج ۸، [3] اصابہ ص ۶۵ ج ۸،

(۳) حضرت عائشہؓ

نام ونسب | عائشہ نام، صدیقہ اور حمیرا لقب، ام عبد اللہ کنیت، حضرت ابوبکر صدیقؓ کی صاحبزادی ہین، مان کا نام زینب تھا، ام رومان کنیت تھی، اور قبیلۂ غنم بن مالک سے تھین،

حضرت عائشہؓ بعثت کے چار برس بعد شوال کے مہینہ مین پیدا ہوئین، صدیق اکبر کا کاشانہ وہ بُرجِ سعادت تھا جہان خورشید اسلام کی شعاعین سب سے پہلے پرتوفگن ہوئین، اس بنا پر حضرت عائشہؓ اسلام کے اون برگزیدہ لوگون مین ہین جنکے کانون نے کبھی کفر وشرک کی آواز نہین سُنی، خود حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ جب سے مین نے اپنے والدین کو پہچانا اونکو مسلمان پایا[1]،

حضرت عائشہؓ کو وائل کی بیوی نے دودھ پلایا، وائل کی کنیت ابوالقعیس تھی، وائل کے بھائی افلح، حضرت عائشہؓ کے رضاعی چچا کبھی کبھی اونسے ملنے آیا کرتے تھے، اور رسول اللہ صلعم کی اجازت سے وہ اونکے سامنے آتی تھین[2]، رضاعی بھائی بھی کبھی کبھی ملنے آیا کرتا تھا[3]،

نکاح | تمام ازواج مطہرات مین یہ شرف صرف حضرت عائشہؓ کو حاصل ہے کہ وہ آنحضرت صلعم کی کنواری بیوی تھین، آنحضرت صلعم سے پہلے وہ جبیر بن مطعم کے صاحبزادے سے

---

[1] بخاری ج ۱ ص ۵۵۲، [2] ایضاً ج ۱ ص ۳۶۰، [3] ایضاً ص ۳۶۱،

منسوب ہوئی تھین، لیکن جب حضرت خدیجہ کے انتقال کے بعد خولہ بنت حکم نے آنحضرت صلعم سے اجازت لیکر ام رومان سے کہا، اور انھون نے حضرت ابوبکرؓ سے مذکور کیا، تو چونکہ یہ ایک قسم کی وعدہ خلافی تھی، بولے کہ جبیر بن مطعم سے وعدہ کرچکا ہون، لیکن مطعم نے خود اس بناء پر انکار کردیا کہ اگر حضرت عائشہؓ اونکے گھر مین گئین تو گھر مین اسلام کا قدم آجائے گا، بہرحال حضرت ابوبکرؓ نے خولہ کے ذریعہ سے آنحضرت صلعم سے عقد کردیا، پانسو درہم مہر قرار پایا، یہ سنہ۱۰ نبوی کا واقعہ ہے، اسوقت حضرت عائشہؓ شش سالہ تھین،

یہ نکاح اسلام کی سادگی کی حقیقی تصویر تھا، عطیہ اسکا واقعہ اسطرح بیان کرتی ہین کہ "حضرت عائشہؓ لڑکیون کے ساتھ کھیل رہی تھین، اونکی انّا آئی اور اونکو لے گئی، حضرت ابوبکرؓ نے آکر نکاح پڑہا دیا،" حضرت عائشہؓ خود کہتی ہین کہ "جب میرا نکاح ہوا تو مجھکو خبر تک نہوئی، جب میری والدہ نے باہر نکلنے مین روک ٹوک شروع کی تب مین سمجھی کہ میرا نکاح ہوگیا، اسکے بعد میری والدہ نے مجھے سمجھا بھی دیا[1]،"

نکاح کے بعد مکہ مین آنحضرت صلعم کا قیام ۳ سال تک رہا، سنہ۱۳ نبوی مین آپ نے ہجرت کی تو حضرت ابوبکرؓ ساتھ تھے، اور اہل وعیال کو دشمنون کے نرغہ مین چھوڑ آئے تھے، جب مدینہ مین اطمینان ہوا تو حضرت ابوبکرؓ نے عبداللہ بن اریقط کو بھیجا کہ ام رومانؓ، اسماءؓ اور عائشہؓ کو لے آئین، مدینہ مین آکر حضرت عائشہؓ سخت بخار مین مبتلا ہوئین، اشتدادِ مرض سے سر کے بال تک جھڑ گئے، صحت ہوئی تو ام رومان کو رسمِ عروسی ادا کرنے کا خیال آیا،

---

[1] طبقات ابن سعد ص ۴۰،

اسوقت حضرت عائشہؓ کی عمر ۹ سال کی تھی، سہیلیون کے ساتھ جھولا جھول رہی تھین، کہ ام رومان نے آواز دی، اونکو اس واقعہ کی خبر تک نہ تھی، ماں کے پاس آئین، اونھون نے منھ دھویا، بال درست کیے، گھر مین لے گئین، انصار کی عورتین انتظار مین تھین، یہ گھر مین داخل ہوئین تو سب نے مبارکباد دی، چاشت کے وقت آنحضرت صلعم تشریف لائے اور رسم عروسی ادا ہوئی، شوال مین نکاح ہوا تھا، اور شوال ہی مین یہ رسم بھی ادا کی گئی،

حضرت عائشہؓ کے نکاح سے عرب کے بعض بیہودہ خیالات مین اصلاح ہوئی،

(۱) عرب منھ بولے بھائی کی لڑکی سے شادی نہین کرتے تھے، اسی بنا پر جب خولہ نے حضرت ابوبکرؓ سے آنحضرت صلعم کا ارادہ ظاہر کیا تو اونھون نے حیرت سے کہا کہ کیا یہ جائز ہے؟ عائشہ تو رسول اللہ صلعم کی بھتیجی ہے، لیکن آنحضرت صلعم نے فرمایا انت اخی فی الاسلام، تم تو صرف مذہبی بھائی ہو، (۲) اہل عرب شوال مین شادی نہین کرتے تھے، زمانۂ قدیم مین اس مہینہ مین طاعون آیا تھا، حضرت عائشہ کی شادی اور رخصتی دونون شوال مین ہوئین،

عام حالات | غزوات مین سے صرف غزوۂ احد مین حضرت عائشہؓ کی شرکت کا پتہ چلتا ہے صحیح بخاری مین حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ ”مین نے عائشہؓ اور ام سلیمؓ کو دیکھا کہ پائینچے چڑہائے ہوئے مشک بھر بھر کر لاتی تھین اور زخمیون کو پانی پلاتی تھین،،

غزوۂ مصطلق مین کہ ۵ھ کا واقعہ ہے، حضرت عائشہؓ آپ کے ساتھ تھین، واپسی مین اونکا ہار کہین گر گیا، سارا قافلہ اتر پڑا، نماز کا وقت آیا تو پانی نہ ملا، تمام صحابہ پریشان تھے، آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی، اور تیمم کی آیت نازل ہوئی، اس اجازت سے

تمام لوگ خوش ہوئے، اسید بن حضیرؓ نے کہا "اے آل ابو بکر! تم لوگون کے لیے سرمایۂ برکت ہو"

اسی لڑائی مین واقعۂ افک پیش آیا، یعنے منافقین نے حضرت عائشہؓ پر تہمت لگائی احادیث اور سیر کی کتابون مین اس واقعہ کو نہایت تفصیل سے نقل کیا ہے، لیکن جس واقعہ کی نسبت قرآن مجید مین صاف مذکور ہے کہ سننے کے ساتھ لوگون نے یہ کیون نہین کہدیا کہ "بالکل افترا ہے" اوسکو تفصیل کے ساتھ لکھنے کی چندان ضرورت نہین،

سنہ ۹ھ مین تحریم اور ایلا و تخییر کا واقعہ پیش آیا، واقعۂ تحریم کی تفصیل حضرت حفصہؓ کے حالات مین آئے گی، البتہ واقعۂ ایلا کی تفصیل اس مقام پر کی جاتی ہے،

آنحضرت صلعم زاہدانہ زندگی بسر فرماتے تھے، دو دو مہینے گھر مین آگ نہین جلتی تھی، آئے دن فاقے ہوتے رہتے تھے، ازواج مطہرات گو شرف صحبت کی برکت سے تمام ابنائے جنس سے ممتاز ہوگئی تھین، تاہم بشریت بالکل معدوم نہین ہوسکتی تھی، خصوصًا وہ دیکھتی تھین کہ فتوحاتِ اسلام کا دائرہ بڑھتا جاتا ہے، اور غنیمت کا سرمایہ اسقدر پہونچ گیا ہے کہ اوسکا ادنی حصہ بھی اونکی راحت و آرام کے لیے کافی ہوسکتا ہے، ان واقعات کا اقتضا تھا کہ اونکے صبر و قناعت کا جام لبریز ہو جاتا تھا،

ایکمرتبہ حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ خدمتِ نبوی مین حاضر ہوئے دیکھا کہ بیچ مین آپ ہین، ادہر اودھر بیویان بیٹھی ہین، اور توسیع نفقہ کا تقاضا ہے، دونون اپنی صاحبزادیون کی تنبیہ آمادہ ہوگئے، لیکن اونھون نے عرض کی کہ ہم آیندہ آنحضرت صلعم کو زائد مصارف کی

تکلیف نہ دین گے،

دیگر ازواج اپنے مطالبہ پر قائم رہین، آنحضرت صلعم کے سکونِ خاطر مین یہ تنگ طلبی اسقدر خلل انداز ہوئی، کہ آپ نے عہد فرمایا کہ ایک مہینہ تک ازواجِ مطہرات سے نہ ملین گے، اتفاق یہ کہ اسی زمانہ مین آپ گھوڑے سے گر پڑے، اور ساقِ مبارک پر زخم آیا، آپنے بالاخانہ پر تنہا نشینی اختیار کی، واقعات کے قرینہ سے لوگون نے خیال کیا کہ آپ نے تمام ازواج کو طلاق دی، لیکن جب حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے ازواج کو طلاق دیدی؟ تو آپ نے فرمایا "نہین"، یہ سنکر حضرت عمرؓ اللہ اکبر پکار اُٹھے،

جب ایلار کی مدت یعنے ایک مہینہ گذر چکا تو آپ بالاخانہ سے اُتر آئے، سب سے پہلے حضرت عائشہ کے پاس تشریف لائے، وہ ایک ایک دن گنتی تھین، بولین "یا رسول اللہ! آپ نے ایک مہینہ کے لیے عہد فرمایا تھا، ابھی تو انتیس۲۹ ہی دن ہوئے ہین،" ارشاد ہوا "مہینہ کبھی ۲۹ کا بھی ہوتا ہے"

اسکے بعد آیتِ تخییر نازل ہوئی، اس آیت کی رو سے آنحضرت صلعم کو حکم دیا گیا کہ ازواج مطہرات کو مطلع فرما دین کہ "دو چیزین تمھارے سامنے ہین، دنیا اور آخرت، اگر تم دنیا چاہتی ہو تو آؤ مین تمکو رخصتی جوڑے دیکر عزت و احترام کے ساتھ رخصت کر دون، اور اگر تم خدا، اور رسول اور زندگانیِ ابدی کی طلب گار ہو تو خدا نے نکوکارون کے لیے بڑا اجر مہیا کر رکھا ہے، چونکہ حضرت عائشہؓ ان تمام معاملات مین پیش پیش تھین، آپنے اونکو ارشادِ الٰہی سے مطلع فرمایا، اونھون نے کہا مین سب کچھ چھوڑ کر خدا اور رسول کو

لیتی ہون، تمام اور ازواج نے بھی یہی جواب دیا[۱]،

ربیع الاول ۱۱ھ مین آنحضرت صلعم نے وفات پائی، ۱۳ دن علیل رہے، جن مین ۸ دن حضرت عائشہؓ کے حجرہ مین اقامت فرمائی، خلق عظیم کی بنا پر ازواج مطہرات سے صاف طور پر اجازت نہین طلب کی، بلکہ پوچھا کہ کل مین کس کے گھر ہونگا؟ دوسرا دن (دوشنبہ) حضرت عائشہ کے ہان قیام فرمانے کا تھا، ازواجِ مطہرات نے مرضی اقدس سمجھکر عرض کی کہ آپ جہان چاہین قیام فرمائین، ضعف اسقدر ہوگیا تھا کہ چلا نہین جاتا تھا، حضرت علیؑ اور حضرت عباسؓ دونون بازو تھام کر بہ مشکل حضرت عائشہؓ کے حجرہ مین لائے،

وفات سے پانچ روز پہلے (جمعرات کو) آپ کو یاد آیا کہ حضرت عائشہؓ کے پاس کچھ اشرفیان رکھوائی تھین، دریافت فرمایا کہ عائشہ! وہ اشرفیان کہان ہین؟ محمد خدا سے بدگمان ہوکر ملے گا؟ جاؤ اونکو خدا کی راہ مین خیرات کردو[۲]،

جس دن وفات ہوئی (یعنے دوشنبہ کے روز) بظاہر طبیعت کو سکون تھا، لیکن دن جیسے جیسے چڑھتا جاتا تھا آپ پر بار بار غشی طاری ہوتی تھی، حضرت عائشہؓ فرماتی ہین، آپ جب تندرست تھے تو فرمایا کرتے تھے کہ پیغمبرون کو اختیار دیا جاتا ہے، کہ وہ خواہ موت کو قبول کرین یا حیاتِ دنیا کو ترجیح دین، اس حالت مین اکثر آپ کی زبان سے یہ الفاظ ادا ہوتے رہے، مع الذین انعم اللہ علیہم، اور کبھی یہ فرماتے اللھم فی الرفیق الاعلیٰ، وہ سمجھ گئین کہ اب صرف رفاقتِ الٰہی مطلوب ہے،

---

[۱] صحیح بخاری و صحیح مسلم باب الایلاء [۲] مسند ابن حنبل ج ۶ ص ۴۹،

وفات سے ذرا پہلے حضرت ابوبکرؓ کے صاحبزادے عبدالرحمانؓ خدمتِ اقدس مین آئے، آپ حضرت عائشہؓ کے سینہ پر سر ٹیک کر لیٹے تھے، عبدالرحمانؓ کے ہاتھ مین مسواک تھی، مسواک کی طرف نظر جما کر دیکھا، حضرت عائشہؓ سمجھین کہ آپ مسواک کرنا چاہتے ہین، عبدالرحمانؓ سے مسواک لیکر دانتون سے نرم کی، اور خدمتِ اقدس مین پیش کی، آپ نے بالکل تندرستون کی طرح مسواک کی، حضرت عائشہؓ فخریہ کہا کرتی تھین کہ تمام بیویون مین مجھی کو یہ شرف حاصل ہوا کہ آخر وقت مین بھی میرا جھوٹا آپ نے منھ مین لگایا،

اب وفات کا وقت قریب آرہا تھا، حضرت عائشہؓ آپ کو سنبھالے بیٹھی تھین، کہ دفعۃً بدن کا بوجھ معلوم ہوا، دیکھا تو آنکھین پھٹ کر چھت سے لگ گئی تھین، اور روحِ پاک عالمِ قدس مین پرواز کر گئی تھی، حضرت عائشہؓ نے آہستہ سے سرِ اقدس تکیہ پر رکھدیا، اور رونے لگین،

حضرت عائشہؓ کے ابوابِ مناقب کا سب سے زرین باب یہ ہے کہ اونکے حجرہ کو آنحضرت صلعم کا مدفن بننا نصیب ہوا، اور نعشِ مبارک اسی حجرہ کے ایک گوشہ مین سپردِ خاک کی گئی،

چونکہ ازواجِ مطہرات کے لیے خدانے دوسری شادی ممنوع قرار دی تھی، اسلیے آنحضرت صلعم کے بعد حضرت عائشہؓ نے ۴۸ سال بیوگی کی حالت مین بسر کیے، اس زمانہ مین اونکی زندگی کا مقصدِ وحید، قرآن وحدیث کی تعلیم تھا، جس کا ذکر آیندہ چلکر آئیگا،

آنحضرت صلعم کی وفات کے دو برس بعد ۱۳ھ مین حضرت ابوبکرؓ نے

انتقال فرمایا، اور حضرت عائشہ رض کو اس کم عمری مین (۲۰ سال کا سن تھا) یتیمی کا داغ بھی اوٹھانا پڑا،

حضرت ابوبکر رض کے بعد حضرت عمر رض خلیفہ ہوئے، اونھون نے حضرت عائشہ رض کی جسقدر دلجوئی کی وہ خود اسکو اسطرح بیان فرماتی ہین "ابن خطاب نے آنحضرت صلعم کے بعد مجھ پر بڑے بڑے احسانات کیے"[1]، حضرت عمر رض نے تمام ازواج کا دس دس ہزار سالانہ وظیفہ مقرر فرمایا تھا، لیکن حضرت عائشہ رض کا وظیفہ بارہ ہزار تھا، جسکی وجہ یہ تھی کہ وہ آنحضرت صلعم کو سب سے زیادہ محبوب تھین،

حضرت عثمان رض کے واقعۂ شہادت مین حضرت عائشہ رض مکہ مین مقیم تھین، جب طلحہ رض اور زبیر رض نے مدینہ سے جاکر اونکو واقعات سے آگاہ کیا، تو وہ دعوتِ اصلاح کے لیے بصرہ گئین، اور وہان حضرت علی رض سے جنگ پیش آئی، جو جنگ جمل کے نام سے مشہور ہے جمل اونٹ کو کہتے ہین، چونکہ حضرت عائشہ رض ایک اونٹ پر سوار تھین، اور اوسنے اس معرکہ مین بڑی اہمیت حاصل کی تھی، اسلیے جنگ بھی اوسی کے نام سے مشہور ہوگئی،

یہ جنگ اگرچہ بالکل اتفاقی طور پر پیش آگئی تھی، تاہم حضرت عائشہ رض کو اپنی اس غلطی پر ہمیشہ افسوس رہا، فرمایا کرتی تھین کہ "کاش! آج سے ۲۰ برس پہلے مین نیست و نابود ہوچکی ہوتی"[2]، بخاری مین ہے کہ وفات کے وقت اونھون نے وصیت کی کہ "مجھے روضۂ نبوی مین آپ کے ساتھ دفن نہ کرنا، بلکہ بقیع مین اور ازواج کے ساتھ کرنا، کیونکہ

---

[1] مستدرک حاکم، [2] ازالۃ الخفا بحوالہ ابن ابی شیبہ،

مین نے آپ کے بعد ایک جرم کیا ہے[1]، ابن سعد مین ہے کہ وہ جب یہ آیت پڑھتی تھین،
وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ ۔ اے پیغمبر کی بیویو! اپنے گھرون مین وقار کے ساتھ بیٹھو،
تو اسقدر روتی تھین کہ آنچل تر ہو جاتا تھا[2]،

حضرت علیؓ کے بعد حضرت عائشہؓ اٹھارہ برس اور زندہ رہین، اور یہ تمام زمانہ سکون اور خاموشی مین گذرا،

وفات | امیر معاویہؓ کا آخری زمانۂ خلافت تھا کہ رمضان ۵۸ھ مین حضرت عائشہؓ نے رحلت فرمائی، اسوقت ۶۷ برس کا سن تھا، وصیت کے مطابق جنۃ البقیع مین رات کے وقت مدفون ہوئین، قاسم بن محمد، عبداللہ بن عبدالرحمٰنؓ، عبداللہ بن ابی عتیق، عروہ بن زبیرؓ اور عبداللہؓ بن زبیر نے قبر مین اتارا، اسوقت حضرت ابوہریرہؓ، مروان بن حکم کی طرف سے مدینہ کے حاکم تھے، اسلیے اونھون نے نمازِ جنازہ پڑھائی،

اولاد | حضرت عائشہؓ کے کوئی اولاد نہین ہوئی، ابن الاعرابی نے لکھا ہے کہ ان سے ایک ناتمام بچہ ساقط ہوا تھا، اوسکا نام عبداللہ تھا، اور اوسی کے نام پر اونھون نے کنیت رکھی تھی، لیکن یہ قطعاً غلط ہے، حضرت عائشہؓ کی کنیت ام عبداللہ، اپنے بھانجے عبداللہ بن زبیرؓ کے تعلق سے تھی، جنکو اونھون نے متبنّٰی بنایا تھا،

حلیہ | حضرت عائشہؓ خوش رو اور صاحبِ جمال تھین، رنگ سرخ و سپید تھا،

فضل وکمال | علمی حیثیت سے حضرت عائشہؓ کو نہ صرف عام عورتون پر، نہ صرف امہات

---

[2] کتاب الجنائز، سنہ ۵۸ صفحہ ۵۶ جزء نساء

المومنین پر، نہ صرف خاص خاص صحابیون پر، بلکہ باستثنا چند تمام صحابہ پر فوقیت عام حاصل تھی، صحیح ترمذی مین حضرت ابوموسی اشعری رضہ سے روایت ہے،

ما اشکل علینا اصحاب محمد صلعم حدیث قط فسألنا عائشۃ الا وجدنا عندھا منہ علما،	ہم کو کبھی کوئی ایسی مشکل بات پیش نہین آئی، جسکو ہم نے عائشہ سے پوچھا ہو اور اونکے پاس اوسکے متعلق کچھ معلومات نہ ملے ہون،

امام زہری جو سرخیل تابعین تھے، فرماتے ہین،

کانت عائشۃ اعلم الناس یسألھا الاکابر من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم،	عائشہ تمام لوگون مین سب سے زیادہ عالم تھین، بڑے بڑے اکابر صحابہ اون سے پوچھا کرتے تھے،

عروہ بن زبیر کا قول ہے،

ما رأیت احدًا اعلم بالقرآن ولا بفریضۃ ولا بحلال ولا بفقہ ولا بشعر ولا بطب ولا بحدیث العرب ولا نسب من عائشۃ،	قرآن، فرائض، حلال وحرام، فقہ، شاعری طب، عرب کی تاریخ، اور نسب کا عالم عائشہ سے بڑھکر کسی کو نہین دیکھا،

امام زہری کی ایک اور شہادت ہے،

لو جمع علم الناس کلھم وعلم ازواج النبی صلعم فکانت عائشۃ اوسعھم علما،	اگر تمام مردون کا اور امہات المومنین کا علم ایک جگہ جمع کیا جائے تو حضرت عائشہ کا علم وسیع تر ہوگا،

حضرت عائشہؓ کا شمار مجتہدین صحابہ مین ہے، اور اس حیثیت سے وہ اسقدر بلند ہین کہ بے تکلف اونکا نام حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ بن عباسؓ کے ساتھ لیا جا سکتا ہے، وہ حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین فتوے دیتی تھین، اکابر صحابہ پر اونھون نے جو دقیق اعتراضات کیے ہین، اونکو علامۂ سیوطی نے ایک رسالہ مین جمع کر دیا ہے، اس رسالہ کا نام عین الاصابہ فی ما استدرکتہ عائشہ علی الصحابہ ہے

حضرت عائشہؓ مکثرین صحابہ مین داخل ہین، اون سے ۲۲۱۰ حدیثین مروی ہین، جن مین ۱۷۴ حدیثون پر شیخین نے اتفاق کیا ہے، امام بخاری نے منفرداً اون سے ۵۴ حدیثین روایت کی ہین، ۶۸ حدیثون مین امام مسلم منفرد ہین، بعض لوگون کا قول ہے کہ احکام شرعیہ مین سے ایک چوتھائی اون سے منقول ہے،

علم کلام کے متعدد مسائل اونکی زبان سے ادا ہوئے ہین، چنانچہ رویت باری، علم غیب، عصمت انبیا، معراج، ترتیب خلافت، اور سماع موتی وغیرہ کے متعلق اونھون نے جو خیالات ظاہر کیے ہین، انصاف یہ ہے کہ اون مین اونکی دقت نظر کا پلہ بھاری نظر آتا ہے،

علم اسرار الدین کے متعلق بھی اونسے بہت سے مسائل مروی ہین، چنانچہ قرآن مجید کی ترتیب نزول، مدینہ مین کامیابی اسلام کے اسباب، غسل جمعہ، نماز قصر کی علت، صوم عاشورہ کا سبب، حج کی حقیقت، اور ہجرت کے معنے کی اونھون نے جو تشریح کی ہے وہ دوسرے صحابہ کے ہان نہین ملسکتی،

طب کے متعلق سطحی معلومات تھین، جس طرح گھر کی عورتون کو عام طور پر ہوتی ہین،
البتہ تاریخ عرب مین وہ اپنا جواب نہین رکھتی تھین، عربِ جاہلیت کے حالات،
اونکے رسم و رواج، اونکے انساب اور اون کی طرزِ معاشرت کے متعلق اونھون نے بعض
ایسی باتین بیان کی ہین، جو دوسری جگہ نہین مل سکتین، اسلامی تاریخ کے متعلق بھی بعض
اہم واقعات اون سے منقول ہین، مثلاً آغازِ وحی کی کیفیت، ہجرت کے واقعات، واقعۂ
افک، نزولِ قرآن اور اوسکی ترتیب، نماز کی صورتین، آنحضرت صلعم کے مرض الموت کے
حالات، غزوۂ بدر، احد، خندق، قریظہ کے واقعات، غزوۂ ذات الرقاع مین نمازِ
خوف کی کیفیت، فتح مکہ مین عورتون کی بیعت، حجۃ الوداع کے ضروری حالات،
آنحضرت صلعم کے اخلاق و عادات، خلافتِ صدیقی، حضرت فاطمہؓ اور ازواج مطہراتؓ
کا دعواے میراث، حضرت علیؓ کا ملالِ خاطر، اور پھر بیعت کے تمام مفصل واقعات
اوہنی کے ذریعہ سے معلوم ہوئے ہین،

ادبی حیثیت سے وہ نہایت شیرین کلام اور فصیح اللسان تھین، ترمذی مین
موسیٰ بن طلحہ کا یہ قول نقل کیا ہے،

ما رأیت افصح من عائشۃ — مین نے عائشہ سے زیادہ کسیکو فصیح اللسان نہین دیکھا،

اگرچہ احادیث مین روایت بالمعنیٰ کا عام طور پر رواج ہے، اور روایت
باللفظ کم اور نہایت کم ہوتی ہے، تاہم جہان حضرت عائشہؓ کے اصلی الفاظ محفوظ
رہ گئے ہین، پوری حدیث مین جان پڑ گئی ہے، مثلاً آغازِ وحی کے سلسلہ مین فرماتی ہین،

فما رای رؤیا الا جاءت مثل فلق الصبح، — آپ جو خواب دیکھتے تھے، سپیدۂ سحر کی طرح نمودار ہوجاتا تھا،

آپ پر جب وحی کی کیفیت طاری ہوتی، تو جبینِ مبارک پر عرق آجاتا تھا، اسکو اسطرح ادا کرتی ہین،

مثل الجمان، پیشانی پر موتی ڈھلکتے تھے،

واقعۂ افک مین اونکو راتون کو نیند نہین آتی تھی، اسکو اسطرح بیان فرماتی ہین،

ما اکتحل بنوم، مین نے سرمۂ خواب نہین لگایا،

صحیح بخاری مین اونکے ذریعہ سے ام زرع کا جو قصہ مذکور ہے، وہ جان ادب ہے، اور اہلِ ادب نے اوسکی مفصل شرحین اور حاشیے لکھے ہین،

خطابت کے لحاظ سے حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے سوا اونکا کون ہمپایہ نکلسکتا ہے جنگِ جمل مین اونھون نے جو تقریرین کی ہین، وہ جوش اور زور کے لحاظ سے اپنا جواب نہین رکھتین، ایک تقریر مین فرماتی ہین،

"لوگو! خاموش خاموش، تم پر میرا مادری حق ہے، اور مجھے نصیحت کی عزت حاصل ہے، سوا اوس شخص کے جو خدا کا فرمان بردار نہین ہے مجھکو کوئی الزام نہین دے سکتا، آنحضرت صلعم نے میرے سینہ پر سر رکھے ہوئے وفات پائی، مین آپ کی محبوب ترین بیوی ہون، خدانے مجھکو دوسرون سے ہر طرح محفوظ رکھا، اور میری ذات سے مومن و منافق مین تمیز ہوئی، اور

میرے ہی سبب سے تم پر خدا نے تیمم کا حکم نازل فرمایا،

پھر میرا باپ دنیا مین تیسرا مسلمان ہے، اور غارِ حرا مین دُو کا دوسرا تھا، اور پہلا شخص تھا جو صدیق کے لقب سے مخاطب ہوا، آنحضرت صلعم نے اوس سے خوش ہو کر اور اوسکو طوقِ خلافت پہنا کر وفات پائی، اسکے بعد جب مذہب اسلام کی رسّی ہلنے ڈلنے لگی، تو میرا ہی باپ تھا جسنے اوسکے دونون سرے تھام لیے، جس نے نفاق کی باگ روک دی جس نے ارتداد کا سرچشمہ خشک کر دیا، جس نے یہودیون کی آتش افروزی سرد کی، تم لوگ اوسوقت آنکھین بند کیے غدر و فتنہ کے منتظر تھے، اور شوروغوغا پر گوش بر آواز تھے، اوسنے شگاف کو برابر کیا، بیکار کو درست کیا، گرتون کو سنبھالا، دلون کی مدفون بیماریون کو دور کیا، جو پانی سے سیراب ہو چکے تھے اونکو تھان تک پہونچا دیا، جو پیاسے تھے، اونکو گھاٹ پر لے آیا، اور جو ایک بار پانی پی چکے تھے اونھین دوبارہ پلایا، جب وہ نفاق کا سر کچل چکا، اور اہلِ شرک کے لیے آتشِ جنگ مشتعل کر چکا، اور تمھارے سامان کی گٹھری کو ڈوری سے باندھ چکا، تو خدا نے اوسے اوٹھا لیا، …

ہان مین ہدفِ سوال بن گئی ہون کہ کیون فوج لیکر نکلی؟ میرا مقصد اس سے گناہ کی تلاش اور فتنہ کی جستجو نہین ہے، جس کو مین پامال کرنا چاہتی ہون، جو کچھ کہہ رہی ہون سچائی اور انصاف کے ساتھ تنبیہ اور اتمام

صحبت کے سلیے،،

حضرت عائشہؓ گو شعر نہین کہتی تھین، تاہم شاعرانہ مذاق اس قدر عمدہ پایا تھا کہ حضرت حسان بن ثابتؓ جو عرب کے مسلم الثبوت شاعر تھے، اونکی خدمت مین اشعار سنانے کے لیے حاضر ہوتے تھے، امام بخاریؒ نے ادب المفرد مین لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ کو کعب بن مالک کا پورا قصیدہ یاد تھا، اس قصیدہ مین کم و بیش چالیس شعر تھے، کعب کے علاوہ اونکو دیگر جاہلی اور اسلامی شعرا کے اشعار بھی بکثرت یاد تھے، جنکو وہ مناسب موقعونپر پڑھا کرتی تھین، چنانچہ وہ احادیث کی کتابون مین منقول ہین،

حضرت عائشہؓ نہ صرف ان علوم کی ماہر تھین، بلکہ دوسرون کو بھی ماہر بنا دیتی تھین، چنانچہ اونکے دامن تربیت مین جو لوگ پرورش پا کر نکلے اگرچہ اونکی تعداد دوسو کے قریب ہے، تاہم اون مین جنکو زیادہ قرب و اختصاص حاصل تھا، وہ حسب ذیل ہین،

عروہ بن زبیر، قاسم بن محمد، ابوسلمہ بن عبدالرحمان، مسروق، عمرۃ، صفیہ بنت شیبہ، عائشہ بنت طلحہ، معاذۃ عدویہ،

اخلاق وعادات اخلاقی حیثیت سے بھی حضرت عائشہ رضہ بلند مرتبہ رکھتی تھین، وہ نہایت قانع تھین، غیبت سے احتراز کرتی تھین، احسان کم قبول کرتین، اگرچہ خودستائی ناپسند تھی تاہم نہایت خوددار تھین، شجاعت اور دلیری بھی اونکا خاص جوہر تھا،

اونکا سب سے نمایاں وصف جود وسخا تھا، اور عبداللہ بن زبیرؓ فرمایا کرتے تھے

کہیں نے اون سے زیادہ سخی کسی کو نہیں دیکھا، ایکدفعہ امیر معاویہ نے اونکی خدمت مین لاکھ درہم بھیجے تو شام ہوتے ہوتے سب خیرات کر دیے اور اپنے لیے کچھ نہ رکھا، اتفاق سے اوس دن روزہ رکھا تھا، لونڈی نے عرض کی کہ افطار کے لیے کچھ نہیں ہے، فرمایا پہلے سے کیون نہ یاد دلایا؟[۱] ایکدفعہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ جو اونکے متبنّی فرزند تھے، اون کی فیاضی کو دیکھکر گھبرا گئے اور کہا کہ اب اونکا ہاتھ روکنا چاہیے، حضرت عائشہ رض کو معلوم ہوا تو سخت برہم ہوئین، اور قسم کھائی کہ ان سے بات نہ کرین گی، چنانچہ ابن زبیر رض مدت تک معتوب رہے، اور بڑی دقت سے اونکا عذر قبول ہوا۔[۲]

نہایت خاشع متضرع، اور عبادت گذار تھین، چاشت کی نماز برابر پڑھتین، فرماتی تھین کہ اگر میرا باپ بھی قبر سے اُٹھ آئے اور مجھکو منع کرے تب بھی مین باز نہ آؤنگی، آنحضرت صلعم کے ساتھ راتون کو اوٹھکر تہجد کی نماز ادا کرتی تھین، اور اوسکی اسقدر پابند تھین کہ آنحضرتؐ کے بعد جب کبھی یہ نماز قضا ہو جاتی، تو نماز فجر سے پہلے اوٹھکر اوسکو پڑھ لیتی تھین، رمضان مین تراویح کا خاص اہتمام کرتی تھین، ذکوان اونکا غلام امامت کرتا، اور وہ مقتدی ہوتین۔

اکثر روزے رکھا کرتی تھین، حج کی بھی شدت سے پابند تھین، اور ہر سال اس فرض کو ادا کرتی تھین، غلامون پر شفقت کرتین، اور اونکو خرید کر آزاد کرتی تھین، اونکے آزاد کردہ غلامون کی تعداد ۶۷ ہے۔[۳]

---

۱ مستدرک حاکم، ۲ صحیح بخاری باب مناقب قریش، ۳ شرح بلوغ المرام کتاب العتق۔

(۴) حضرت حفصہؓ

نام و نسب | حفصہ نام، حضرت عمرؓ کی صاحبزادی تھین، سلسلۂ نسب حضرت عمرؓ کے تذکرہ مین گذر چکا ہے، والدہ کا نام زینب بنت مظعون تھا جو مشہور صحابی حضرت عثمانؓ بن مظعون کی ہمشیر تھین، اور خود بھی صحابیہ تھین، اس بناء پر حضرت حفصہ اور عبداللہ بن عمرؓ حقیقی بھائی بہن ہین، حضرت حفصہؓ بعثت نبوی سے ۵ سال قبل پیدا ہوئین، اسوقت قریش خانۂ کعبہ کی تعمیر مین مصروف تھے،

نکاح | پہلا نکاح خنیس بن حذافہ سے ہوا جو خاندان بنو سہم سے تھے،

اسلام | مان، باپ، اور شوہر کے ساتھ مسلمان ہوئین،

ہجرت اور نکاح ثانی | اور شوہر کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی، غزوۂ بدر مین خنیسؓ نے زخم کھائے اور واپس آکر انہی زخمون کی وجہ سے شہادت پائی تو حضرت عمرؓ کو انکے نکاح کی فکر ہوئی، سو اتفاق سے اوسی زمانہ مین حضرت رقیہؓ کا انتقال ہو چکا تھا اس بناء پر حضرت عمرؓ سب سے پہلے حضرت عثمانؓ سے ملے اور اون سے حضرت حفصہؓ کے نکاح کی خواہش کی، انھون نے کہا مین اسپر غور کرونگا، چند دنون کے بعد ملاقات ہوئی تو صاف انکار کیا، حضرت عمرؓ نے مایوس ہو کر حضرت ابوبکرؓ سے ذکر کیا، انھون نے خاموشی اختیار کی، حضرت عمر کو اون کی بے التفاتی سے رنج ہوا، اس کے بعد خود جناب رسالت

پناہ نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کی خواہش کی، نکاح ہوگیا تو حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ سے ملے اور کہا کہ جب تم نے مجھ سے حفصہؓ کے نکاح کی درخواست کی اور مین خاموش رہا تو تمکو ناگوار گذرا لیکن مین نے اسی بنا پر کچھ جواب نہین دیا کہ رسول اللہ نے اونکا ذکر کیا تھا، اور مین آپ کا رازفاش کرنا نہین چاہتا تھا، اگر رسول اللہ نے اون سے نکاح نہ کرلیا ہوتا تو مین اس کے لیے آمادہ تھا[۱]،

وفات حضرت حفصہؓ نے شعبان ۴۵ھ مین مدینہ مین انتقال کیا، یہ امیر معاویہؓ کی خلافت کا زمانہ تھا، مروان نے جو اسوقت مدینہ کا گورنر تھا نماز جنازہ پڑہائی اور کچھ دور تک جنازہ کو کاندھا دیا، اسکے بعد حضرت ابوہریرہؓ جنازہ کو قبر تک لیگئے، اونکے بھائی حضرت عبداللہ بن عمرؓ، اور اونکے لڑکون عاصمؓ، سالم، عبداللہ، حمزہ نے قبر مین اتارا،

حضرت حفصہؓ کی سن وفات مین اختلاف ہے ایک روایت ہے کہ جمادی الاول ۴۱ھ مین وفات پائی اسوقت اونکا سن ۵۹ سال کا تھا لیکن اگر سنہ وفات ۴۵ھ قرار دیا جائے تو اونکی عمر ۶۳ سال کی ہوگی، ایک روایت ہے کہ اونھون نے حضرت عثمانؓ کی خلافت مین ۲۷ھ مین انتقال کیا، یہ روایت اس بنا پر پیدا ہوگئی کہ وہب نے ابن مالک سے روایت کی ہے کہ جس سال افریقہ فتح ہوا، حفصہؓ نے اوسی سال وفات پائی، اور افریقہ حضرت عثمانؓ کی خلافت مین ۲۷ھ مین فتح ہوا، لیکن یہ سخت غلطی ہے، افریقہ دو مرتبہ فتح ہوا ہے، اس دوسری فتح کا فخر معاویہ بن خدیج کو حاصل ہوا ہے، جنھون نے امیر معاویہؓ کے عہد مین حملہ کیا تھا،

---

[۱] صحیح بخاری ص ۵۷۱ ج ۲ و اصابہ ص ۱۵۱ ج ۸

حضرت حفصہؓ نے وفات کے وقت حضرت عبداللہ بن عمرؓ کو بلا کر وصیت کی اور غابہ میں جو جائداد تھی اور جسے حضرت عمرؓ انکی نگرانی میں دے گئے تھے اسکو صدقہ کرکے وقف کردیا[1]،

اولاد کوئی اولاد نہیں چھوڑی،

فضل وکمال البتہ معنوی یادگاریں بہت سی ہیں، اور وہ یہ ہیں، عبداللہ بن عمرؓ، حمزہ (ابن عبداللہ) صفیہ بنت ابی عبید (زوجۂ عبداللہ) حارثہ بن وہب، مطلب بن ابی وداعہ ام مبشر انصاریہ، عبدالرحمان بن حارث بن ہشام، عبداللہ بن صفوان بن امیہ شتیر بن شکل[2]،

حضرت حفصہؓ سے ۶۰ حدیثیں[3] منقول ہیں جو انھوں نے آنحضرت صلعم اور حضرت عمرؓ سے سنی تھیں،

تفقہ فی الدین کے لیے واقعۂ ذیل کافی ہے، ایکمرتبہ آنحضرت صلعم نے کہا کہ میں امید کرتا ہوں کہ اصحاب بدر و حدیبیہ جہنم میں داخل نہ ہوں گے، حضرت حفصہؓ نے اعتراض کیا کہ خدا تو فرماتا ہے وان منکم الا واردھا تم میں ہر شخص وارد جہنم ہوگا، آپ نے فرمایا ہاں لیکن یہ بھی تو ہے ثم ننجی الذین اتقوا ونذر الظالمین فیہا جثیا (پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دینگے اور ظالموں کو اس میں زانو پر گرا ہوا چھوڑ دینگے[4])

اسی شوق کا اثر تھا کہ آنحضرت صلعم کو انکی تعلیم کی فکر رہتی تھی، حضرت شفاء بنت عبداللہ کو چیونٹی کے کاٹے کا منتر آتا تھا، ایکدن وہ گھر میں آئیں تو آنحضرت صلعم نے کہا کہ تم حفصہؓ کو وہ منتر سکھلا دو[5]،

---

[1] زرقانی ص ۲۷۱ ج ۳، [2] ایضاً ص ۲۷۲ ج ۳، [3] ایضاً، [4] مسند ابن حنبل ۲۸۵ ج ۶، [5] ایضاً ص ۲۸۶ ج ۶،

اخلاق | ابن سعد مین اونکے اخلاق کے متعلق ہے،

انها صوامة قوامة، وہ (یعنی حفصہ) صائم النہار اور قائم اللیل ہین،

دوسری روایت مین ہے،

ماتت حفصة حتی ما تفطر[۱]، انتقال کے وقت تک صائم رہین،

اختلاف سے سخت نفرت کرتی تھین، جنگ صفین کے بعد جب تحکیم کا واقعہ پیش آیا تو اونکے بھائی عبد اللہ بن عمرؓ اوسکو فتنہ سمجھ کر خانہ نشین رہنا چاہتے تھے، لیکن حضرت حفصہؓ نے کہا کہ گو اس شرکت مین تمھارا کوئی فائدہ نہین تاہم تمھین شریک رہنا چاہیے، کیونکہ لوگون کو تمھاری راے کا انتظار ہوگا، اور ممکن ہے کہ تمھاری عزلت گزینی اون مین اختلاف پیدا کر دے[۲]،

دجال سے بہت ڈرتی تھین، مدینہ مین ابن صیاد ایک شخص تھا، دجال کے متعلق آنحضرت صلعم نے جو علامتین بتائی تھین اسمین بہت سی موجود تھین، یہانتک کہ خود آنحضرت صلعم کو بھی اسکے متعلق شبہہ تھا، اوس سے اور عبد اللہ بن عمرؓ سے ایکدن راہ مین ملاقات ہوگئی، ابن عمرؓ چونکہ زاہد متقشف تھے، اسکی صورت تک دیکھنا ناگوار تھا، اوسکو بہت سخت سست کہا، اسپر وہ اسقدر پھولا کہ راستہ بند ہوگیا، ابن عمرؓ نے اسکو مارنا شروع کیا حضرت حفصہؓ کو خبر ہوئی تو بولین تمکو اوس سے کیا غرض؟ تمھین معلوم نہین کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ دجال کے خروج کا محرک اوسکا غصہ ہوگا[۳]،

حضرت حفصہؓ حضرت عمرؓ کی بیٹی تھین، اسلیے مزاج مین ذرا تیزی تھی آنحضرت صلعم سے دو بدو

---

[۱] اصابہ ص ۵۲ ج ۸ [۲] صحیح بخاری ص ۵۸۹ ج ۲ [۳] مسند ص ۲۸۳ ج ۶

کرتین، اور برابر کا جواب دیتی تھین جس سے کشیدگی کی نوبت آجاتی تھی، چنانچہ صحیح بخاری مین خود حضرت عمرؓ سے منقول ہے کہ ہم لوگ جاہلیت مین عورتون کو ذرہ برابر بھی وقعت نہین دیتے تھے، اسلام نے انکو درجہ دیا، اور قرآن مین اونکے متعلق آیتین اترین تو اُنکی قدر و منزلت معلوم ہوئی، ایکدن میری بیوی نے کسی معاملہ مین مجکو راے دی مین نے کہا تمکو راے مشورہ سے کیا واسطہ، بولین ابن خطاب تمکو ذراسی بات کی بھی برداشت نہین، حالانکہ تمھاری بیٹی رسول اللہ کو برابر کا جواب دیتی ہے، یہانتک کہ آپ دن بھر رنجیدہ رہتے ہین، مین اوٹھا اور حفصہ کے پاس آیا مین نے کہا بیٹی مین نے سنا ہے تم رسول اللہؐ کو برابر کا جواب دیتی ہو، بولین ہان ہم ایسا کرتے ہین، مین نے کہا خبردار مین تمھین عذاب الٰہی سے ڈراتا ہون تم اسکے گھمنڈ مین نہ آجانا جسکے حسن نے رسول اللہ صلعم کو فریفتہ کرلیا ہے، (یعنے حضرت عائشہؓ)

ترمذی مین ہے کہ ایکدفعہ حضرت صفیہؓ رو رہی تھین، آنحضرت صلعم تشریف لائے، اور رونے کی وجہ پوچھی، اونھون نے کہا مجھکو حفصہؓ نے کہا ہے کہ تم یہودی کی بیٹی ہو، آپ نے فرمایا حفصہ! خدا سے ڈرو، پھر حضرت صفیہؓ سے ارشاد ہوا تم نبی کی بیٹی ہو، تمھارا چچا پیغمبر ہے، اور پیغمبر کے نکاح مین ہو، حفصہ تم پر کس بات مین فخر کرسکتی ہے؟"

ایکبار حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ نے صفیہ سے کہا کہ ہم رسول اللہ کے نزدیک تم سے زیادہ معزز ہین، ہم آپکی بیوی بھی ہین، اور چچازاد بہن بھی، حضرت صفیہؓ کو ناگوار گذرا،

مسند ص ۲۰۳ ج ۶

اون نہ ملا تو اونھون نے پکار کر کہا کہ ارشاد ہو تو حفصہ کا سر لیکر آؤن،

آیت مین روے سخن منافقین کی طرف ہے، یعنی اگر عائشہؓ اور حفصہ سازش بھی کرینگی، اور منافقین اوس سے کام لین گے، تو خدا پیغمبر کی اعانت کے لیے موجود ہے، اور خدا کے ساتھ جبریل و ملائکہ بلکہ تمام عالم ہے،

لیکن کبھی کبھی خود بھی باہم رشک و رقابت کا اظہار ہو جایا کرتا تھا، ایکمرتبہ حضرت عائشہؓ اور حضرت حفصہؓ دونون آنحضرت صلعم کے ساتھ سفر مین تھین، رسول اللہ راتون کو حضرت عائشہ کے اونٹ پر چلتے تھے، اور ان سے باتین کرتے تھے، ایکدن حضرت حفصہؓ نے حضرت عائشہؓ سے کہا کہ آج رات کو تم میرے اونٹ پر، اور مین تمھارے اونٹ پر سوار ہون تاکہ مختلف مناظر دیکھنے مین آئین، حضرت عائشہؓ راضی ہو گئین، آنحضرت صلعم حضرت عائشہؓ کے اونٹ کے پاس آئے جس پر حفصہ سوار تھین، جب منزل پر پہونچے، اور حضرت عائشہؓ نے آپ کو نہین پایا تو اپنے پاؤن کو اذخر (ایک گھاس ہے) کے درمیان لٹکا کر کہنے لگین "خداوندا! کسی بچھو یا سانپ کو متعین کر جو مجھے ڈس جائے"[1]،

---

[1] صحیح بخاری

(۵) زینب ام المساکین رضؓ

زینب نام تھا، سلسلۂ نسب یہ ہے، زینب بنت خزیمہ بن عبداللہ بن عمر بن عبدمناف بن ہلال بن عامر بن صعصعہ چونکہ فقراء و مساکین کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھین، اسلیے ام المساکین کی کنیت کے ساتھ مشہور ہوگئین، آنحضرت صلعم سے پہلے عبداللہ بن جحش کے نکاح مین تھین، عبداللہ بن جحش نے جنگ احد ۳ھ مین شہادت پائی، اور آنحضرت صلعم نے اوسی سال اون سے نکاح کرلیا، نکاح کے بعد آنحضرت صلعم کے پاس صرف دو تین مہینے رہنے پائی تھین کہ ان کا انتقال ہوگیا، آنحضرت صلعم کی زندگی مین حضرت خدیجہؓ کے بعد صرف یہی ایک بی بی تھین، جنھون نے وفات پائی، آنحضرت صلعم نے خود نماز جنازہ پڑہائی، اور جنۃ البقیع مین دفن ہوئین، وفات کے وقت اونکی عمر ۳۰ سال کی تھی،

(۶) حضرت ام سلمہؓ

نام و نسب ہند نام، ام سلمہ کنیت، قریش کے خاندان مخزوم سے ہیں، سلسلہ نسب یہ ہے ہند بنت ابی امیہ سہیل بن المغیرہ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم، والدہ بنو فراس سے تھیں، اور انکا سلسلہ نسب یہ تھا، عاتکہ بنت عامر بن ربیعہ بن مالک بن جذیمہ بن علقمہ بن جذل الطعان ابن فراس بن غنم بن مالک بن کنانہ،

ابو امیہ (حضرت ام سلمہ کے والد) مکہ کے مشہور مخیر اور فیاض تھے، سفر میں جاتے تو تمام قافلہ والوں کی کفالت خود کرتے تھے، اسی لیے زاد الراکب کے لقب سے مشہور تھے[1] حضرت ام سلمہؓ نے اونہیں کے آغوش تربیت میں نہایت ناز و نعمت سے پرورش پائی،

نکاح عبداللہ بن عبدالاسد سے جو زیادہ تر ابو سلمہ کے نام سے مشہور ہیں، اور جو ام سلمہؓ کے چچازاد اور رسول اللہ صلعم کے رضاعی بھائی تھے، نکاح ہوا،

اسلام آغاز نبوت میں اپنے شوہر کے ساتھ اسلام لائیں،

ہجرت حبشہ اور اونہی کے ساتھ حبشہ کی طرف ہجرت کی، حبشہ میں کچھ زمانہ تک قیام کر کے مکہ واپس آئیں، اور یہاں سے مدینہ کو ہجرت کی، ہجرت میں اونکو یہ فضیلت حاصل ہے کہ اہل سیر کے نزدیک وہ پہلی عورت ہیں جو ہجرت کر کے مدینہ میں آئیں،

---

[1] اصابہ ص ۲۴۰ ج ۸،

ہجرت مدینہ | ہجرت کا واقعہ نہایت عبرت انگیز ہے، حضرت ام سلمہؓ اپنے شوہر کے ہمراہ ہجرت کرنا چاہتی تھیں لیکن چونکہ اونکے قبیلہ نے مزاحمت کی تھی، اسلیے ابو سلمہؓ انکو چھوڑ کر مدینہ چلے گئے تھے اور یہ اپنے گھر واپس آگئی تھیں، ابو سلمہ بچہ کو چھین لیگئے تھے (جو ددھیال میں تھا) اسلیے ام سلمہ کو اوربھی تکلیف تھی، چنانچہ روزانہ گھبرا کر گھر سے نکل جاتیں اور ابطح میں بیٹھکر رویا کرتی تھیں، ۷۔۸ دن تک یہ حالت رہی، اور خاندان کے لوگوں کو احساس تک نہوا، ایک دن ابطح سے اُنکے خاندان کا ایک شخص نکلا، اور ام سلمہ کو روتے ہوئے دیکھا تو اوسکا دل بھر آیا، گھر آکر لوگوں سے کہا "اس غریب پر کیوں ظلم کرتے ہو اسکو جانے دو اور اسکا بچہ اسکے حوالہ کرو" روانگی کی اجازت ملی تو بچے کو گود میں لیکر اونٹ پر سوار ہوئیں اور مدینہ کا راستہ لیا، چونکہ بالکل تنہا تھیں یعنے کوئی مرد ساتھ نہ تھا تنعیم میں عثمان بن طلحہ (کلید بردار کعبہ) کی نظر پڑی، بولا "کدھر کا قصد ہے" کہا "مدینے کا" پوچھا "کوئی ساتھ بھی ہے؟" جواب ملا "خدا اور یہ بچہ" عثمان نے کہا "یہ نہیں ہوسکتا تم تنہا کبھی نہیں جاسکتیں" یہ کہکر اونٹ کی مُہار پکڑی اور مدینہ کی طرف روانہ ہوا، راستہ میں جب کہیں ٹھہرتا تو اونٹ کو بٹھا کر کسی درخت کے نیچے چلا جاتا اور حضرت ام سلمہؓ اتر پڑتیں، روانگی کا وقت آتا تو اونٹ پر کجاوہ رکھکر ہٹ جاتا اور ام سلمہؓ سے کہتا کہ "سوار ہو جاؤ" حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے ایسا شریف آدمی کبھی نہیں دیکھا، غرض مختلف منزلوں پر قیام کرتا ہوا مدینہ لایا، قبا کی آبادی نظر پڑی تو بولا "اب تم اپنے شوہر کے پاس چلی جاؤ، وہ یہیں مقیم ہیں" یہ ادھر روانہ ہوئیں اور عثمان نے مکہ کا راستہ لیا[1]،

قبا پہنچیں تو لوگ انکا حال پوچھتے تھے، اور جب یہ اپنے باپ کا نام بتاتیں تو اون کو یقین

[1] زرقانی ص ۲۷۲ و ۲۷۳، ج ۳،

نہین آتا تھا، (یہ حیرت اونکے تنہا سفر کرنے پر تھی، شرفا کی عورتین اس طرح باہر نکلنے کی جرات نہین کرتی تھین) اور حضرت ام سلمہ مجبوراً خاموش ہو جاتی تھین لیکن جب کچھ لوگ حج کے ارادہ سے مکہ روانہ ہوئے، اور انھون نے اپنے گھر رقعہ بھجوایا تو اوسوقت لوگون کو یقین ہوا کہ وہ واقعی ابوامیہ کی بیٹی ہین، **ابوامیہ** چونکہ قریش کے نہایت مشہور اور معزز شخص تھے اسلیے حضرت ام سلمہ بڑی وقعت کی نگاہ سے دیکھی گئین[1]،

وفات ابوسلمہ، نکاح ثانی اور خانگی حالات کچھ زمانہ تک شوہر کا ساتھ رہا، حضرت ابوسلمہؓ بڑے شہسوار تھے، بدر اور احد مین شریک ہوئے، غزوۂ احد مین چند زخم کھائے جنکے صدمہ سے جانبر نہوسکے، جمادی الثانی سہ ۴ھ مین انکا زخم پھٹا اور اسی صدمہ سے وفات پائی، حضرت ام سلمہؓ آنحضرت صلعم کی خدمت مین پہونچین اور وفات کی خبر سنائی، آنحضرت صلعم خود انکے مکان پر تشریف لائے، گھر مین کہرام مچا تھا، حضرت ام سلمہ کہتی تھین "ہائے! غربت مین کیسی موت ہوئی" آنحضرت صلعم نے فرمایا صبر کرو، انکی مغفرت کی دعا مانگو اور یہ کہو "خداوندا! انسے بہتر انکا جانشین عطا کر" اسکے بعد ابوسلمہؓ کی لاش پر تشریف لائے، اور جنازہ کی نماز نہایت اہتمام سے پڑھی گئی، آنحضرت صلعم نے ۹ تکبیرین کہین، لوگون نے نماز کے بعد پوچھا یا رسول اللہ! آپ کو سہو تو نہین ہوا؟ فرمایا یہ ہزار تکبیر کے مستحق تھے، وفات کے وقت ابوسلمہؓ کی آنکھین کھلی رہ گئی تھین آنحضرت صلعم نے خود دست مبارک سے آنکھین بند کین اور انکی مغفرت کی دعا مانگی[2]،

ابوسلمہ کی وفات کیوقت ام سلمہ حاملہ تھین، وضع حمل کے بعد جب عدت گذر گئی تو حضرت ابوبکرؓ نے

---

[1] مسند ابن حنبل ص ۳۰۰ ج ۶، [2] ایضاً ص ۲۰۹،۹۱ و ۹۱۰، زرقانی ص ۲۷۵ ج ۳،

نکاح کا پیغام دیا لیکن حضرت ام سلمہؓ نے انکار کیا، اسکے بعد حضرت عمرؓ آنحضرت کا پیغام لیکر پہونچے، حضرت ام سلمہؓ نے کہا مجھے چند عذر ہین (۱) مین سخت غیور عورت ہون (۲) صاحب عیال ہون (۳) میرا سن زیادہ ہے، آنحضرت صلعم نے ان سب زحمتون کو گوارا کیا، حضرت ام سلمہؓ کو اب کیا عذر ہو سکتا تھا؟ اپنے لڑکے سے (جنکا نام عمر تھا) کہا اُٹھو اور رسول اللہ صلعم سے میرا نکاح کر دو[1]،

شوال سنہ ۴ھ کی اخیر تاریخون مین یہ تقریب انجام پائی، حضرت ام سلمہؓ کو ابو سلمہؓ کی موت سے جو شدید صدمہ ہوا تھا خداوند تعالیٰ نے اسکو ابدی مسرت سے تبدیل کر دیا، سنن ابن ماجہ مین ہے،

فلما توفی ابو سلمۃ ذکرت الذی کان حدثنی فقلت فلما اردت ان اقول اللھم عضنی خیرا منہ قلت فی نفسی اعاض خیرا من ابی سلمۃ؟ ثم قلتھا فعاضنی اللہ محمدا صلی اللہ علیہ وسلم،	جب ابو سلمہ نے وفات پائی تو مین نے وہ حدیث یاد کی جسکو وہ مجھ سے بیان کیا کرتے تھے اور مین نے دعا شروع کی تو جب مین یہ کہنا چاہتی کہ خداوندا! مجھے ابو سلمہ سے بہتر جانشین دے، تو دل کہتا کہ ابو سلمہ سے بہتر کون مل سکتا ہے؟ لیکن مین نے دعا کو پڑھنا شروع کیا تو ابو سلمہ کے جانشین آنحضرت صلعم ہوئے،

آنحضرت صلعم نے انکو چکی، گھڑا، اور چمڑے کا تکیہ جسمین خرمے کی چھال بھری تھی عنایت فرمایا، یہی سامان اور بی بیون کو بھی عطا ہوا تھا[2]،

[1] سنن نسائی ص ۱۱۱، [2] مسند ص ۲۹۵ ج ۶،

بہت حیادار تھیں ابتدا جب آنحضرت صلعم مکان تشریف لاتے تو حضرت ام سلمہؓ فرط غیرت سے لڑکی (زینبؓ) کو گود میں بٹھا لیتیں، آپ یہ دیکھکر واپس جاتے، حضرت عمار بن یاسرؓ کو جو حضرت ام سلمہؓ کے رضاعی بھائی تھے، معلوم ہوا تو بہت ناراض ہوئے اور لڑکی کو چھین لے گئے[1]،

لیکن بعد میں یہ بات کم ہوتی گئی، اور جسطرح دوسری بیبیاں رہتی تھیں وہ بھی رہنے لگیں، نکاح سے قبل آنحضرت صلعم نے حضرت عائشہؓ سے انکا ذکر کیا تو حضرت عائشہؓ کو بڑا رشک ہوا، ابن سعد میں انسے جو روایت منقول ہے اس میں یہ فقرہ بھی ہے،

حزنت حزنا شدیدا، یعنی مجھکو سخت غم ہوا،

آنحضرت صلعم کو ان سے بے حد محبت تھی یہی وجہ ہے کہ جب تمام بیبیوں کو حضرت عائشہؓ کی شکایت کی ضرورت پیش آئی تو اس موقعہ کیلئے سب نے انہی کو منتخب کیا، صحیح بخاری میں ہے کہ ازواج مطہرات کے دو گروہ تھے، ایک میں حضرت عائشہؓ، حفصہؓ، صفیہؓ، سودہؓ، شامل تھیں، دوسرے میں حضرت ام سلمہؓ اور باقی ازواج تھیں، چونکہ آنحضرت حضرت عائشہؓ کو زیادہ محبوب رکھتے تھے اس لیے لوگ انہی کی باری میں ہدیے بھیجتے تھے، حضرت ام سلمہؓ کی جماعت نے ان سے کہا کہ عائشہؓ کی طرح ہم بھی سب کی بھلائی کے خواہاں ہیں، اس بنا پر رسول اللہ جس کے مکان میں بھی ہوں لوگوں کو ہدیہ بھیجنا چاہیے، حضرت ام سلمہؓ نے آپ سے یہ شکایت کی تو آپ نے دو مرتبہ اعراض فرمایا

[1] مسند ص ۲۹۵ ج ۶

تیسرے مرتبہ کہا ام سلمہ! عائشہ کے معاملہ مین مجھے اذیت نہ پہونچاؤ، کیونکہ اسکے سوا تم مین کوئی بیوی ایسی نہین ہے جس کے لحاف مین میرے پاس وحی آئی ہو[۱]! حضرت ام سلمہؓ نے کہا "اتوب الی اللہ عزوجل من اذاک یا رسول اللہ! مین آپ کے اذیت پہونچانے سے پناہ مانگتی ہون"

حضرت ام سلمہؓ کے گھر مین آنحضرت شب باش ہوتے تو اپنا بچھونا جانماز کے سامنے بچھواتی تھین، آنحضرت صلعم نماز پڑھا کرتے اور وہ ہین سویا کرتین[۲]،

آنحضرت صلعم کے آرام کا بہت خیال رکھتی تھین، حضرت سفینہ جو آنحضرت صلعم کے مشہور غلام ہین، دراصل حضرت ام سلمہؓ کے غلام تھے، انکو آزاد کیا تو یہ شرط کی کہ جب تک آنحضرت صلعم زندہ رہین تمپر انکی خدمت لازمی ہوگی[۳]،

عام حالات، حضرت ام سلمہؓ کے مشہور واقعات زندگی یہ ہین، غزوہ خندق مین اگرچہ وہ شریک نہ تھین تاہم اسقدر قریب تھین کہ آنحضرت صلعم کی گفتگو اچھی طرح سُنتی تھین، فرماتی ہین مجھے وہ وقت خوب یاد ہے کہ جب سینۂ مبارک غبار سے اٹا ہوا تھا اور آپ لوگون کو اینٹین اوٹھا اوٹھا کر دیتے اور اشعار پڑھ رہے تھے، کہ دفعۃً عمار بن یاسر پر نظر پڑی فرمایا ہاے ابن سمیۃ تجھکو ایک باغی گروہ قتل کرے گا[۴]،،

---

[۱] صحیح بخاری ص ۵۳۲ ج ۱ [۲] مسند ص ۳۲۲ ج ۶، [۳] ایضاً ص ۳۱۹،

[۴] ایضاً ص ۲۸۹، ج ۶،

محاصرہ بنو قریظہ ۵ھ میں یہود سے گفتگو کرنے کے لیے آنحضرت صلعم نے حضرت ابولبابہ کو بھیجا تھا، اثنائے مشورہ میں ابولبابہ نے ہاتھ کے اشارہ سے بتلایا کہ تم لوگ قتل کیے جاؤگے لیکن بعد میں اسکو افشائے راز سمجھ کر اسقدر نادم ہوے کہ مسجد کے ستون سے اپنے آپ کو باندھ دیا، چند دنون تک یہی حالت رہی، پھر توبہ قبول ہوئی، آنحضرت صلعم حضرت ام سلمہؓ کے مکان مین تشریف فرما تھے کہ صبح کو مسکراتے ہوے اُٹھے تو بولین خدا آپ کو ہمیشہ ہنسائے، اسوقت ہنسنے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا "ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی" عرض کی "تو کیا مین انکو یہ مژدہ سنا دون" فرمایا "ہان اگر چاہو" حضرت ام سلمہؓ اپنے حجرہ کے دروازہ پر کھڑی ہوئین اور پکار کر کہا "ابولبابہ! مبارک ہو، تمھاری توبہ قبول ہوگئی" اس آواز کا کانون مین پڑنا تھا کہ تمام مدینہ اُمنڈ آیا۔[1]

اسی سنہ مین آیت حجاب نازل ہوئی، اس سے پیشتر ازواج مطہرات بعض دور کے اعزہ و اقارب کے سامنے آیا کرتی تھین، اب خاص خاص اعزہ کے سواسب سے پردہ کرنے کا حکم ہوا۔ حضرت ابن ام مکتومؓ، قبیلہ قریش کے ایک معزز صحابی اور بارگاہ نبوی کے موذن تھے، اور چونکہ نابینا تھے اسلیے ازواج مطہرات کے حجرون مین آیا کرتے تھے، ایک دن آئے تو آنحضرت صلعم نے حضرت ام سلمہؓ اور حضرت میمونہؓ سے فرمایا "ان سے پردہ کرو"، بولین "وہ تو نابینا ہین" فرمایا "تم تو نابینا نہین ہو تم تو انہین دیکھتی ہو"۔[2]

صلح حدیبیہ مین آنحضرت صلعم کے ساتھ تھین، صلح کے بعد آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ لوگ حدیبیہ مین قربانی کرین، لیکن لوگ اسقدر دل شکستہ تھے کہ ایک شخص بھی نہ اُٹھا یہانتک کہ

[1] زرقانی ص ۱۵۳ ج ۱ و ابن سعد ص ۵۴ ج ۳ قسم ۱، [2] مسند ص ۲۹۶ ج ۶۔

جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے تین دفعہ بار بار کہنے پر بھی ایک شخص آمادہ نہوا، (چونکہ معاہدہ کی شرطین بظاہر مسلمانون کے سخت خلاف تھین اسلئے تمام لوگ رنجیدہ اور غصہ سے بیتاب تھے)

آنحضرت صلعم گھر مین تشریف لیگئے اور حضرت ام سلمہؓ سے شکایت کی، اونھون نے کہا آپ کسی سے کچھ نہ فرمائین، بلکہ باہر نکل کر خود قربانی کرین، اور احرام اتارنے کے لیے بال منڈوائین آپنے باہر آکر قربانی کی اور بال منڈوائے، اب جب لوگون کو یقین ہوگیا کہ اس فیصلہ مین تبدیلی نہین ہوسکتی تو سب نے قربانیان کین اور احرام اتارا، ہجوم کا یہ حال تھا کہ ایک دوسرے پر ٹوٹا پڑتا تھا اور عجلت اسقدر تھی کہ ہر شخص خود حجامت بنانے کی خدمت انجام دے رہا تھا[۱]

حضرت ام سلمہؓ کا یہ خیال علم النفس کے ایک بڑے مسئلہ کو حل کرتا ہے، اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمہور کی فطرت شناسی مین اونکو کس درجہ کمال حاصل تھا، امام الحرمین فرمایا کرتے تھے کہ "صنف نازک کی پوری تاریخ اصابت راے کی ایسی عظیم الشان مثال نہین پیش کرسکتی"[۲]

غزوہ خیبر مین شریک تھین، مرحب کے دانتون پر جب تلوار پڑی تو کرکراہٹ کی آواز انکے کانون مین آئی تھی[۳]

سنہ ۹ھ مین ایلاء کا واقعہ پیش آیا حضرت عمرؓ نے حضرت حفصہؓ کو تنبیہ کی تو حضرت ام سلمہؓ کے پاس بھی آئے وہ انکی عزیز ہوتی تھین اُنسے بھی گفتگو کی، حضرت ام سلمہؓ نے جواب دیا،[۴]

عجباً لک یا ابن الخطاب دخلت فی کل	عمر تم ہر معاملہ مین دخل دینے لگے یہانتک کہ اب
شئ حتی تبتغی ان تدخل بین	رسول اللہ اور انکی ازواج کے معاملات مین بھی

---

[۱] صحیح بخاری، ۳۸۰ ج ا [۲] زرقانی ص ۲۷۲ ج ۳ [۳] استیعاب ص ۳۰۸ ج ۲ [۴] صحیح بخاری ص ۷۳۰ ج ۲

چونکہ جواب نہایت خشک تھا، اسلیے حضرت عمرؓ چپ ہو گئے اور اٹھکر چلے آئے، رات کو یہ خبر مشہور ہوئی کہ آنحضرت صلعم نے ازواج کو طلاق دیدی، صبح کو حضرت عمرؓ آنحضرت صلعم کی خدمت مین آئے، اور یہ تمام واقعہ بیان کیا، جب حضرت ام سلمہؓ کا قول نقل کیا تو آپ مسکرا اُٹھے،

حجۃ الوداع مین جو سلمہ مین ہوا، اگرچہ حضرت ام سلمہؓ علیل تھین تاہم ساتھ آئین نبہان (غلام) اونٹ کی مہار تھامے تھا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب غلام مکاتب کے پاس اسقدر مال موجود ہو کہ دو اوسکو ادا کرکے آزاد ہوسکتا ہو تو اوس سے پردہ ضروری ہوجاتا ہے،[1] طواف کے متعلق فرمایا کہ جب نماز فجر قائم ہو، تم اونٹ پر سوار ہوکر طواف کرلینا، چنانچہ حضرت ام سلمہؓ نے ایسا ہی کیا[2]

سلہ مین آنحضرت علیل ہوئے، مرض نے طول کھینچا تو آنحضرت صلعم حضرت عائشہؓ کے مکان مین منتقل ہو گئے، حضرت ام سلمہؓ اکثر آپ کو دیکھنے کے لیے جایا کرتی تھین، ایکدن طبیعت زیادہ علیل ہوئی تو ام سلمہؓ چیخ اٹھین، آنحضرت صلعم نے منع کیا کہ یہ مسلمانون کا شیوہ نہین،[3] ایک دن مرض مین اشتداد ہوا تو ازواج نے دوا پلانی چاہی چونکہ گوارا نہ تھی آپ نے انکار فرمایا، لیکن جب غشی طاری ہوگئی تو حضرت ام سلمہؓ اور ام حبیبہؓ نے زبردستی منھ کھولکر پلادی،

اسی زمانہ مین ایک روز حضرت ام سلمہؓ اور ام حبیبہؓ نے جو حبشہ ہو آئی تھین، وہان کے عیسائی معبدون کا ذکر کیا (جو غالباً رومن کیتھولک گرجے ہونگے) اور اونکے مجسمون اور تصویرون کا تذکرہ کیا، آپ نے فرمایا ان لوگون مین جب کوئی نیک آدمی مرتا ہے تو اسکے مقبرہ کو عبادت گاہ بنالیتے ہین،

---

[1] مسند ص ۳۰۰ ج ۶ [2] صحیح بخاری ص ۲۱۹ و ۲۰ ج ۱ [3] طبقات ص ۱۱ ج ۸ قسم ۲ [4] صحیح بخاری ۱۷۹ ج ۲ طبقات ص ۳۲ ج ۲ قسم ۲

اور اوسکا بُت بنا کر اوسمین کھڑا کرتے ہین، قیامت کے روز خداے عز وجل کی نگاہ مین یہ لوگ بدترین مخلوق ہونگے[۱]

وفات سے پہلے آنحضرت صلعم نے حضرت فاطمہؓ سے کان مین باتین کی تھین، حضرت عائشہؓ اُسی وقت بے تابانہ پوچھنے لگین، لیکن حضرت ام سلمہؓ نے توقف کیا اور آنحضرت کی وفات کے بعد پوچھا،[۲]

سنہ ۶۱ھ مین حضرت امام حسین علیہ السلام نے شہادت پائی، آنحضرت صلعم نے حضرت ام سلمہؓ سے اس واقعہ کا تذکرہ فرمایا تھا، عین اوسوقت جبکہ شامی افواج کی تیغ وسنان اوس پیکر قدسی کے ساتھ گستاخیان کررہی تھین حضرت ام سلمہؓ نے خواب مین دیکھا کہ آنحضرت صلعم تشریف لائے ہین، نہایت پریشان ہین، سر اور ریش مبارک غبار آلودہے، پوچھا یا رسول اللہ کیا حال ہی؟ ارشاد ہوا حسینؓ کے مقتل سے واپس آرہا ہون؛ حضرت ام سلمہؓ بیدار ہوئین تو آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے اُسی حالت مین زبان سے نکلا اہل عراق نے حسینؓ کو قتل کیا خدا انکو قتل کرے، اونہون حسینؓ کو ذلیل کیا خدا ان لوگون پر لعنت کرے،[۳]

سنہ ۶۳ھ مین واقعہ حرہ کے بعد شامی لشکر مکہ گیا، جہان حضرت ابن زبیرؓ پناہ گزین تھے، چونکہ آنحضرت صلعم نے ایک حدیث مین ایسے لشکر کا تذکرہ فرمایا تھا، بعض کو شبہہ ہوا اور حضرت ام سلمہؓ سے دریافت کیا، بولین آنحضرت صلعم نے یہ فرمایا ہے کہ ایک شخص مکہ مین پناہ لیگا اسکے مقابلہ پر جو لشکر آے گا، بیابان مین وہین جائیگا، ام سلمہؓ نے پوچھا جو لوگ جبرًا

---

[۱] صحیح بخاری وصحیح مسلم [۲] طبقات ص۰۴ ج ۲ قسم ۲ [۳] صحیح ترمذی ص ۶۲۴ [۴] مسند ۲۹۸ ج ۶

شریک کیے گئے ہونگے وہ بھی؟ فرمایا "ہان لیکن قیامت مین اپنی نیتون کے مطابق اُٹھین گے"

امام باقر علیہ السلام فرماتے تھے کہ یہ واقعہ مدینہ کے میدان مین پیش آئے گا،[۱]

وفات | جس سال حرہ کا واقعہ ہوا یعنی ۶۳ھ اسی سال حضرت ام سلمہؓ نے انتقال فرمایا،

اسوقت ۸۴ برس کا سن تھا حضرت ابوہریرہؓ نے نماز جنازہ پڑھی اور بقیع مین دفن کیا،[۲]

اس زمانہ مین ولید بن عتبہ (ابوسفیان کا پوتا) مدینہ کا گورنر تھا، چونکہ حضرت ام سلمہؓ نے

وصیت کی تھی کہ وہ میرے جنازہ کی نماز نہ پڑھائے اسلیے وہ جنگل کی طرف نکل گیا اور اپنے

بجائے حضرت ابوہریرہؓ کو بھیجدیا،[۳]

اولاد | حضرت ام سلمہؓ کے پہلے شوہر سے جو اولاد پیدا ہوئی اوسکے نام یہ ہین۔

سلمہ، حبشہ مین پیدا ہوئے، آنحضرت صلعم نے انکا نکاح حضرت حمزہؓ کی لڑکی امامہ سے کیا تھا،

عمر، آنحضرت صلعم سے حضرت ام سلمہؓ کا نکاح انہی نے کیا تھا، حضرت علی علیہ السلام کے زمانہ

خلافت مین فارس اور بحرین کے حاکم تھے،

دُرّہ، انکا ذکر صحیح بخاری مین آیا ہے، حضرت ام حبیبہؓ نے کہ ازواج مطہرات مین داخل تھین،

آنحضرت صلعم سے کہا ہمنے سنا ہو کہ آپ دُرّہ سے نکاح کرنا چاہتے ہین؟ فرمایا "یہ کیسے ہوسکتا ہے

اگر مین نے اسکو پرورش نہ کیا ہوتا تو وہ میرے لیے کسی طرح حلال نہ تھی کیونکہ وہ میرے رضاعی

بھائی کی لڑکی ہے"[۴]

زینب، پہلے برّہ نام تھا، لیکن آنحضرت صلعم نے زینب رکھا،[۵]

---

[۱] صحیح مسلم ص ۳۹۴ و ۴۹۵ ج ۲ [۲] زرقانی ص ۲۷۶ ج ۳ [۳] طبری کبیر ص ۲۴۴۳ ج ۱۳ [۴] صحیح بخاری ص ۷۶۴ ج ۲ [۵] زرقانی ص ۲۷۲ ج ۳،

حلیہ | اصابہ میں ہی،

کانت ام سلمۃ موصوفۃ بالجمال البارع، یعنے حضرت ام سلمہؓ نہایت حسین تھین

ابن سعد نے روایت کی ہی کہ جب حضرت عائشہ کو انکے حسن کا حال معلوم ہوا تو سخت پریشان ہوئین، مگر یہ واقدی کی روایت ہے جو چندان قابل اعتبار نہیں،

حضرت ام سلمہؓ کے بال (نہایت) گھنے تھے،[1]

فضل وکمال | علمی حیثیت سے اگرچہ تمام ازواج بلند رتبہ تھین، تاہم حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کا اونمین کوئی جواب نہ تھا، چنانچہ محمودؓ بن لبید کہتے ہین،[2]

کان ازواج النبی صلعم یحفظن من حدیث النبی صلعم کثیرا ولا مثلا لعائشۃ وام سلمۃ

آنحضرت صلعم کی ازواج احادیث کا مخزن تھین تاہم عائشہؓ اور ام سلمہؓ کا ان مین کوئی حریف مقابل نہ تھا،

مروان بن حکم ان سے مسائل دریافت کرتا اور علانیہ کہتا تھا،

کیف نسأل احدا وفینا ازواج النبی صلعم[3]

آنحضرت صلعم کی ازواج کے ہوتے ہم دوسرون سے کیون پوچھین؟

حضرت ابوہریرہؓ اور ابن عباسؓ دریائے علم ہونے کے باوجود انکے دریائے فیض سے مستغنی نہ تھے[4]، تابعین کرام کا ایک بڑا گروہ انکے آستانۂ فضل پر سر بہ تھا،

قرآن اچھا پڑھتی اور آنحضرت صلعم کے طرز پر پڑھ سکتی تھین، ایکمرتبہ کسی نے پوچھا

[1] مسند ص ۲۸۹ ج ۶ [2] طبقات ابن سعد ص ۱۲۶ ج ۲ قسم ۲ [3] مسند ص ۳۱۷ ج ۶ [4] ایضا ص ۳۱۲،

آنحضرت صلعم کیونکر قرأت کرتے تھے؟ بولین ایک ایک آیت الگ الگ کرکے پڑھتے تھے، اسکے بعد خود پڑھکر بتلایا،[1]

حدیث مین حضرت عائشہؓ کے سوا انکا کوئی حریف نہ تھا، اون سے (۳۷۸) روایتین مروی ہین، اس بنا پر وہ محدثین صحابہ کے تیسرے طبقے مین شامل ہین،

حدیث سننے کا بڑا شوق تھا، ایک دن بال گُندھوا رہی تھین کہ آنحضرت صلعم خطبہ دینے کیلیے کھڑے ہوئے، زبان مبارک سے ایہا الناس! (لوگو!) کا لفظ نکلا تو مشاطہ سے کہنے لگین، بال باندھ دو، اسنے کہا جلدی کیا ہے؟ ابھی تو "ایہا الناس" ہی زبان سے نکلا ہے، بولین کیا خوب! ہم آدمیون مین داخل نہین ہین؟ اسکے بعد خود بال باندھکر اُٹھ کھڑی ہوئین اور کھڑے ہوکر پورا خطبہ سُنا،[2]

مجتہد تھین، صاحب اصابہ نے اونکے تذکرہ مین لکھا ہے،

صاحب العقل البالغ والرأی الصائب | یعنی وہ کامل العقل و رصائب الرائے تھین،

علامہ ابن قیم نے لکھاہے کہ اونکے فتاوی اگر جمع کیے جائین تو ایک چھوٹا سا رسالہ تیار ہو سکتا ہے،[3] اونکے فتاوی کی ایک خاص خصوصیت یہ ہے کہ وہ عموماً متفق علیہ ہین، اور یہ اونکی دقیقہ رسی و نکتہ سنجی کا کرشمہ ہے،

اونکی نکتہ سنجی پر ذیل کے واقعات شاہد ہین،

---

[1] مسند ۳۰۰ و ۳۰۲ ج ۶، [2] ایضاً ص ۲۹۷ ج ۶، [3] اعلام الموقعین ص ۱۳ ج ۱،

حضرت عبداللہ بن زبیر (رضی اللہ عنہما) عصر کے بعد دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے مروان نے پوچھا آپ یہ نماز کیوں پڑھتے ہیں؟ بولے آنحضرت صلعم بھی پڑھتے تھے، چونکہ اونھون نے یہ حدیث حضرت عائشہ کے سلسلہ سے سنی تھی، مروان نے اونکے پاس تصدیق کے لیے آدمی بھیجا، انہون نے کہا مجھکو ام سلمہ سے یہ حدیث پہونچی ہے، حضرت ام سلمہؓ کے پاس آدمی گیا اور یہ قول نقل کیا تو بولین،

یغفر اللہ لعائشۃ لقد وضعت امری	یعنی خدا عائشہ کی مغفرت کرے انھون نے بات
علی غیر موضعہ اولم اخبرھا ان	نہین بھی، کیا مین نے انسے یہ نہین کہا تھا کہ آنحضرت
رسول اللہ صلعم قد نھی عنہا،	صلعم نے انکے پڑھنے کی مخالفت فرمائی ہے،

حضرت ابوہریرہؓ کا خیال تھا کہ رمضان مین جنابت کا غسل فوراً صبح اوٹھکر کرنا چاہیے ورنہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے، ایک شخص نے جاکر حضرت ام سلمہؓ اور حضرت عائشہؓ سے پوچھا دونون نے کہا کہ خود آنحضرت صلعم جنابت کی حالت مین صائم ہوتے تھے، حضرت ابوہریرہؓ نے سُنا تو چہرہ کا رنگ فق ہوگیا، اس خیال سے رجوع کیا اور کہا مین کیا کرون فضل بن عباس نے مجھسے اسی طرح بیان کیا تھا، لیکن ظاہر ہے کہ ام سلمہؓ اور عائشہؓ کو زیادہ علم ہے،

ایکمرتبہ چند صحابہ نے دریافت کیا کہ آنحضرت صلعم کے باطن کے متعلق کچھ ارشاد کیجیے، فرمایا آپ کا ظاہر و باطن یکسان تھا، اگرچہ اس جملہ مین ایک لفظ بھی افشاء حقیقت کے لیے کافی نہ تھا تاہم چونکہ یہ ایک راز تھا، فاش کرنے پر نادم ہوئین، آنحضرت صلعم تشریف لائے تو آپ سے واقعہ بیان کیا، فرمایا تمنے بہت اچھا کیا،

له مسند ص ۲۹۹ و ۳۰۳ ج ۶، یہ واقعہ صحیح بخاری مین بھی ہے ص ۱۶۲، ج ۲ که ایضاً ص ۳۰۶ و ۳۰۷، ۳ه ایضاً ص ۳۰۹،

حضرت ام سلمہؓ جواب صاف دیتی تھیں، اور کوشش کرتی تھیں کہ سائل کو تشفی ہو جائے ایکدفعہ کسی شخص کو مسئلہ بتایا وہ انکے پاس سے اٹھکر دوسری ازواج کے پاس گیا سب نے ایک ہی جواب دیا، واپس آکر حضرت ام سلمہ کو یہ خبر سنائی تو بولیں نعم واشفیک! ذرا ٹھرو! میں تمہاری تشفی کرنا چاہتی ہوں میں نے آنحضرت صلعم سے اسکے متعلق حدیث سنی ہے[1]

حضرت ام سلمہؓ کو حدیث و فقہ کے علاوہ اسرار کا بھی علم تھا اور یہ وہ فن تھا جس کے حضرت حذیفہؓ عالم خصوصی تھے! ایکمرتبہ عبد الرحمان بن عوفؓ انکے پاس آئے تو بولیں آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ بعض صحابی ایسے ہیں جنکو میں اپنے انتقال کے بعد دیکھونگا نہ وہ مجھکو دیکھیں گے، عبد الرحمانؓ گھبرا کر حضرت عمرؓ کے پاس پہونچے اور ان سے یہ حدیث بیان کی، حضرت عمرؓ کا زہد و اتقا انتہا تک پہونچا ہوا تھا، فوراً اٹھے اور حضرت ام سلمہؓ کے پاس آکر کہا خدا کی قسم! سچ سچ کہنا کیا میں انھیں میں ہوں؟ حضرت ام سلمہؓ نے کہا نہیں، لیکن تمہارے علاوہ میں کسی کو مستثنیٰ نہیں کرونگی[2]

حضرت ام سلمہؓ سے جن لوگون نے علم حدیث حاصل کیا انکی ایک بڑی جماعت ہے، ہم صرف چند ناموں پر اکتفا کرتے ہیں:

عبد الرحمن بن ابو بکرؓ، اسامہؓ بن زیدؓ، ہند بنت الحارث الفراسیۃ، صفیۃؓ بنت شیبہ، عمرؓ، زینبؓ (اولاد حضرت ام سلمہؓ) مصعب بن عبد اللہؓ (برادر زادہ) نبہان (غلام مکاتب) عبد اللہ بن رافعؓ، نافع، شعبہ، پسر شعبہ، ابو بکر، خیرۃ والدۂ حسن بصری، سلیمان بن یسار،

[1] مسند ص ۲۹۷، [2] ایضاً ۳۰۷،

ابوعثمان النہدی، حمید، ابوسلمہ، سعید بن مسیب، ابو وائل، صفیہ بنت محصن، شعبی، عبد الرحمن بن حارث بن ہشام، عکرمہ، ابوبکر بن عبد الرحمان، عثمان بن عبد اللہ بن موہب، عروہ بن زبیر، کریب موسے ابن عباس، قبیصہ بن ذویب، نافع موسلے ابن عمرؓ، یعلیٰ بن مملک،

اخلاق و عادات | حضرت ام سلمہؓ نہایت زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھین، ایکمرتبہ ایک ہار پہنا تھین سونے کا کچھ حصہ شامل تھا، آنحضرت صلعم نے اعراض کیا تو اسکو اتار ڈالا[1]، ہر مہینہ مین ۳ دن (دوشنبہ، جمعرات اور جمعہ) روزہ رکھتی تھین[2]، ثواب کی متلاشی رہتین، انکے پہلے شوہر کی اولاد اونکے ساتھ تھی اور وہ نہایت عمدگی سے اونکی پرورش کرتی تھین اس بنا پر آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ مجھکو اسکا کچھ ثواب بھی ملیگا؟ آپ نے فرمایا ہان[3]

اچھے کامون مین شریک ہوتی تھین، آیت تطہیر انہین کے گھر مین نازل ہوئی تھی، آنحضرت صلعم نے حضرت فاطمہؓ اور حسنین علیہم السلام کو بلا کر کمل اوڑھایا اور کہا خدایا یہ میرے اہل بیت ہین انسے ناپاکی کو دور کر اور انکو پاک کر، حضرت ام سلمہؓ نے یہ دعا سنی تو بولین یا رسول اللہ مین بھی انکے ساتھ شریک ہون، ارشاد ہوا تم اپنی جگہ پر ہو اور اچھی ہو[4]،

امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی پابند تھین، نماز کے اوقات مین بعض امرا نے تغیر و تبدل کیا یعنی مستحب اوقات چھوڑ دیئے، تو حضرت ام سلمہؓ نے اونکو تنبیہ کی اور فرمایا کہ آنحضرت صلعم ظہر جلد پڑھا کرتے تھے اور تم عصر جلد پڑھتے ہو[5]،

ایک دن انکے بھتیجے نے دو رکعت نماز پڑھی چونکہ سجدہ گاہ غبار آلود تھی وہ سجدہ کرتے

---

[1] مسند ص ۳۱۵ و ۳۲۲ ج ۶، [2] ایضاً ص ۲۸۹، [3] صحیح بخاری ص ۱۹۰ ج ۱، [4] صحیح ترمذی ص ۵۲۰، [5] مسند ص ۲۸۹،

کرتے وقت مٹی جھاڑتے تھے، حضرت ام سلمہؓ نے روکا، کہ یہ فعل آنحضرت صلعم کی روش کے خلاف ہے، آنحضرت صلعم کے ایک غلام نے ایکدفعہ ایسا کیا تھا تو آپنے فرمایا تھا ترب وجھک للہ! یعنی تیرا چہرہ خدا کی راہ میں غبار آلود ہو، (مسند ص ۳۰۱)

فیاض تھین،، اور دوسرون کو بھی فیاضی کی طرف مائل کرتی تھین، ایک دفعہ حضرت عبدالرحمانؓ بن عوف نے آکر کہا اماں! میرے پاس اسقدر مال جمع ہو گیا ہے کہ اب بربادی کا خوف ہے، فرمایا بیٹا! اسکو خرچ کرو؛ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ بہت سی صحابہ ایسے ہین جو مجھکو میری موت کے بعد پھر کبھی نہ دیکھین گے، (مسند ص ۲۹۰ ج ۶)

ایکمرتبہ چند فقرا جنمین عورتین بھی تھین انکے گھر آئے اور نہایت الحاح سے سوال کیا ام الحسین بیٹھی تھین، انھون نے ڈانٹا لیکن حضرت ام سلمہؓ نے کہا ہمکو اسکا حکم نہین ہی، اسکے بعد لونڈی سے کہا کہ انکو کچھ دیکر رخصت کرو، کچھ نہو تو ایک ایک چھوہارا انکے ہاتھ پر رکھدو، (استیعاب ص ۸۰۲ ج ۲)

آنحضرت صلعم سے انکو جو محبت تھی اسکا یہ اثر تھا کہ آپکے موے مبارک تبرکا رکھ چھوڑے تھے جنکی وہ لوگونکو زیارت کراتی تھین[1]، آنحضرت کو انسے اسقدر محبت تھی کہ ایکمرتبہ انھون نے کہا یا رسول اللہ! اسکا کیا سبب ہے کہ ہمارا قرآن مین ذکر نہین، تو آپ ممبر پر تشریف لیگئے اور یہ آیت پڑھی،

ان المسلمین والمسلمات والمومنین والمومنات[2] یعنی مسلمان مرد اور عورتونکے لیے خدا نے مغفرۃ اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے،

مناقب ایکمرتبہ حضرت ام سلمہ آنحضرت صلعم کے پاس بیٹھی تھین، حضرت جبرئیل آئے اور باتین کرتے رہے، انکے جانیکے بعد آپ نے پوچھا انکو جانتی ہو؟ بولین وحیہ تھے لیکن جب آپنے اس واقعہ کو اور لوگون سے بیان کیا، اسوقت معلوم ہوا کہ وہ حضرت جبرئیل تھے[3]، غالبا یہ نزول حجاب سے قبل کا واقعہ ہوگا،

[1] مسند ص ۲۹۶ [2] ایضا ص ۳۰۱، [3] صحیح مسلم ص ۲۱۱ ج ۲

(۷) حضرت زینب بنت جحش

نام و نسب زینب نام، ام الحکم کنیت، قبیلہ قریش کے خاندان اسد بن خزیمہ سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہے، زینب بنت جحش بن رئاب بن یعمر بن صبرۃ بن مرۃ بن کثیر بن غنم بن دودان ابن اسد بن خزیمہ، والدہ کا نام امیمہ تھا جو عبد المطلب جد رسول اللہ صلعم کی دختر تھین، اس بنا پر حضرت زینبؓ آنحضرت صلعم کی حقیقی پھوپھی زاد بہن تھین،

اسلام نبوت کے ابتدائی دور مین اسلام لائین، اسد الغابہ مین ہے،

كانت قديمة الاسلام[1] قدیم الاسلام تھین،

نکاح آنحضرت صلعم نے زید بن حارثہ کے ساتھ جو آپکے آزاد کردہ غلام اور متبنیٰ تھے انکا نکاح کردیا اسلام نے دنیا مین مساوات کی جو تعلیم رائج کی ہے، اور پست و بلند کو جس طرح ایک سطح پر لا کر کھڑا کردیا ہے اگرچہ تاریخ مین اسکی ہزارون مثالین موجود ہین، لیکن یہ واقعہ اپنی نوعیت کے لحاظ سے اون سب پر فوقیت رکھتا ہے، کیونکہ اسی سے کُل تعلیم کی بنیاد قائم ہوئی ہے قریش اور خصوصاً خاندان ہاشم کو تولیت کعبہ کی وجہ سے عرب مین جو درجہ حاصل تھا اسکے لحاظ سے شاہان یمن بھی انکی ہمسری کا دعویٰ نہین کرسکتے تھے لیکن اسلام نے محض "تقوٰی" کو بزرگی کا معیار قرار دیا، اور فخر و ادعار کو جاہلیت کا شعار ٹھہرایا ہے، اس بنا پر اگرچہ حضرت

---

[1] کتاب مذکور ص ۶۳ ۴ ج ۵،

زیدؓ بظاہر غلام تھے، تاہم چونکہ اسلام کو اُنسے بے حد تقویت پہونچی تھی، اسلیے وہ ہزاروں احرار سے افضل سمجھے جاتے تھے تعلیم مساوات کے علاوہ اس نکاح کا ایک مقصد اور بھی تھا، جو سلسلۂ بیان مذکور ہے، اور وہ یہ ہے،

تزوجھا لیعلمھا کتاب اللہ وسنۃ رسولہ، (ص۲۶۳ ج ۵) — یعنی آنحضرتؐ نے اونکا نکاح زید سے اسلیے کیا تھا کہ اونکو قرآن و حدیث کی تعلیم دیں،

قریبًا ایک سال تک دونوں کا ساتھ رہا، لیکن پھر تعلقات قائم نہ رہ سکے اور شکر رنجی بڑھتی گئی، حضرت زیدؓ نے بارگاہ نبوت میں آکر شکایت کی[1] اور طلاق دیدینا چاہا،

جاء زید بن حارثۃ یشکو فقال یا رسول اللہ ان زینب اشتد علی لسانھا وانا ارید ان اطلقھا (فتح الباری تفسیر سورہ احزاب) — زید آنحضرت صلعم کی خدمت میں آئے، اور عرض کی کہ زینب مجھ سے زبان درازی کرتی ہیں اور میں اونکو طلاق دینا چاہتا ہوں،

لیکن آنحضرت صلعم بار بار اونکو سمجھاتے تھے کہ طلاق نہ دیں، قرآن مجید میں ہی،

واذ تقول للذی انعم اللہ علیہ وانعمت علیہ امسک علیک زوجک واتق اللہ — اور جبکہ تم اوس شخص سے جسپر خدا نے اور تم نے احسان کیا تھا یہ کہتے تھے کہ اپنی بیوی کو نکاح میں لیے رہو، اور خدا سے خوف کرو،

لیکن کسی طرح صحبت برآ نہو سکے، اور آخر حضرت زیدؓ نے اونکو طلاق دیدی، حضرت زینبؓ آنحضرت صلعم کی پھوپھی زاد بہن تھیں، اور آپ ہی کی تربیت میں پلی تھیں، آپکے فرمانے سے انھوں نے

---

[1] صحیح ترمذی ص ۵۳۱

یہ رشتہ منظور کرلیا تھا، جو اونکے نزدیک اونکے خلافِ شان تھا، چونکہ زید غلام رہ چکے تھے اسلیے حضرت زینبؓ کو یہ نسبت گوارا نہ تھی) بہرحال جب وہ مطلقہ ہوگئین تو آپ نے اونکی دلجوئی کے لیے خود اون سے نکاح کرلینا چاہا، لیکن عرب مین اسوقت تک متبنیٰ اصلی بیٹے کے برابر سمجھا جاتا تھا، اسلیے عام لوگون کے خیال سے آپ تامل فرماتے تھے لیکن چونکہ یہ محض جاہلیت کی رسم تھی اور اسکا مٹانا مقصود تھا، اسلیے یہ آیت نازل ہوئی،

وتخفی فی نفسک ما اللہ مبدیہ وتخشی الناس واللہ احق ان تخشاہ ،	اور تم اپنے دل مین وہ بات چھپاتے ہو جسکو خدا ظاہر کرنے والا ہے، اور تم لوگون سے ڈرتے ہو، حالانکہ ڈرنا خدا سے چاہیے،

آنحضرت صلعم نے حضرت زیدؓ سے فرمایا کہ تم زینب کے پاس میرا پیغام لیکر جاؤ، زید اونکے گھر آئے تو وہ آٹا گوندھتے ہین مصروف تھین چاہا کہ اونکی طرف دیکھین لیکن پھر کچھ سوچ کر منھ پھیر لیا اور کہا زینب رسول اللہ صلعم کا پیغام لایا ہون، جواب ملا مین بغیر استخارہ کے کوئی راے قائم نہین کرتی، یہ کہا اور مصلے پہ کھڑی ہوگئین، اودھر آنحضرت صلعم پر وحی آئی، فلما قضی زید منھا وطرا زوجنٰکھا، اور نکاح ہوگیا، آنحضرت صلعم حضرت زینبؓ کے مکان پر تشریف لائے اور بلا استیذان اندر چلے گئے۔

دن چڑھے دعوت ولیمہ ہوئی، جو اسلام کی سادگی کی اصلی تصویر تھی، اس مین روٹی اور سالن کا انتظام تھا، انصار مین حضرت ام سلیمؓ نے جو آنحضرت صلعم کی خالہ اور حضرت انسؓ کی والدہ تھین، مالیدہ بھیجا تھا، غرض سب چیزین جمع ہوگئین تو آنحضرت صلعم نے حضرت انسؓ کو

لوگون کے بلانے کے لیے بھیجا، ۳۰۰ آدمی شریکِ دعوت ہوئے، کھانے کے وقت آنحضرت صلعم نے ۱۰-۱۰ آدمیون کی ٹولیان کر دی تھین، لوگ باری باری آتے اور کھانا کھا کر واپس جاتے تھے،

اسی دعوت مین آیتِ حجاب اوتری، جسکی وجہ یہ تھی کہ چند آدمی جو مدعو تھے کھانا کھا کر باتین کرنے لگے، اور اسقدر دیر لگائی کہ رسول اللہ صلعم کو تکلیف ہوئی، رسول اللہ صلعم فرطِ مروت سے خاموش تھے، بار بار اندر جاتے، اور باہر آتے تھے، اسی مکان مین حضرت زینبؓ بھی بیٹھی ہوئی تھین، اور انکا منھ دیوار کی طرف تھا،

آنحضرت صلعم کی آمد و رفت کو دیکھکر بعضون کو خیال ہوا، اور وہ اوٹھکر چلے گئے، حضرت انسؓ نے آنحضرت صلعم کو جو دوسری ازواج کے مکان مین تھے، اطلاع دی، آپ باہر تشریف لائے تو وحی کی زبان اسطرح گویا ہوئی،

یا ایھا الذین آمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الخ

آپ نے دروازہ پر پردہ لٹکا دیا، اور لوگون کو گھر کے اندر جانے کی ممانعت ہوگئی،

یہ ذوالقعدہ ۵ھ کا واقعہ ہے،

حضرت زینبؓ کے نکاح کی چند خصوصیتین ہین جو کہین اور نہین پائی جاتین، اونکے نکاح سے جاہلیت کی ایک قدیم رسم کہ متبنیٰ اصلی بیٹے کا حکم رکھتا ہے، مٹ گئی، مساواتِ اسلامی کا وہ عظیم الشان منظر نظر آیا کہ آزاد و غلام کی تمیز اوٹھ گئی، پردہ کا حکم ہوا، نکاح کے لیے وحی الٰہی آئی، ولیمہ مین تکلف ہوا، اسی بنا پر حضرت زینبؓ اور ازواج کے مقابلہ مین فخر

کیا کرتی تھین [۱]،

ازواجِ مطہرات مین جو بیبیان حضرت عائشہؓ کی ہمسری کا دعوی رکھتی تھین اون مین حضرت زینبؓ خصوصیت کے ساتھ ممتاز تھین، خود حضرت عائشہؓ کہتی ہین،

هی التی کانت تسامینی منهن فی المنزلة عند رسول اللہ صلعم	ازواج مین سے وہی رسول اللہ صلعم کی نگاہ مین عزت و مرتبہ مین میرا مقابلہ کرتی تھین،

اور اونکو اسکا حق بھی تھا، نسبی حیثیت سے وہ آنحضرت صلعم کی پھوپھیری بہن تھین، جمال مین بھی ممتاز تھین، آنحضرت صلعم کو بھی اونکی خاطرداری منظور رہتی تھی، یہی وجہ تھی کہ جب چند ازواج نے حضرت فاطمہ زہراؓ کو سفیر بنا کر آنحضرت صلعم کی خدمت مین بھیجا، اور وہ ناکام واپس آئین، تو سب نے اس خدمت (سفارت) کے لیے حضرت زینبؓ کا انتخاب کیا، کیونکہ وہ اس خدمت کے لیے زیادہ موزون تھین، اونھون نے بڑی دلیری سے پیغام ادا کیا، اور بڑے زور کے ساتھ یہ ثابت کرنا چاہا کہ حضرت عائشہؓ اس رتبہ کی مستحق نہین ہین، حضرت عائشہؓ چپ سُن رہی تھین، اور رسول اللہ صلعم کے چہرہ کی طرف دیکھتی جاتی تھین، حضرت زینبؓ جب تقریر کر چکین، تو مرضی پاکر کھڑی ہوئین اور اس زور و شور کے ساتھ تقریر کی کہ حضرت زینبؓ لاجواب ہوکر رہ گئین، آنحضرت صلعم نے فرمایا "کیون نہو ابو بکر کی بیٹی ہی" [۲]،

وفات آنحضرت صلعم نے ازواج مطہرات سے فرمایا تھا،

اسرعکن لحاقا بی اطولکن یداً	تم مین مجھ سے جلد وہ ملے گی جسکا ہاتھ لمبا ہوگا،

---

[۱] صحیح بخاری ص ۷۰۶، ۷۰۰ ج ۲، مسلم ص ۵۴۸ تا ۵۵۰ ج ۱، ترمذی ص ۵۳۱، [۲] صحیح بخاری وغیرہ،

یہ استعارۃً فیاضی کی طرف اشارہ تھا، لیکن ازواج مطہرات اسکو حقیقت سمجھین، چنانچہ باہم اپنے ہاتھون کو ناپا کرتی تھین، حضرت زینبؓ اپنی فیاضی کی بنا پر اس پیشینگوئی کا مصداق ثابت ہوئین، اور ازواج مطہرات مین سب سے پہلے انتقال کیا، کفن کا خود سامان کرلیا تھا، اور وصیت کی تھی کہ حضرت عمرؓ بھی کفن دین تو اون مین سے ایک کو صدقہ کردینا، چنانچہ یہ وصیت پوری کی گئی، حضرت عمرؓ نے نماز جنازہ پڑہائی، اسکے بعد ازواج مطہرات سے دریافت کیا کہ کون قبر مین داخل ہوگا؟ اونھون نے کہا وہ شخص جو اونکے گھر مین داخل ہوا کرتا تھا، چنانچہ اسامہ بن زیدؓ محمد بن عبداللہ بن جحش، عبداللہ بن ابی احمد بن جحش نے اونکو قبر مین اتارا، اور بقیع مین سپرد خاک کیا،[1]

حضرت زینبؓ نے سنہ ۲۰ھ مین انتقال کیا، اور ۵۳ برس کی عمر پائی، واقدی نے لکھا ہے کہ آنحضرت صلعم سے جسوقت نکاح ہوا، اوسوقت ۳۵ سال کی تھین، لیکن یہ عام روایت کے خلاف ہے، عام روایت کے مطابق اونکا سن ۴۳ سال کا تھا،

حضرت زینبؓ نے مال متروکہ مین صرف ایک مکان یادگار چھوڑا تھا، جسکو ولید بن عبدالملک نے اپنے زمانہ حکومت مین پچاس ہزار درہم پر خرید کیا، اور وہ مسجد نبوی مین شامل کردیا گیا،

حلیہ حضرت زینبؓ کوتاہ قامت، لیکن خوبصورت اور موزون اندام تھین،

فضل وکمال روایتین کم کرتی تھین، کتب حدیث مین ان سے صرف (۱۱) روایتین منقول ہین، راویون مین حضرت ام حبیبہؓ، زینب بنت ابوسلمہ، محمد بن عبداللہ بن جحشؓ (برادرزادہ) کلثوم

---

[1] صحیح بخاری ص ۱۹۰ ج ۱، مسلم ص ۴۱۳ ج ۲، اسدالغابہ ص ۴۶۵ ج ۵، سنہ ۵ طبری ص ۲۴۴۹ ج ۳، سنہ ۱۳۱۵ زرقانی ص ۲۴۰ ج ۳، بحوالہ ابن سعد،

بنت طلق اور مذکور (غلام) داخل ہین،

اخلاق | حضرت ام سلمہؓ فرماتی ہین،

کانت زینب صالحۃ صوامۃ قوامۃ	یعنی حضرت زینبؓ نیکو، روزہ دار اور نماز گذار تھین،

(زرقانی بحوالہ ابن سعد)

حضرت عائشہؓ کہتی ہین،

لم ار امرءۃ قط خیرا فی الدین من زینب واتقی للہ واصدق حدیثا واوصل للرحم واعظم صدقۃ واشد ابتذالا لنفسہا فی العمل الذی تصدق بہ وتقرب بہ الی اللہ ما عدا سورۃ من حدۃ کانت فیہا تسرع منہا الفیئۃ[1]	یعنی مین نے کوئی عورت زینبؓ سے زیادہ دیندار، زیادہ پرہیزگار، زیادہ راست گفتار، زیادہ فیاض، سخی، مخیر، اور خدا کی رضاجوئی مین زیادہ سرگرم نہین دیکھی، فقط مزاج مین ذرا تیزی تھی، جس پر انکو بہت جلد ندامت بھی ہوتی تھی،

حضرت زینبؓ کا زہد و تورع مین یہ حال تھا کہ جب حضرت عائشہؓ پر اتہام لگایا گیا، اور اوس اتہام مین خود حضرت زینبؓ کی بہن حمنہ شریک تھین، تو آنحضرت صلعم نے اون سے حضرت عائشہؓ کی اخلاقی حالت دریافت کی، تو اونھون نے صاف لفظون مین کہدیا،

ما علمت الا خیرا،	مجھکو عائشہؓ کی بھلائی کے سوا کسی چیز کا علم نہین،

حضرت عائشہؓ کو اونکے اس صدق و اقرار حق کا خود اعتراف کرنا پڑا،

[1] مسلم ص ۳۳۵ ج ۲،

عبادت مین نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ مصروف رہتی تھین، ایک مرتبہ آپ چہا جرین پر کچھ مال تقسیم کر رہے تھے، حضرت زینب رضؓ اس معاملہ مین کچھ بول اوٹھین، حضرت عمرؓ نے ڈانٹا، آپؐ نے فرمایا ان سے درگذر کرو، یہ اواہ ہین[1]، (یعنی خاشع ومتضرع ہین)

نہایت قانع اور فیاض طبع تھین، خود اپنے دست وبازو سے معاش پیدا کرتی تھین، اور اوسکو خدا کی راہ مین لٹا دیتی تھین، حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ جب حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا تو مدینہ کے فقرا ومساکین مین سخت کھلبلی پیدا ہوگئی، اور وہ گھبرا گئے[2]، ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے اونکا سالانہ نفقہ بھیجا، اونھون نے اوسپر ایک کپڑا ڈالدیا، اور برزہ بنت رافع کو حکم دیا کہ میرے خاندانی رشتہ دارون اور یتیمون کو تقسیم کردو، برزہ نے کہا آخر ہمارا بھی کچھ حق ہے؟ اونھون نے کہا کپڑے کے نیچے جو کچھ ہو وہ تمھارا ہے، دیکھا تو پچاسی درہم نکلے، جب تمام مال تقسیم ہوچکا تو دعا کی کہ خدایا اس سال کے بعد مین عمرؓ کے عطیہ سے فائدہ نہ اوٹھاؤن، دعا مقبول ہوئی، اور اسی سال انتقال ہوگیا[3]،

[1] اصابہ ص ۳۹۳ ج ۸، [2] ایضاً بحوالہ ابن سعد، [3] ابن سعد،

(۸) حضرت جویریہؓ

نام و نسب جویریہ نام، قبیلۂ خزاعہ کے خاندان مصطلق سے ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہے جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار بن حبیب بن عائذ بن مالک بن جذیمہ (مصطلق) بن سعد بن عمرو بن ربیعہ بن حارثہ بن عمرو مزیقیا،

حارث بن ابی ضرار حضرت جویریہؓ کے والد خاندان بنو مصطلق کے سردار تھے،[1]

نکاح حضرت جویریہؓ کا پہلا نکاح اپنے ہی قبیلہ میں مسافع بن صفوان (ذی شفر) سے ہوا تھا،

غزوہ مریسیع اور نکاح ثانی حضرت جویریہؓ کا باپ حارث اور شوہر مسافع دونوں دشمنِ اسلام تھے، چنانچہ حارث نے قریش کے اشارہ سے یا خود مدینہ پر حملہ کی تیاریاں شروع کی تھیں، آنحضرتؐ کو خبر ملی تو مزید تحقیقات کے لیے بریدہ بن حصیب اسلمیؓ کو روانہ کیا، انھوں نے واپس آکر خبر کی تصدیق کی، آپ نے صحابہ کو تیاری کا حکم دیا، ۲۔ شعبان ۵ھ کو فوجیں مدینہ سے روانہ ہوئیں، اور مریسیع میں جو مدینہ منورہ سے ۹ منزل ہے پہونچکر قیام کیا، لیکن حارث کو یہ خبریں پہلے سے پہونچ چکی تھیں، اسلیے اوسکی جمعیت منتشر ہوگئی اور وہ خود بھی کسی طرف نکل گیا، لیکن مریسیع میں جو لوگ آباد تھے اونھوں نے صف آرائی کی اور دیر تک جم کر تیر برساتے رہے، مسلمانوں نے دفعۃً ایک ساتھ حملہ کیا تو اونکے پاؤں اکھڑ گئے، ۱۱ آدمی مارے گئے اور باقی گرفتار ہوگئے،

---

[1] طبقات ص ۵۴ ج ۲ قسم ۱

فضل وکمال | آنحضرت صلعم سے چند حدیثین روایت کین ان سے حسب ذیل بزرگون نے حدیث سنی ہے، ابن عباسؓ، جابرؓ، ابن عمرؓ، علید بن السباق، طفیل، ابو ایوب مراغی، مجاہد، کریب، کلثوم بن مصطلق، عبداللہ بن شداد بن الہاد،

اخلاق | حضرت جویریہؓ زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھین، ایک دن صبح کو مسجد مین دعا کر رہی تھین، آنحضرت صلعم گذرے اور دیکھتے ہوئے چلے گئے، دوپہر کے قریب آئے تب بھی انکو اسی حالت مین پایا[1]،

جمعہ کے دن آنحضرتؐ انکے گھر آئے تو روزہ تھین، چونکہ آنحضرتؐ ایک روزہ رکھنا مکروہ سمجھتے تھے، حضرت جویریہؓ سے دریافت کیا کہ "کل روزہ رہی تھین"؟ بولین "نہین" فرمایا "تو کل رہوگی"؟ جواب ملا "نہین" ارشاد ہوا "تو پھر تم کو افطار کرینا چاہیے[2]"

آنحضرتؐ کو ان سے محبت تھی اور انکے گھر آتے جاتے تھے، ایکمرتبہ آکر پوچھا کہ "کچھ کھانے کو ہے"؟ جواب ملا میری کنیز نے صدقہ کا گوشت دیا تھا وہی رکھاہے، اسکے سوا اور کچھ نہین، فرمایا اسے اٹھالاؤ کیونکہ صدقہ جسکو دیا گیا تھا اسکو پہونچ چکا[3]،

---

[1] صحیح ترمذی ص ۵۹۰ [2] صحیح بخاری ص ۲۶۶ ج ا [3] صحیح مسلم ص ۴۰۰ ج ا،

(۹) حضرت ام حبیبہؓ

نام و نسب | رملہ نام، ام حبیبہ کنیت، سلسلۂ نسب یہ ہے۔ رملہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس، والدہ کا نام صفیہ بنت ابو العاص تھا جو حضرت عثمانؓ کی حقیقی پھوپھی تھیں، حضرت ام حبیبہؓ آنحضرت صلعم کی بعثت سے ۱۷ سال پہلے پیدا ہوئیں۔[1]

نکاح | عبید اللہ بن جحش سے کہ حرب بن امیہ کے حلیف تھے، نکاح ہوا،

اسلام | اور انھیں کے ساتھ مسلمان ہوئیں اور حبش کو ہجرت کی، حبش میں جاکر عبید اللہ نے عیسائی مذہب اختیار کیا، ام حبیبہؓ سے بھی کہا، لیکن وہ اسلام پر قائم رہیں، اختلافِ مذہب کی بنا پر عبید اللہ نے اونسے علحدگی اختیار کی، اور اب وہ وقت آگیا کہ اونکو اسلام اور ہجرت کی فضیلت کے ساتھ ام المومنین بننے کا شرف بھی حاصل ہو، عبید اللہ نے عیسائی ہوکر بالکل آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کی، ایکدن مے نوشی کی حالت میں زمین پر گرے اور ساتھ ہی جام حیات بھی لبریز ہوگیا،

نکاح ثانی | عدت کے دن ختم ہوئے تو آنحضرتؐ نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کی خدمت میں بغرضِ نکاح بھیجا، جب وہ نجاشی کے پاس پہونچے تو اوسنے ام حبیبہؓ کو اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعہ سے پیغام دیا، کہ آنحضرتؐ نے مجھکو تمھارے نکاح کے لیے لکھا ہے، اونھوں نے خالد بن سعید

[1] اصابہ ص ۸۴ ج ۸ وصفحہ زرقانی ص ۲۴۲ ج ۳ بحوالہ ابن سعد،

جنکی تعداد تقریبًا ۶۰۰ تھی غنیمت مین دو ہزار اونٹ اور پانچہزار بکریان ہاتھ آئین،
لڑائی مین جو لوگ گرفتار ہوے اونمین حضرت جویریہؓ بھی تھین، ابن اسحاق کی روایت
ہے، جو بعض حدیث کی کتابون مین بھی ہے کہ تمام اسیران جنگ لونڈی غلام بناکر تقسیم
کردیے گئے، حضرت جویریہؓ ثابت بن قیس کے حصہ مین آئین، اونھون نے ثابت سے درخواست
کی کہ "مکاتبت کرلو، یعنے مجھسے کچھ روپیہ لیکر چھوڑدو" ثابت نے ۹ اوقیہ سونے پر منظور کیا
حضرت جویریہؓ کے پاس روپیہ نہ تھا، چاہا کہ لوگون سے چندہ مانگ کر یہ رقم ادا کرین، آنحضرت صلعم
کے پاس بھی آئین، حضرت عائشہؓ بھی وہان موجود تھین،

ابن اسحاق نے حضرت عائشہؓ کی زبانی روایت کی ہے جو یقینًا اونکی ذاتی راے ہے کہ
چونکہ جویریہ نہایت شیرین ادا تھین، مین نے اونکو آنحضرت صلعم کے پاس جاتے دیکھا تو سمجھی کہ
آنحضرت صلعم پر بھی اونکے حسن و جمال کا وہی اثر ہوگا جو مجھ پر ہوا، غرض وہ آنحضرت صلعم کے
پاس گئین، آپ نے فرمایا کیا تم کو اس سے بہتر چیز کی خواہش نہین؟ اونھون نے کہا وہ کیا
چیز ہے؟ آپ نے فرمایا کہ "تمھاری طرف سے مین روپیہ ادا کردیتا ہون اور تم سے نکاح کرلیتا ہون"
حضرت جویریہؓ راضی ہوگئین آپ نے تنہا وہ رقم ادا کردی، اور اون سے شادی کرلی،

لیکن دوسری روایت مین اس سے زیادہ واضح بیان مذکور ہے،

اصل واقعہ یہ ہے کہ حضرت جویریہؓ کا باپ (حارث) رئیس عرب تھا، حضرت جویریہؓ جب گرفتار
ہوئین، تو حارث آنحضرت صلعم کی خدمت مین آیا اور کہا کہ "میری بیٹی کنیز نہین بن سکتی، میری
شان اس سے بالاتر ہے، آپ اوسکو آزاد کردین" آپ نے فرمایا کہ کیا یہ بہتر نہوگا کہ خود جویریہ

کی مرضی پر چھوڑ دیا جائے، حارث نے جا کر جویریہؓ سے کہا کہ محمدؐ نے تیری مرضی پر رکھا ہے،
دیکھنا مجھکو رسوا نکرنا، اونھون نے کہا "مین رسول اللہ صلعم کی خدمت مین رہنا پسند کرتی ہون"
چنانچہ آنحضرت صلعم نے اون سے شادی کر لی،

ابن سعد نے طبقات مین یہ روایت بھی کی ہے کہ حضرت جویریہؓ کے والد نے اونکا زرِ فدیہ
ادا کیا، اور جب وہ آزاد ہو گئین تو آنحضرتؐ نے اون سے نکاح کیا،

حضرت جویریہؓ سے جب آپ نے نکاح کیا تو تمام اسیرانِ جنگ جو اہلِ فوج کے حصہ مین
آگئے تھے، دفعۃً رہا کر دیے گئے، فوج نے کہا کہ جس خاندان مین رسول اللہ نے شادی کر لی وہ
غلام نہین ہو سکتا،[1]

حضرت عائشہؓ کہتی ہین کہ مین نے کسی عورت کو جویریہ سے بڑھکر اپنی قوم کے حق مین مبارک
نہین دیکھا اوکی سبب سے بنو مصطلق کے سیکڑون گھرانے آزاد کر دیے گئے،،

حضرت جویریہؓ کا نام برہ تھا آنحضرتؐ نے بدلکر جویریہ رکھا، کیونکہ اسمین بدفالی تھی،[2]

وفات | حضرت جویریہؓ نے ربیع الاول سنہ ۵۰ھ مین وفات پائی، اسوقت اونکا سن ۶۵ برس
کا تھا مروان نے نماز جنازہ پڑھائی اور جنۃ البقیع مین دفن ہوئین،

حلیہ | حضرت جویریہؓ خوبصورت اور موزون اندام تھین، حضرت عائشہؓ کہتی ہین،
کانت امرءۃ حلوۃ ملاحۃ لا یراھا احد الا اخذت بنفسہ[3]

---

[1] ابوداؤد کتاب العتاق، ص ۱۰۵ ج ۲، طبقات ۶۴ ج ۲ قسم ا صحیح مسلم ص ۱۶۱ ج ۲، [2] صحیح مسلم
ص ۲۳۱ ج ۲، [3] اسد الغابہ ص ۴۲۰ ج ۵،

فضل وکمال | آنحضرت صلعم سے چند حدیثین روایت کین ان سے حسب ذیل بزرگون نے نے حدیث سنی ہے، ابن عباسؓ، جابرؓ، ابن عمرؓ، عبید بن السباق، طفیل، ابو ایوب مراغیؒ، مجاہد، کریب، کلثوم بن مصطلق، عبداللہ بن شداد بن الہاد،

اخلاق | حضرت جویریہؓ زاہدانہ زندگی بسر کرتی تھین، ایک دن صبح کو مسجد مین دعا کر رہی تھین، آنحضرت صلعم گذرے، اور دیکھتے ہوئے چلے گئے، دوپہر کے قریب آئے تب بھی انکو اسی حالت مین پایا[1]،

جمعہ کے دن آنحضرتؐ انکے گھر آئے تو روزہ تھین، چونکہ آنحضرتؐ ایک روزہ رکھنا مکروہ سمجھتے تھے، حضرت جویریہؓ سے دریافت کیا کہ "کل روزہ رہی تھین"؟ بولین "نہین" فرمایا "تو کل رہو گی"؟ جواب ملا "نہین" ارشاد ہوا "تو پھر تم کو افطار کر لینا چاہیے[2]"

آنحضرتؐ کو ان سے محبت تھی اور انکے گھر آتے جاتے تھے، ایکمرتبہ آکر پوچھا کہ "کچھ کھانے کو ہے"؟ جواب ملا میری کنیز نے صدقہ کا گوشت دیا تھا وہی رکھا ہے، اسکے سوا اور کچھ نہین، فرمایا اسے اٹھا لاؤ کیونکہ صدقہ جسکو دیا گیا تھا اسکو پہونچ چکا[3]،

---

[1] صحیح ترمذی ص ۵۹۰ [2] صحیح بخاری ص ۲۶۶ ج ۱ [3] صحیح مسلم ص ۴۰۰ ج ۱،

(۹) حضرت ام حبیبہ رض

نام و نسب: رملہ نام، ام حبیبہ کنیت، سلسلۂ نسب یہ ہے۔ رملہ بنت ابی سفیان صخر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس، والدہ کا نام صفیہ بنت ابو العاص تھا جو حضرت عثمان رض کی حقیقی پھوپھی تھیں، حضرت ام حبیبہ رض آنحضرت صلعم کی بعثت سے ۱۷ سال پہلے پیدا ہوئیں[۱]،

نکاح: عبید اللہ بن جحش سے کہ حرب بن امیہ کے حلیف تھے، نکاح ہوا،

اسلام: اور انھیں کے ساتھ مسلمان ہوئیں اور حبش کو ہجرت کی، حبش میں جا کر عبید اللہ نے عیسائی مذہب اختیار کیا، ام حبیبہ رض سے بھی کہا لیکن وہ اسلام پر قائم رہیں، اختلافِ مذہب کی بنا پر عبید اللہ نے ان سے علیحدگی اختیار کی، اور اب وہ وقت آگیا کہ ان کو اسلام اور ہجرت کی فضیلت کے ساتھ ام المومنین بننے کا شرف بھی حاصل ہو،

عبید اللہ نے عیسائی ہوکر بالکل آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کی ایکدن سے نوشی کی حالت میں زمین پر گرے اور ساتھ ہی جام حیات بھی لبریز ہو گیا[۲]،

نکاح ثانی: عدت کے دن ختم ہوئے تو آنحضرت صلعم نے عمرو بن امیہ ضمری کو نجاشی کی خدمت میں بغرضِ نکاح بھیجا، جب وہ نجاشی کے پاس پہونچے تو اوس نے ام حبیبہ رض کو اپنی لونڈی ابرہہ کے ذریعہ سے پیغام دیا، کہ آنحضرت صلعم نے مجھکو تمھارے نکاح کے لیے لکھا ہے، اونھوں نے خالد بن سعید

---

[۱] اصابہ ص ۸۴ ج ۸ [۲] زرقانی ص ۲۷۶ ج ۳ بحوالہ ابن سعد،

اموی کو وکیل مقرر کیا، اور اس فرد کے صلہ مین ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور انگوٹھیان
دین، جب شام ہوئی تو نجاشی نے جعفر بن ابی طالب اور وہان کے مسلمانون کو جمع کرکے خود
نکاح پڑھایا اور آنحضرت صلعم کی طرف سے چار سو دینار مہر ادا کیا، نکاح کے بعد حضرت ام حبیبہؓ
جہاز مین بیٹھکر روانہ ہوئین، اور مدینہ کی بندرگاہ مین اوترین، آنحضرتؐ اسوقت خیبر مین تشریف
رکھتے تھے، یہ ۶ھ یا ۷ھ کا واقعہ ہے[1]، اسوقت حضرت ام حبیبہؓ کی عمر ۳۶-۳۷ سال کی تھی

حضرت ام حبیبہؓ کے نکاح کے متعلق مختلف روایتین ہین ہمنے جو روایت لی ہے مسند کی
ہے اور مشہور روایتون کے مطابق ہے، البتہ مہر کی تعداد مین کچھ غلطی معلوم ہوتی ہے، عام
روایت یہ ہے اور مسند مین بھی ہے کہ ازواج مطہرات اور صاحبزادیون کا مہر چار چار سو
درہم تھا، اس بنا پر چار سو دینار راوی کا سہو ہے۔ اس موقع پر ہمکو صحیح مسلم کی ایک روایت
کی تنقید کرنا ہے،

صحیح مسلم مین ہے کہ لوگ ابوسفیان کو نظر اٹھا کر دیکھنا اور انکے پاس بیٹھنا ناپسند کرتے تھے،
اس بنا پر انھون نے آنحضرتؐ سے ۳ چیزونکی درخواست کی، جن مین ایک یہ بھی تھی کہ ام حبیبہؓ
سے شادی کر لیجیے، آنحضرتؐ نے انکی یہ درخواست منظور فرمائی[2]، اس روایت سے معلوم
ہوتا ہے کہ ابوسفیان کے مسلمان ہونے کے وقت تک حضرت ام حبیبہؓ ازواج مطہرات
مین داخل نہین ہوئی تھین، لیکن یہ راوی کا وہم ہے، چنانچہ ابن سعد، ابن حزم، ابن
جوزی، ابن اثیر، بیہقی، اور عبدالعظیم منذری نے اسکے خلاف روایتین کی ہین، اور ابن سعد

---

[1] مسند ص ۴۲۷ ج ۶، [2] صحیح مسلم ص ۳۶۱ ج ۲

کے سوا سب نے اس روایت کی تردید کی ہے،

وفات | حضرت ام حبیبہؓ نے اپنے بھائی امیر معاویہ کے زمانۂ خلافت مین ۴۴ھ مین انتقال فرمایا، اور مدینہ مین دفن ہوئین، اسوقت ۷۳ برس کا سن تھا، قبر کے متعلق اسقدر معلوم ہی کہ جناب امیر علیہ السلام کے مکان مین تھی، امام زین العابدین علیہ السلام سے منقول ہی کہ ایکمرتبہ مین نے اپنے مکان کا ایک گوشہ کھدوایا تو ایک کتبہ برآمد ہوا جسمین لکھا تھا "یہ رملة بنت صخر کی قبر ہے" چنانچہ اُسکو مین نے اُسی جگہ رکھدیا،[1]

وفات کے قریب حضرت ام حبیبہؓ نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ام سلمہؓ کو اپنے پاس بلایا اور کہا مجھ مین اور تم مین وہ تعلقات تھے جو باہم سوکنون مین ہوتے ہین، چونکہ تم نے اس طرز کو پسند کیا تھا اسلیے مین نے بھی پسند کیا، حضرت عائشہؓ نے اُنکے لیے دعائے مغفرت کی تو بولین تمنے مجھکو خوش کیا خدا تم کو خوش کرے،[2]

اولاد | پہلے شوہر سے دو لڑکے پیدا ہوئے عبد اللہ اور حبیبہ، حبیبہ نے آغوش نبوت مین تربیت پائی، اور داؤد بن عروہ بن مسعود کو منسوب ہوئین، جو قبیلۂ ثقیف کے رئیس اعظم تھے،

حلیہ | خوبصورت تھین، صحیح مسلم مین خود ابو سفیانؓ کے زبانی منقول ہے،[3]

عندی احسن العرب واجملہ ام حبیبۃ: میرے پاس عرب کی حسین تر اور جمیل تر عورت موجود ہی،

فضل وکمال | حضرت ام حبیبہؓ سے حدیث کی کتابون مین ۶۵ روایتین منقول ہین، راویونکی تعداد بھی کم نہین، بعض کے نام یہ ہین، حبیبہؓ (دختر) معاویہؓ اور عتبہؓ پسران ابو سفیانؓ،

---

[1] استیعاب ص ۷۵۰ ج ۲۔ [2] اصابہ ص ۸۵ ج ۸ بحوالۂ ابن سعد [3] صحیح مسلم ص ۳۴۱ ج ۲

عبداللہ بن عتبہؓ، ابو سفیان بن سعید ثقفی (خواہرزادہ)، سالم بن سوار (مولا)، ابو الجراح، صفیہ بنت شیبہ، زینب بنت ام سلمہؓ، عروہ بن زبیرؓ، ابو صالح السمان، شہر بن حوشب،

اخلاق — حضرت ام حبیبہؓ کے جوش ایمان کا یہ منظر قابل دید ہے کہ فتح مکہ سے قبل جب ان کے باپ (ابو سفیان) کفر کی حالت میں آنحضرت کے پاس مدینہ آئے، اور انکے گھر گئے تو آنحضرت کے بچھونے پر بیٹھنا چاہتے تھے حضرت ام حبیبہ نے یہ دیکھکر بچھونا الٹ دیا، ابو سفیانؓ سخت برہم ہوئے کہ بچھونا اسقدر عزیز ہے! بولیں یہ آنحضرت صلعم کا فرش ہے، اور آپ مشرک ہیں اور اس بنا پر ناپاک ہیں، ابو سفیانؓ نے کہا کہ تو میرے پیچھے بہت بگڑ گئی،[1]

حدیث پر شدت سے عمل کرتی تھیں، اور دوسرون کو بھی اسکی تاکید کرتی تھیں، انکے بھانجے ابو سفیان بن سعید بن المغیرہ آئے اور انھون نے ستو کھا کر کلی کی تو بولیں تمکو وضو کرنا چاہیئے کیونکہ آنحضرت کا حکم ہے کہ جس چیز کو آگ پکادے اس کے استعمال سے وضو لازم آتا ہے،[2]

ابو سفیان کا انتقال ہوا تو خوشبو منگا کر رخسارون پر ملی اور کہا آنحضرت صلعم کا حکم ہے کہ کسی پر ۳ دن سے زیادہ غم نہ کیا جائے، البتہ شوہر کے لیے ۴ مہینہ دس دن سوگ کرنا چاہیئے،[3]

آنحضرت صلعم سے انھون نے سنا تھا کہ جو شخص ۱۲ رکعت روزانہ نفل پڑھے گا اسکے لیے جنت میں گھر بنایا جائیگا، فرماتی ہیں فما برحت اصلیھن بعد! مین انکو ہمیشہ پڑھتی ہون، اسکا یہ اثر ہوا کہ انکے شاگرد اور بھائی عتبہ اور عتبہ کے شاگرد عمرو بن اوس اور عمرو کے شاگرد نعمان بن سالم سب اپنے اپنے زمانہ مین برابر یہ نمازین پڑھتے تھے،[4]

---

[1] اصابہ ص ۸۵ ج ۸ بحوالہ ابن سعد [2] مسند ص ۳۲۶ ج ۶ [3] صحیح بخاری ص ۸۰۳ ج ۲ [4] ایضاً ص ۳۲۷،

فطرتاً نیک مزاج تھین، ایکمرتبہ آنحضرتؐ سے کہا میری بہن سے آپ نکاح کرلیجیے، فرمایا "کیا تمھین یہ منظور ہے"؟ بولین "کیا مضائقہ ہے! مین اور کسی بہن کو بھلائی مین دیکھنے سے مانع نہین ہونا چاہتی"[1]

[1] صحیح بخاری ص ۷۶۴، ج ۲،

(۱۰) حضرت میمونہؓ

نام ونسب | میمونہ نام، قبیلۂ قریش سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہے، میمونہ بنت حارث بن حزن بن بجیر بن ہزم بن رویبۃ بن عبداللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن بن منصور بن عکرمۃ بن خصفۃ بن قیس بن عیلان بن مضر، والدہ قبیلۂ حمیر سے تھین ان کا نام ونسب حسب ذیل ہے،

ہند بنت عوف بن زہیر بن حارث بن حماطۃ بن جرش،

نکاح | پہلے مسعود بن عمرو بن عمیر ثقفی سے نکاح ہوا[1]، لیکن کسی وجہ سے علیحدگی اختیار کرنی پڑی، پھر ابورہم بن عبدالعزی کے نکاح مین آئین، ابورہم نے ؁ھ مین وفات پائی تو لوگون نے آنحضرت صلعم سے انتساب کی کوشش کی،

آنحضرت صلعم ذوالقعدہ ؁ھ مین عمرہ کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے تھے، اسی احرام کی حالت مین حضرت میمونہؓ سے نکاح ہوا[2]، حضرت عباس نکاح کے متولی ہوئے[3] تھے، آنحضرت صلعم عمرہ سے فارغ ہوکر جب مدینہ واپس ہوئے تو سرف مین جو مدینہ کے راستہ پر مکہ سے ۱۰ میل[4] ہے قیام فرمایا، ابورافع (آنحضرت صلعم کے غلام) حضرت میمونہؓ کو لیکر سرف پہونچے اور یہین رسم عروسی ادا ہوئی[5]، یہ آنحضرت صلعم کا آخری نکاح تھا[6]، اور حضرت میمونہؓ سب سے

---

[1] زرقانی ص ۲۰۰ ج ۳ [2] صحیح بخاری ص ۶۱۱ ج ۲ [3] نسائی ص ۵۱۲ [4] تہذیب ص ۴۵۳ ج ۱۲،
[5] ابن سعد ص ۹۸ ج ۲ قسم اول [6] ذیل المذیل طبری ص ۲۴۵۳ ج ۱۳،

آخری بیوی تھین،

وفات | یہ عجیب اتفاق ہے کہ مقام سرف مین اونکا نکاح ہوا تھا، اور سرف ہی مین اونھون نے انتقال بھی کیا[۱]، حضرت ابن عباسؓ نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور قبر مین اُتارا، صحاح مین ہے کہ جب اونکا جنازہ اوٹھایا گیا تو حضرت ابن عباسؓ نے کہا "یہ رسول اللہ صلعم کی بیوی ہین جنازہ کو زیادہ حرکت ندو، با ادب آہستہ سے چلو"[۲]، سالِ وفات کے متعلق اگرچہ اختلاف ہے لیکن صحیح یہ ہے کہ اونھون نے ۵۱ھ مین وفات پائی،

فضل وکمال | حضرت میمونہؓ سے (۴۶) حدیثین مروی ہین، جنمین بعض سے انکی فقہ دانی کا پتہ چلتا ہے،

ایکمرتبہ حضرت ابن عباسؓ پراگندہ مو آئے تو کہا بیٹا! اسکا کیا سبب ہے؟ جواب دیا ام عمار نسوانی امراض مین مبتلا ہے، وہی میرے کنگھا کرتی تھی، بولین کیا خوب! آنحضرت صلعم ہماری گود مین سر رکھکر لیٹتے اور قرآن پڑھتے تھے اور ہم اسی حالت مین ہوتے تھے، اسی طرح ہم چٹائی اُٹھا کر مسجد مین رکھ آتے تھے، بیٹا! کہین ہاتھ مین بھی مرض ہوتا ہے؟[۳]

حضرت میمونہؓ سے جن بزرگون نے روایت کی ہے، اسکے نام یہ ہین،

حضرت ابن عباسؓ، عبداللہؓ بن شداد بن الہاد، عبدالرحمان بن السائب، یزید بن اصم، (یہ سب انکے بھانجے تھے) عبید اللہ الخولانی (ربیب تھے) ندبہ (کنیز تھین) عطاء بن یسار، سلیمان بن یسار (غلام تھے) ابراہیم بن عبداللہ بن معبد بن عباس، کریب (ابن عباس کے

[۱] صحیح بخاری ص ۱۱۱ ج ۲ و مسند ابن حنبل ص ۳۳۲ ج ۶ [۲] صحیح بخاری ص ۷۵۸ ج ۲ [۳] مسند ج ۶ ص ۳۳۱

غلام، عبیدہ بن سباق، عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ، عالیہ بنت سبیع،

اخلاق | حضرت عائشہؓ فرماتی ہین[1]،

انھا کانت من اتقانا للہ واوصلنا للرحم — میمونہ خدا سے بہت ڈرتی اور صلہ رحمی کرتی تھین،

احکام نبوی کی تعمیل ہر وقت پیش نظر رہتی تھی، ایکدفعہ انکی کنیز بدیہ ابن عباسؓ کے گھر گئی تو دیکھا کہ میان بیوی کے بچھونے دُور دُور بچھے ہین، خیال ہوا کہ شاید کچھ رنجش ہو گئی ہے لیکن دریافت سے معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ امراض نسوانی کی حالت مین اپنا بستر الگ کر لیتے ہین، آکر حضرت میمونہؓ سے بیان کیا تو بولین انسے جا کر کہو کہ رسول اللہ کے طریقہ سے اسقدر کیون اعراض ہے؟ آپ برابر ہم لوگون کے بچھونون پر آرام فرماتے تھے[2]،

ایک عورت بیمار پڑی تو اسنے منت مانی تھی کہ شفا ہونے پر بیت المقدس جا کر نماز پڑھیگی خدا کی شان وہ اچھی ہو گئی اور سفر کی تیاریان شروع کین، جب رخصت ہونے کے لیے حضرت میمونہؓ کے پاس آئی، تو بولین تم یہین رہو اور مسجد نبوی مین نماز پڑھ لو، کیونکہ یہان نماز پڑھنے کا ثواب دوسری مسجدون کے ثواب سے ہزار گنا زیادہ ہے[3]،

حضرت میمونہؓ کو غلام آزاد کرنے کا شوق تھا، ایک لونڈی کو آزاد کیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمکو اس مین بڑا ثواب ملا[4]،

حضرت میمونہؓ کبھی کبھی قرض لیتی تھین، ایکدفعہ زیادہ قرض لیا تو کسی نے کہا آپ اسکو کسطرح ادا کرینگی؟ فرمایا آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ جو شخص ادا کرنیکی نیت رکھتا ہے خدا خود اسکا قرض ادا کر دیتا ہے[5]،

---

[1] اصابہ ص ۱۹۲ ج ۸ بحوالہ ابن سعد [2] مسند ص ۳۳۲ ج ۶ [3] ایضاً ص ۳۳۳ [4] ایضاً ص ۳۳۲، [5] ایضاً،

(۱۱) حضرت صفیہؓ

نام و نسب | اصلی نام زینب تھا، لیکن چونکہ وہ جنگ خیبر مین خاص آنحضرت صلعم کے حصہ مین آئی تھین، اور عرب مین مال غنیمت کے ایسے حصہ کو جو امام یا بادشاہ کے لیے مخصوص ہوتا تھا صفیہ کہتے تھے، اسلیے وہ بھی صفیہ کے نام سے مشہور ہوگئین، یہ زرقانی کی روایت ہے،

حضرت صفیہؓ کو باپ اور ماں دونوں کی جانب سے سیادت حاصل تھی، باپ کا نام حیی بن اخطب تھا جو قبیلہ بنو نضیر کا سردار تھا، اور حضرت ہارون علیہ السلام کی نسل مین شمار ہوتا تھا، ماں جسکا نام ضرد تھا سموال رئیس قریظہ کی بیٹی تھی، اور یہ دونوں خاندان (قریظہ اور نضیر) بنو اسرائیل کے اون تمام قبائل سے ممتاز سمجھے جاتے تھے، جنہون نے زمانۂ دراز سے عرب کے شمالی حصون مین سکونت اختیار کر لی تھی،

نکاح | حضرت صفیہؓ کی شادی پہلے سلام بن مشکم القرظی سے ہوئی تھی، سلام نے طلاق دی تو کنانہ ابن ابی الحقیق کے نکاح مین آئین، جو ابو رافع تاجر حجاز اور رئیس خیبر کا بھتیجا تھا، کنانہ جنگ خیبر مین مقتول ہوا، حضرت صفیہؓ کے باپ اور بھائی بھی کام آئے اور خود بھی گرفتار ہوئین، جب خیبر کے تمام قیدی جمع کیے گئے تو دحیہ کلبی نے آنحضرت صلعم سے ایک لونڈی کی درخواست کی، آنحضرت صلعم نے انتخاب کرنے کی اجازت دی، اونھون نے حضرت صفیہؓ کو منتخب کیا، لیکن ایک صحابی نے آپ کی خدمت مین آکر عرض کی کہ آپ نے

رئیسۂ بنونضیر و قریظہ کو دحیہ کو دیدیا، وہ تو صرف آپ کے لیے سزاوار ہے مقصود یہ تھا کہ رئیسۂ عرب کے ساتھ عام عورتون کا سا برتاؤ مناسب نہین چنانچہ حضرت دحیہؓ کو آپ نے دوسری لونڈی عنایت فرمائی، اور صفیہؓ کو آزاد کرکے نکاح کرلیا[۱]، خیبر سے روانہ ہوئے تو مقام صہبا مین رسم عروسی ادا کی، اور جو کچھ سامان لوگون کے پاس تھا، اوسکو جمع کرکے دعوت ولیمہ فرمائی، وہان سے روانہ ہوئے تو آپ نے اونکو خود اپنے اونٹ پر سوار کرلیا، اور اپنی عبا سے اون پر پردہ کیا، یہ گویا اس بات کا اعلان تھا کہ وہ ازواج مطہراؓ مین داخل ہوگئین،

عام حالات حضرت صفیہؓ کے مشہور واقعات مین حج کا سفر ہے جو اونھون نے سنہ ۱۰ھ مین آنحضرت صلعم کے ساتھ کیا تھا،

حضرت عثمان رضہ کے ایام محاصرہ مین، جو سنہ ۳۵ھ مین ہوا تھا، حضرت صفیہؓ نے اونکی بے حد مدد کی تھی، جب حضرت عثمانؓ پر ضروریات زندگی مسدود کردی گئین اور اونکے مکان پر پہرہ بٹھا دیا گیا، تو وہ خود خچر پر سوار ہوکر اونکے مکان کی طرف چلین، غلام ساتھ تھا، اشتر کی نظر پڑی تو اونھون نے آکر خچر کو مارنا شروع کیا، حضرت صفیہؓ نے کہا مجھکو ذلیل ہونے کی ضرورت نہین مین واپس جاتی ہون، تم خچر کو چھوڑ دو، گھر واپس آئین تو حضرت امام حسن علیہ السلام کو اس خدمت پر مامور کیا، وہ اونکے مکان سے حضرت عثمانؓ کے پاس کھانا اور پانی لیجاتے تھے[۲]

---

[۱] صحیح بخاری کتاب الصلوٰۃ باب ما یذکر فی الفخذ صحیح مسلم ص ۴۶۸ ج ۱ [۲] اصابہ ص ۲۷ ج ۸ بحوالہ ابن سعد،

وفات | حضرت صفیہؓ نے رمضان ۵۰ھ میں وفات پائی، اور جنتہ البقیع مین دفن ہوئین، اسوقت اونکی عمر ۶۰ سال کی تھی، ایک لاکھ ترکہ چھوڑا، اور ایک ثلث کی اپنے ایک یہودی بھانجے کے لیے وصیت کر گئین[1]،

حلیہ | کوتاہ قامت اور حسین تھین[2]،

فضل وکمال | حضرت صفیہؓ سے چند حدیثین مروی ہین، جنکو امام زین العابدین علیہ السلام اسحاق بن عبداللہ بن حارث، مسلم بن صفوان، کنانہ اور یزید بن معتب وغیرہ نے روایت کیا ہے،

دیگر ازواج کی طرح حضرت صفیہؓ بھی اپنے زمانہ مین علم کا مرکز تھین، چنانچہ جب صہیرۃ بنت جیفر حج کرکے حضرت صفیہؓ کے پاس مدینہ آئین تو کوفہ کی بہت سی عورتین مسائل دریافت کرنے کی غرض سے بیٹھی ہوئی تھین، صہیرہ کا بھی یہی مقصد تھا اسلیے انھون نے کوفہ کی عورتون سے سوال کرائے ایک فتوے نبیذ کے متعلق تھا، حضرت صفیہؓ نے سُنا تو بولین اہل عراق اس مسئلہ کو اکثر پوچھتے ہین[3]،

اخلاق | حضرت صفیہؓ مین بہت سے محاسن اخلاق جمع تھے، اسد الغابہ مین ہے[4]،

کانت عاقلۃ من عقلاء النساء، | وہ نہایت عاقلہ تھین،

زرقانی مین ہے[5]،

کانت صفیۃ عاقلۃ حلیمۃ فاضلۃ، | یعنے صفیہ عاقل، فاضل، اور حلیم تھین،

[1] زرقانی ص ۲۹۶ ج ۳، [2] صحیح مسلم ص ۵۴۸ ج ۱، [3] مسند ص ۳۳۷ ج ۲ [4] اسد الغابہ ص ۴۹۰ ج ۵، [5] زرقانی ص ۲۹۶ ج ۳،

حلم وتحمل اونکے باب فضائل کا نہایت جلی عنوان ہے، غزوۂ خیبر مین جب وہ اپنی بہن کے ساتھ گرفتار ہوکر آرہی تھین تو انکی بہن یہودیون کی لاشون کو دیکھکر چیخ اوٹھتی تھی حضرت صفیہؓ اپنے محبوب شوہر کی لاش سے قریب ہوکر گذرین، لیکن اب بھی اوسی طرح پیکر متانت تھین، اور اونکی جبین تحمل پر کسی قسم کی شکن نہین آئی،

ایکمرتبہ حضرت حفصہؓ نے انکو یہودیہ کہا، انکو معلوم ہوا تو رونے لگین،

حضرت صفیہؓ کے پاس ایک کنیز تھی جو حضرت عمرؓ سے جاکر اونکی شکایت کیا کرتی تھی چنانچہ ایک دن کہا کہ اون مین یہودیت کا اثر آج تک باقی ہے، وہ یوم السبت کو اچھا سمجھتی ہین اور یہودیون کے ساتھ صلہ رحمی کرتی ہین، حضرت عمرؓ نے تصدیق کے لیے ایک شخص کو بھیجا، حضرت صفیہؓ نے جواب دیا کہ یوم السبت کو اچھا سمجھنے کی کوئی ضرورت نہین اوسکے بدلے خدا نے ہمکو جمعہ کا دن عنایت فرمایا ہے، البتہ مین یہود کے ساتھ صلۂ رحمی کرتی ہون، وہ میرے خویش اور اقارب ہین، اسکے بعد لونڈی کو بلا کر پوچھا کہ تو نے میری شکایت کی تھی؟ بولی" ہان مجھکو شیطان نے بہکا دیا تھا" حضرت صفیہؓ خاموش ہوگئین اور اوسکو آزاد کردیا،[۱]

حضرت صفیہؓ کو آنحضرت صلعم سے نہایت محبت تھی، چنانچہ جب آپ علیل ہوے تو نہایت حسرت سے بولین" کاش! آپ کی بیاری مجھکو ہوجاتی،" ازواج نے اونکی طرف دیکھنا شروع کیا تو آنحضرت صلعم نے فرمایا" یہ سچ کہہ رہی ہین"[۲] یعنے اسمین تصنع کا شائبہ نہین ہے،

---

[۱] اصابہ ص ۱۲۷ ج ۸، [۲] زرقانی ص ۲۹۶ ج ۳ بحوالہ ابن سعد،

آنحضرت صلعم کو بھی ان کے ساتھ نہایت محبت تھی، اور ہر موقع پر اونکی دلجوئی فرماتے تھے، ایک بار آپ سفر مین تھے، ازواج مطہراتؓ بھی ساتھ تھین، حضرت صفیہؓ کا اونٹ سو ءِ اتفاق سے بیمار ہوگیا، حضرت زینبؓ کے پاس ضرورت سے زیادہ اونٹ تھے، آپ نے اُنسے کہا کہ ایک اونٹ صفیہ کو دیدو، انھون نے کہا کیا مین اوس یہودیہ کو اپنا اونٹ دون؟ اسپر آنحضرت صلعم اون سے اسقدر ناراض ہوئے کہ دو مہینے تک اونکے پاس نہ گئے[1]، ایکمرتبہ حضرت عائشہؓ نے اونکے قدوقامت کی نسبت چند جملے کہے تو آنحضرت صلعم نے فرمایا تمنے یہ ایسی بات کہی کہ اگر سمندر مین چھوڑدی جائے تو اوس مین ملجائے[2]، (یعنی سمندر کو بھی گدلا کرسکتی ہے)

ایک بار آپ حضرت صفیہؓ کے پاس تشریف لے گئے، دیکھا کہ رو رہی ہین، آپ نے رونے کی وجہ پوچھی، اونھون نے کہا کہ عائشہؓ اور زینبؓ کہتی ہین کہ "ہم تمام ازواج مین افضل ہین، ہم آپ کی زوجہ ہونے کے ساتھ آپ کی چچازاد بہن بھی ہین" آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ کیون نہ کہدیا کہ "ہارونؑ میرے باپ موسیٰؑ میرے چچا، اور محمد صلعم میرے شوہر ہین، اس لیے تم لوگ کیونکر مجھ سے افضل ہوسکتی ہو؟"[3]

سفر حج مین حضرت صفیہؓ کا اونٹ بیٹھ گیا تھا، اور وہ سب سے پیچھے رہ گئی تھین، آنحضرت صلعم اودھر سے گذرے تو دیکھا کہ زار وقطار رو رہی ہین، آپ نے روا، اور دست مبارک سے اونکے آنسو پونچھے، آپ آنسو پونچھتے جاتے تھے اور وہ

---

[1] اصابہ ص ۱۲۶ ج ۸ بحوالہ ابن سعد، [2] ابوداؤد ص ۱۹۳ ج ۲ [3] صحیح ترمذی ص ۶۳۹،

بے اختیار روتی جاتی تھین[1]،

حضرت صفیہؓ سیر چشم اور فیاض واقع ہوئی تھین، چنانچہ جب وہ ام المومنین بنکر مدینہ مین آئین تو حضرت فاطمہؓ اور ازواج مطہرات کو اپنی سونے کی بجلیان تقسیم کین[2]،

کھانا نہایت عمدہ پکاتی تھین، اور آنحضرت صلعم کے پاس تحفۃً بھیجا کرتی تھین، حضرت عائشہؓ کے گھر مین آنحضرت صلعم کے پاس اونھون نے پیالہ مین جو کھانا بھیجا تھا، اوسکا ذکر بخاری اور نسائی وغیرہ مین آیا ہے،

[1] زرقانی ج ۳ ص ۲۹۶، [2] ایضاً،

(۱۳) حضرت زینبؓ

نام ونسب | آنحضرت صلعم کی سب سے بڑی صاحبزادی ہین، بعثت سے دس برس پہلے جب آنحضرت صلعم کی عمر ۳۰ سال کی تھی پیدا ہوئین،

نکاح | ابوالعاص بن ربیع لقیط سے جو حضرت زینبؓ کے خالہ زاد بھائی تھے، نکاح ہوا،

عام حالات | نبوت کے تیرہوین سال جب آنحضرت صلعم نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرمائی تو اہل و عیال مکہ ہین رہ گئے تھے، حضرت زینبؓ بھی اپنی سسرال مین تھین، غزوۂ بدر مین ابوالعاص کفار کی طرف سے شریک ہوے تھے، عبداللہ بن جبیر انصاری نے انکو گرفتار کیا، اور وہ اس شرط پر رہا کیے گئے کہ مکہ جاکر حضرت زینبؓ کو بھیجدین گے،

ابوالعاص نے مکہ جاکر، اون کو اپنے چھوٹے بھائی کنانہ کے ساتھ مدینہ کی طرف روانہ کیا[1] چونکہ کفار کے تعرض کا خوف تھا کنانہ نے ہتھیار ساتھ لے لیے تھے، مقام ذی طوی مین پہونچے تو قریش کے چند آدمیون نے تعاقب کیا، ہبار بن اسود نے حضرت زینبؓ کو نیزہ سے زمین پر گرادیا، وہ حاملہ تھین حمل ساقط ہوگیا، کنانہ نے ترکش سے تیر نکالے اور کہا کہ اب اگر کوئی قریب آیا تو ان تیرون کا نشانہ ہوگا، لوگ ہٹ گئے، تو ابوسفیان سرداران قریش کے ساتھ آیا، اور کہا "تیر روک لو ہمکو کچھ گفتگو کرنی ہے" اونھون نے تیر ترکش مین ڈال دیے ابوسفیان نے

[1] طبقات ص ۲۰ ج ۸

کہا محمدؐ کے ہاتھ سے جو مصیبتین پہونچی ہین تمکو معلوم ہین، اب اگر تم علانیہ انکی لڑکی کو ہمارے قبضہ سے نکال لے گئے تو لوگ کہین گے کہ ہماری کمزوری ہے، ہمکو زینبؓ کے روکنے کی ضرورت نہین جب شور و ہنگامہ کم ہو جائے اوسوقت چپکے چوری لیجانا، کنانہ نے یہ راے تسلیم کی اور حضرت زینبؓ کو لیکر مکہ واپس آئے، چند روز کے بعد اونکو رات کے وقت لیکر روانہ ہوے، زید بن حارثہؓ کو آنحضرت صلعم نے پہلے سے بھیجدیا تھا، وہ بطن یاجج مین تھے، کنانہ نے زینبؓ کو اونکے حوالہ کیا، وہ اونکو لیکر روانہ ہوگئے[1]

حضرت زینبؓ مدینہ مین آئین، اور اپنے شوہر ابو العاص کو حالتِ شرک مین چھوڑا، جمادی الاول سنہ ۶ھ مین ابو العاص، قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوے، آنحضرت صلعم نے حضرت زیدؓ بن حارثہ کو ۷۰ اسوارون کے ساتھ بھیجا، مقام عیص مین قافلہ ملا، کچھ لوگ گرفتار کیے گئے، اور مال واسباب لوٹ مین آیا، انہی مین ابو العاص بھی تھے ابو العاص آئے تو حضرت زینبؓ نے اونکو پناہ دی، اور اونکی سفارش سے آنحضرت صلعم نے اونکا مال بھی واپس کرا دیا، ابو العاص نے مکہ جاکر لوگونکی امانتین حوالے کین، اور اسلام لائے اسلام لانے کے بعد ہجرت کرکے مدینہ مین آئے، حضرت زینبؓ نے اونکو حالتِ شرک مین چھوڑا تھا، اسلیے دونون مین باہم تفریق ہوگئی تھی، وہ مدینہ آئے تو حضرت زینبؓ دوبارہ اونکے نکاح مین آئین، ترمذی وغیرہ مین حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ کوئی جدید نکاح نہین ہوا، لیکن دوسری روایت مین تجدید نکاح کی تصریح ہی، حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کو اگرچہ اسناد کے لحاظ سے دوسری روایت پر ترجیح ہے، لیکن فقہا نے دوسری صورت پر عمل کیا ہے[2]

[1] زرقانی ج ۳ص۲۲۳،

اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ کی روایت کی یہ تاویل کی ہے کہ نکاحِ جدید کے مہر اور شرائط وغیرہ مین کسی قسم کا تغیر نہوا ہوگا، اسی لیے حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے اوسکو نکاح اول سے تعبیر کیا ورنہ بعد تفریق نکاحِ ثانی ضروری ہے،

ابوالعاص نے حضرت زینبؓ کے ساتھ نہایت شریفانہ برتاؤ کیا، اور آنحضرت صلعم نے اونکے شریفانہ تعلقات کی تعریف کی[1]

وفات | نکاح جدید کے بعد حضرت زینبؓ بہت کم زندہ رہین، اور سنہ ۸ھ مین اونھون نے انتقال کیا، حضرت ام ایمنؓ، حضرت سودہؓ، حضرت ام سلمہؓ، اور ام عطیہؓ نے غسل دیا، جسکا طریقہ خود آنحضرت صلعم نے بتلایا تھا، آنحضرت صلعم نے نمازِ جنازہ پڑہائی، خود قبر مین اترے، اور اپنے نور دیدہ کو خاک کے سپرد کیا، اسوقت چہرہ مبارک پر حزن وملال کے آثار نمایان تھے[2]

اولاد | حضرت زینبؓ نے دو اولاد چھوڑی، علی اور امامہؓ، علی کی نسبت ایک روایت ہی کہ بچپن مین وفات پائی لیکن عام روایت یہ ہے کہ سن رشد کو پہونچے، ابن عساکر نے لکھا ہے کہ یرموک کے معرکہ مین شہادت پائی، فتح مکہ مین یہی آنحضرتؐ کے ردیف تھے، امامہؓ عرصہ تک زندہ رہین، اونکا حال آگے آئیگا،

اخلاق وعادات | آنحضرت صلعم اور اپنے شوہر سے بہت محبت کرتی تھین، کپڑے قیمتی پہننے کی شائق تھین[3]، حضرت انسؓ نے انکو ریشمی چادر اوڑھے دیکھا تھا جسپر زرد دہاریان پڑی ہوئی تھین[4]،

---

[1] طبقات ابن سعد ص ۲۲ ج ۸ و ص ۶۳ ج ۲ قسم اول زرقانی ص ۱۰۸ ج ۳ و سنن ابوداؤد ص ۲۲۲ ج ۱، [2] طبقات ص ۲۴ ج ۸ و صحیح بخاری ص ۱۶۷ ج ۱ و صحیح مسلم ص ۳۴۶ ج ۱ [illegible] ج ۵، [3] استیعاب ص ۷۵۳ ج ۲،
[4] طبقات ص ۲۲ ج ۸،

(۱۳) حضرت رقیہؓ

نام ونسب | مشہور روایت کے مطابق یہ رسول اللہ صلعم کی دوسری صاحبزادی ہین جو ۳۳ سنہ قبل نبوت مین پیدا ہوئین،

نکاح | پہلے **ابولہب** کے بیٹے (عتبہ) سے شادی ہوئی، یہ قبل نبوت کا واقعہ ہے، آنحضرت صلعم کی دوسری صاحبزادی، ام کلثوم رض کی شادی بھی ابولہب کے دوسرے لڑکے عتیبہ سے ہوئی تھی،

اسلام | جب آنحضرت صلعم کی بعثت ہوئی، اور آپ نے دعوت اسلام کا اظہار کیا تو **ابولہب** نے بیٹون کو جمع کر کے کہا "اگر تم محمد کی بیٹیون سے علٰحدگی اختیار نہین کرتے تو تمھارے ساتھ میرا اٹھنا بیٹھنا حرام ہے"، دونون فرزندون نے باپ کے حکم کی تعمیل کی، آنحضرت صلعم نے حضرت رقیہؓ کی شادی حضرت عثمان سے کردی،

عام حالات | نبوت کے پانچوین سال حضرت عثمانؓ نے حبش کی طرف ہجرت کی، حضرت رقیہؓ بھی ساتھ گئین، جب واپس آئین، تو مکہ کی سرزمین پہلے سے زیادہ خونخوار تھی، چنانچہ دوبارہ ہجرت کی، مدت تک آنحضرت صلعم کو اونکا کچھ حال معلوم نہوا، ایک عورت نے آکر خبر دی کہ "مین نے ان دونون کو دیکھا ہے"، آنحضرت صلعم نے دعا دی اور فرمایا کہ ابراہیمؑ اور لوطؑ کے بعد عثمان پہلے شخص ہین جنھون نے بی بی کو لیکر ہجرت کی ہے،

اس مرتبہ حبش مین زیادہ عرصہ تک مقیم رہین جب یہ خبر پہونچی کہ آنحضرت صلعم مدینہ

منورہ کی طرف ہجرت کرنے والے ہین، تو چند بزرگ جنمین حضرت عثمانؓ اور حضرت رقیہؓ بھی تھین،
مکہ آئے اور آنحضرت صلعم کی اجازت سے مدینہ منورہ کو ہجرت کی، جہان انھون نے حضرت
حسانؓ کے بھائی اوس بن ثابت کے گھر مین قیام لیا،

وفات سنہ ۲ھ مین جو غزوہ بدر کا سال تھا حضرت رقیہؓ کے دانے نکلے اور نہایت سخت تکلیف
ہوئی، آنحضرت صلعم اس زمانہ مین بدر کی تیاریان کر رہے تھے، غزوہ کو روانہ ہوے، تو حضرت
عثمانؓ کو تیمارداری کے لیے چھوڑ دیا، عین اوسی دن جس روز زید بن حارثہؓ نے مدینہ مین آکر
فتح کا مژدہ سنایا، حضرت رقیہؓ نے وفات پائی، آنحضرت صلعم غزوہ کی وجہ سے اونکے جنازہ
مین شریک نہو سکے لیکن جب واپس آئے اور اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو نہایت رنجیدہ
ہوکر قبر پر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا "عثمان بن مظعون پہلے جا چکے، اب تم بھی اُنکے پاس
چلی جاؤ،" اس فقرہ نے عورتون مین کہرام برپا کر دیا، حضرت عمرؓ کوڑہ لیکر مارنے کے لیے اُٹھے
آپ نے ہاتھ پکڑ لیا اور فرمایا "رونے مین کچھ حرج نہین لیکن نوحہ وبین شیطانی حرکت ہے
اس سے قطعاً بچنا چاہیے" سیدۂ عالم (جناب فاطمہؓ) بھی بارگاہِ نبوی مین حاضر ہوئین، وہ قبر
کے پاس بیٹھکر روتی جاتی تھین اور آنحضرت صلعم کپڑے سے اُنکے آنسو پونچھتے جاتے تھے،

اولاد حبش کے زمانۂ قیام مین ایک لڑکا پیدا ہوا تھا، جسکا نام عبد اللہ تھا حضرت عثمانؓ
کی کنیت ابو عبد اللہ اسی کے نام پر تھی، ۲ سال تک زندہ رہا، اکبر تبہ ایک مرغ نے اوسکے چہرہ
پر چونچ ماری اور جان بحق تسلیم ہوگیا، یہ جمادی الاولی سنہ ۴ھ کا واقعہ ہے، عبد اللہ کے

سلہ بخاری ص ۲۴۴ ج ۱،

بعد حضرت رقیہؓ کے کوئی اولاد نہین ہوئی،

حلیہ | حضرت رقیہؓ خوبرو اور موزون اندام تھین، زرقانی مین ہے[1]،

كانت بارعة الجمال — وہ نہایت جمیل تھین،

[1] دیکھو استیعاب ص ۷۴۴ ج ۲ و طبقات ص ۲۴ ج ۸ و ۱۶۱ ج ۱ قسم ۱ و اسد الغابہ ص ۴۵۶ و ۵۰ ج ۵ و سیرت ابن ہشام ص ۲۶۳ ج ۲ و زرقانی ص ۲۲۶ ج ۳،

(۱۴) حضرت ام کلثومؓ

نام ونسب | یہ تیسری صاحبزادی ہین، اور کنیت ہی کے ساتھ مشہور ہین،

نکاح | سنہ ۳ھ مین جب حضرت رقیہؓ کا انتقال ہوا تو ربیع الاول مین حضرت عثمانؓ نے حضرت ام کلثومؓ کے ساتھ نکاح کر لیا، بخاری مین ہے کہ جب حضرت حفصہؓ بیوہ ہوئین تو حضرت عمرؓ نے حضرت عثمانؓ کے ساتھ نکاح کا پیغام دیا، حضرت عثمانؓ نے تامل کیا، لیکن دوسری روایتون مین ہے کہ جب آنحضرت صلعم کو یہ خبر معلوم ہوئی تو آپ نے حضرت عمرؓ سے کہا "مین تمکو عثمانؓ سے بہتر شخص کا پتہ دیتا ہون، اور عثمانؓ کے لیے تم سے بہتر شخص ڈھونڈھتا ہون، تم اپنی لڑکی کی شادی مجھ سے کردو، اور مین اپنی لڑکی کی شادی عثمان سے کردیتا ہون" بہرحال نکاح ہوا، اور نکاح کے بعد حضرت ام کلثومؓ ۶ برس تک حضرت عثمانؓ کے ساتھ رہین،

وفات | شعبان سنہ ۹ھ مین وفات پائی، آنحضرت صلعم کو سخت صدمہ ہوا، قبر پر بیٹھے تو آنکھون سے آنسو جاری تھے، آپ نے نماز جنازہ پڑھائی اور حضرت ابوطلحہؓ، حضرت علی علیہ السّلام، فضل بن عباسؓ اور اسامہؓ بن زید نے قبر مین اتارا[1]

اولاد | کوئی اولاد نہین ہوئی،

---

[1] طبقات ص ۲۶ و ۲۵ ج ۸ و صحیح بخاری ص ۱۷۱ ج ۱،

(۱۵) حضرت فاطمہؓ

نام و نسب فاطمہ نام، زہرا لقب تھا، آنحضرت صلعم کی صاحبزادیون مین سب سے کم سن تھین، سن ولادت مین اختلاف ہے، ایک روایت ہے کہ سنہ ۱ بعثت مین پیدا ہوئین۔ ابن اسحاق نے لکھا ہے کہ ابراہیم کے علاوہ آنحضرت صلعم کی تمام اولاد قبل نبوت پیدا ہوئی، آپ کی بعثت چالیس سال کی عمر مین ہوئی تھی اس بنا پر بعضون نے دونون روایتون مین یہ تطبیق دی ہے کہ سنہ بعثت کے آغاز مین حضرت فاطمہؓ پیدا ہوئی ہونگی، اور چونکہ دونون کی مدت مین بہت کم فاصلہ ہے اسلیے یہ اختلاف روایت ہو گیا ہوگا، ابن جوزی نے لکھا ہے کہ بعثت سے پانچ برس پہلے جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہو رہی تھی، پیدا ہوئین، بعض روایتون مین ہے کہ نبوت سے تقریبا ایک سال پیشتر پیدا ہوئین،

نکاح حضرت فاطمہؓ جب مشہور روایت کے مطابق ۱۸ سال اور اگر سنہ ۱ بعثت کو اونکا سال ولادت تسلیم کیا جائے تو ۱۵ سال ساڑھے پانچ مہینے کی ہوئین، تو ذیحجہ سنہ ۲ھ مین آنحضرت صلعم نے حضرت علیؓ کے ساتھ اونکا نکاح کر دیا، ابن سعد نے روایت کی ہے کہ سب سے پہلے حضرت ابو بکرؓ نے آنحضرت صلعم سے درخواست کی، آپ نے فرمایا کہ جو خدا کا حکم ہوگا، پھر حضرت عمرؓ نے جرات کی، اونکو بھی آپ نے کچھ جواب نہین دیا، بلکہ وہی الفاظ فرمائے، لیکن بظاہر یہ روایت صحیح نہین معلوم ہوتی، حافظ ابن حجر نے اصابہ مین ابن سعد کی اکثر روایتین حضرت

فاطمہؓ کے حال مین روایت کی ہین، لیکن اسکو نظرانداز کردیا ہے،

بہرحال حضرت علیؓ نے جب خواہش کی، تو آپنے حضرت فاطمہؓ کی مرضی دریافت کی، وہ چپ رہین یہ ایکطرح کا اظہار رضا تھا، آپ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ تمھارے پاس مہر مین دینے کے لیے کیا ہے؟ بولے کچھ نہین، آپ نے فرمایا "اور وہ حطمیہ زرہ کیا ہوئی" جو جنگ بدر مین ہات آئی تھی، عرض کی وہ تو موجود ہے، آپنے فرمایا بس وہ کافی ہے، حضرت علیؓ نے حضرت عثمانؓ کے ہاتھ اوسکو ۴۸۰ درہم پر فروخت کیا، اور قیمت لاکر آنحضرت صلعم کے سامنے ڈالدی، آنحضرت صلعم نے بلال کو حکم دیا کہ بازار سے خوشبو لائین،

زرہ کے سوا اور جو کچھ حضرت علیؓ کا سرمایہ تھا وہ ایک بھیڑ کی کھال اور ایک بوسیدہ یمنی چادر تھی، حضرت علیؓ نے یہ سب سرمایہ حضرت فاطمہ زہراؓ کے نذر کیا، حضرت علیؓ ابتک آنحضرت صلعم ہی کے پاس رہتے تھے، شادی کے بعد ضرورت ہوئی کہ الگ گھر لین، حارثہ بن نعمان انصاری کے متعدد مکانات تھے جن مین سے وہ کئی آنحضرت صلعم کو نذر کرچکے تھے حضرت فاطمہؓ نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ اونھی سے کوئی مکان دلوا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ کہانتک اب اون سے کہتے شرم آتی ہے، حارثہ نے سُنا تو دوڑے آئے کہ حضور مین اور میرے پاس جو کچھ ہے سب آپ کا ہے، خدا کی قسم میرا جو مکان آپ لے لیتے ہین مجھکو اس کی زیادہ خوشی ہوتی ہے کہ وہ میرے پاس رہجائے، غرض اونھون نے اپنا ایک مکان خالی کردیا، حضرت فاطمہؓ اوس مین اوٹھ گئین.

شہنشاہ مدینہ نے سیدۂ عالم کو جو جہیز دیا، وہ بان کی چارپائی، چمڑے کا گدا جسکے

اندر روئی کے بجائے کھجور کے پتے تھے، ایک چھاگل، دو مٹی کے گھڑے، ایک مشک، اور دو چکیان، اور یہ عجب اتفاق ہے کہ یہی دو چیزین عمر بھر اونکی رفیق رہین،

حضرت فاطمہؓ جب نئے گھر مین جاچکین، تو آنحضرت صلعم اونکے پاس تشریف لے گئے، دروازہ پر کھڑے ہوکر اذن مانگا، پھر اندر آئے، ایک برتن مین پانی منگوایا، دونون ہات اوس مین ڈالے، اور حضرت علیؓ کے سینہ اور بازوؤن پر پانی چھڑکا، پھر حضرت فاطمہؓ کو بُلایا، وہ شرم سے لڑکھڑاتی آئین، اونپر بھی پانی چھڑکا، اور فرمایا کہ مین نے اپنے خاندان مین سب سے افضل تر شخص سے تمھارا نکاح کیا ہے[1]،

داغ یتیمی | حضرت فاطمہؓ کی عمر مشہور روایت کے مطابق ۲۹ سال کی تھی کہ جناب رسالت پناہ صلعم نے رحلت فرمائی، حضرت فاطمہؓ آنحضرت صلعم کی محبوب ترین اولاد تھین، اور اب صرف وہی باقی رہ گئی تھین، اسلیے اونکو صدمہ بھی اورون سے زیادہ ہوا، وفات سے پہلے ایک دن آنحضرت صلعم نے اونکو بُلا بھیجا، تشریف لائین تو اون سے کچھ کان مین باتین کین، وہ رونے لگین، پھر بلاکر کچھ کان مین کہا تو ہنس پڑین، حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا تو کہا "پہلی دفعہ آپ نے فرمایا کہ مین اسی مرض مین انتقال کرونگا، جب مین رونے لگی تو فرمایا کہ میرے خاندان مین سب سے پہلے تمھین مجھ سے آکر ملوگی، تو ہنسنے لگی[2]"،

وفات سے پہلے جب بار بار آپ پر غشی طاری ہوئی، تو حضرت فاطمہؓ یہ دیکھکر بولین "واکرب اباہ، ہائے میرے باپ کی بے چینی! آپ نے فرمایا "تمھارا باپ آج کے بعد بے چین

---

[1] یہ تمام تفصیل صحیح بخاری ج ۲ صفحہ ۵۷۱، طبقات ابن سعد ج ۸، زرقانی ج ۲، اور اصابہ ج ۸ سے ماخوذ ہے، [2] صحیح بخاری ص ۶۳۸ ج ۲

ہو گا،، آپ کا انتقال ہوا تو حضرت فاطمہؓ پر ایک مصیبت ٹوٹ پڑی، اسد الغابہ میں لکھا ہے کہ جب تک زندہ رہیں کبھی تبسم نہیں فرمایا،،[1]

بخاری میں لکھا ہے کہ جب صحابہ نعش مبارک کو دفن کرکے واپس آئے تو حضرت فاطمہؓ نے حضرت انسؓ سے پوچھا کیا تم کو رسول اللہ پر خاک ڈالتے اچھا معلوم ہوا؟[1]

آنحضرت صلعم کے انتقال کے بعد میراث کا مسئلہ پیش ہوا، حضرت عباسؓ، حضرت علیؓ، ازواج مطہرات یہ تمام بزرگ میراث کے مدعی تھے، حضرت فاطمہؓ کا بھی قائم مقام موجود تھا، چونکہ آنحضرتؐ کی جائداد خالصہ جائداد تھی اور اوس میں قانون وراثت جاری نہیں ہوسکتا تھا اسلیے حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلعم کے اعزہ کو اپنے اعزہ سے زیادہ محبوب رکھتا ہوں لیکن دقت یہ ہے کہ خود آنحضرت صلعم نے ارشاد فرمایا ہے کہ انبیاء جو متروکہ چھوڑتے ہیں وہ کل کا کل صدقہ ہوتا ہے اور اوس میں وراثت جاری نہیں ہوتی، اس بنا پر میں اس جائداد کو کیونکر تقسیم کر سکتا ہوں، البتہ آنحضرت صلعم کی زندگی میں اہل بیت جس حد تک اوس سے فائدہ اوٹھاتے تھے اب بھی اوٹھا سکتے ہیں، صحیح بخاری میں لکھا ہے کہ اس گفتگو کا حضرت فاطمہؓ کو سخت قلق ہوا اور وہ حضرت ابوبکرؓ سے اسقدر ناراض ہوئیں کہ آخر وقت تک اون سے گفتگو نہیں کی۔[1]

وفات | آنحضرت صلعم کے انتقال کو ۶ ماہ گذرے تھے کہ رمضان ۱۱ھ میں حضرت فاطمہؓ نے وفات پائی، اور آنحضرت صلعم کی یہ پیشینگوئی کہ میرے خاندان میں سب سے پہلے تمہیں مجھ سے آکر

[1] صحیح بخاری ص ۶۴۱ ج ۲، [2] اسد الغابہ ص ۲۲۵ ج ۵، [3] ص ۵۲۶ ج اول و ۶۰۹ ج ۲،

ملو گی‘ پوری ہوئی، یہ منگل کا دن، اور رمضان کی تیسری تاریخ تھی، اسوقت اونکا سن ۲۹ سال کا تھا، لیکن اگر دوسری روایتون کا لحاظ کیا جائے تو اس سے مختلف ثابت ہوگا، چنانچہ ایک روایت مین ۲۴ سال، ایک مین ۲۵ سال، اور ایک مین ۳۰ سال مذکور ہے، زرقانی نے لکھا ہے کہ پہلی روایت (۲۹ سال) زیادہ صحیح ہے، اگر سنہ (محمدی) کو سال ولادت قرار دیا جائے تو اوسوقت اونکا یہ سن نہین ہوسکتا تھا، البتہ اگر ۲۴ سال کی عمر تسلیم کیجائے تو اس سنہ کو سالِ ولادت قرار دیا جاسکتا ہے، لیکن اگر یہ روایت صحیح مان لیجائے کہ وہ پانچ برس قبل نبوت مین پیدا ہوئین تو اوسوقت اونکا سن ۲۹ سال کا ہوسکتا ہے،

حضرت فاطمہؓ کی تجہیز و تکفین مین خاص جدت کی گئی، عورتون کے جنازہ پر جو آجکل پردہ لگانے کا دستور ہے، اوسکی ابتدا اونہی سے ہوئی، اس سے پیشتر عورت اور مرد سب کا جنازہ کھُلا ہوا جاتا تھا، چونکہ حضرت فاطمہؓ کے مزاج مین انتہا کی حیا و شرم تھی اسلیے اونھون نے حضرت اسماء بنت عمیسؓ سے کہا کہ کھلے جنازہ مین عورتون کی بے پردگی ہوتی ہے جسکو مین ناپسند کرتی ہون، اسماءؓ نے کہا جگر گوشۂ رسول! مین نے حبش مین ایک طریقہ دیکھا ہے، آپ کہین تو اوسکو پیش کردن، یہ کہکر خرمے کی چند شاخین منگوائین اور اونپر کپڑا تانا جس سے پردہ کیصورت پیدا ہوگئی، حضرت فاطمہؓ نہایت مسرور ہوئین کہ یہ بہترین طریقہ ہے، حضرت فاطمہؓ کے بعد حضرت زینبؓ کا جنازہ بھی اسی طریقہ سے اوٹھایا گیا[1]

حضرت فاطمہؓ کی قبر کے متعلق بھی سخت اختلاف ہے، بعضون کا خیال ہے کہ وہ بقیع

---

[1] اسد الغابہ ص ۲۴ ۵ ج ۵،

ہین، حضرت امام حسنؑ کے مزار کے پاس مدفون ہوئین، ابن زبالہ نے یہی لکھا ہے، اور مورخ مسعودی نے بھی اسی قسم کی تصریح کی ہے، مورخ موصوف نے ۳۳۲ھ مین بقیع کی ایک قبر پر ایک کتبہ دیکھا تھا جسمین لکھا تھا کہ "یہ حضرت فاطمہ زہراؓ کی قبر ہے"[1] لیکن طبقات کی متعدد روایتون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ دار **عقیل** کے ایک گوشہ مین مدفون ہوئین[2]،

ایک روایت یہ ہے کہ وہ خاص اپنے مکان مین دفن کی گئین، اس پر ابن شبہ نے یہ اعتراض کیا ہے کہ پھر پردہ دار جنازہ کی کیا ضرورت تھی؟ لیکن طبقات کی ایک روایت سے اسکا یہ جواب دیا جاسکتا ہے، کہ حضرت فاطمہؓ سلمی[3] (اپنی انّا) کے گھر مین بیمار ہوئی تھین، وہین انتقال کیا، اور وہین انکو غسل دیا گیا، پھر حضرت علیؓ جنازہ اٹھا کر باہر لائے اور دفن کیا[4]

آج حضرت فاطمہؓ کی قبر متفقہ طور پر دار عقیل ہی مین سمجھی جاتی ہے، چنانچہ محمد لبیب بک بتنونی نے کہ ۱۳۲۷ھ مین خدیو مصر کے سفر حجاز مین ہم رکاب تھے، اپنے سفرنامہ مین اسکی تصریح کی ہے[5]،

اولاد| حضرت فاطمہؓ کے پانچ اولادین ہوئین، حسنؓ[1]، حسینؓ[2]، محسنؓ[3]، ام کلثومؓ[4]، زینبؓ[5]

محسن نے بچپن ہی مین انتقال کیا، حضرت زینبؓ، امام حسنؓ، امام حسینؓ، اور ام کلثومؓ اہم واقعات کے لحاظ سے تاریخ اسلام مین مشہور ہین، آنحضرت صلعم کو ان سب سے نہایت محبت تھی، اور حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ بھی انکو بہت محبوب رکھتے تھے،

آنحضرت صلعم کی صاحبزادیون مین صرف حضرت فاطمہؓ کو یہ شرف حاصل ہے کہ اون سے آپ کی نسل باقی رہی،

---

[1] خلاصۃ الوفا ص ۲۱۷ [2] طبقات ص ۲۰ ج ۸ [4] طبقات ص ۱۷ ج ۸ [5] الرحلۃ الحجازیہ ص ۲۴۶،

[3] تہذیب التہذیب ص ۴۲۵ ج ۱۲،

حلیہ | حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا حلیہ مبارک جناب رسالت پناہ صلعم سے ملتا جلتا تھا،
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ فاطمہ کی گفتگو، لب ولہجہ اور نشست وبرخاست کا طریقہ بالکل
آنحضرت صلعم کا طریقہ تھا، اور رفتار بھی بالکل آنحضرت صلعم کی رفتار تھی،[1]

فضل وکمال | حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کتب حدیث مین ۱۸ روایتین منقول ہین، جنکو بڑے بڑے
جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم نے اون سے روایت کیا ہے، جناب امیر علیہ السلام، امام حسن، امام حسین،
حضرت عائشہ رضی، حضرت ام سلمہ رضی، حضرت سلمی ام رافع رضی اور حضرت انس رضی بن مالک ان سے احادیث روایت کرتے ہین،

تفقہ پر واقعات ذیل شاہد ہین،

جناب امیر کسی سفر مین گئے تھے، واپس آئے تو حضرت فاطمہ رضی نے قربانی کا گوشت
پیش کیا، اونکو عذر ہوا، حضرت فاطمہ رضی نے کہا اسکے کھانے مین کچھ ہرج نہین، آنحضرت صلعم نے
اسکی اجازت دیدی ہے،[2]

ایکمرتبہ آنحضرت صلعم انکے ہان گوشت تناول فرما رہے تھے، کہ نماز کا وقت آگیا،
آنحضرت صلعم اسی طرح اوٹھ کھڑے ہوئے، چونکہ ایکمرتبہ آپ نے فرمایا تھا کہ آگ پر پکی ہوئی
چیز کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، اسلیے حضرت فاطمہ رضی نے دامن پکڑا کہ وضو کر لیجیے! ارشاد ہوا
بیٹی! وضو کی ضرورت نہین ہے، تمام کھانے آگ ہی پر پکتے ہین،[3]

فضائل ومناقب | اہل بیت مین اگرچہ بہت سے بزرگ داخل ہین، چنانچہ ازواج مطہرات
اہل بیت ہین، حضرت علی اہل بیت ہین، حسنین اہل بیت ہین، لیکن اونکا فرد اکمل صرف

---

[1] صحیح ترمذی ص ۶۳۶، [2] صحیح بخاری ص ۹۳۰ ج ۲، [3] مسند ص ۲۸۲ ج ۶، [4] ایضاً ص ۲۸۳ ج ۶،

فاطمۃ الزہراؓ کا وجود گرامی ہے، مکہ اور مدینہ کے درمیان غدیر خم پر سرورِ عالم نے جو خطبہ دیا اسمین فرمایا تھا کہ "مین تم مین دو بڑی چیزین چھوڑ جاتا ہون، قرآن اور اہل بیت"[1] آیت تطہیر کا نزول انہین بزرگون کی شان مین ہوا[2]، اور نصارائے نجران کے مباہلہ مین آنحضرت صلعم نے انہین معصومون کو آواز دی، اور عبا اوڑھا کر فرمایا خداوندا یہ میرے اہل بیت ہین، اللھم ھؤلاء اھلی![3]

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، آنحضرت صلعم کی محبوب ترین اولاد تھین[4]، آپ نے ارشاد فرمایا ہے

فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبھا فقد اغضبنی![5]

فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے، جو اسکو ناراض کریگا مجھکو ناراض کریگا،

ابوجہل کی لڑکی کو جناب امیر علیہ السّلام نے نکاح کا پیغام بھیجا تھا، بارگاہ نبوت مین اطلاع ہوئی تو حضور منبر پر چڑھے اور حسب ذیل خطبہ ارشاد فرمایا،

ان بنی ھشام بن المغیرۃ استاذنونی فی ان ینکحوا ابنتھم علی بن ابی طالب فلا آذن ثم لا آذن ثم لا آذن الا ان یرید ابن ابی طالب ان یطلق ابنتی وینکح ابنتھم فانما ھی بضعۃ منی یریبنی ما ارابھا ویؤذینی ما آذاھا (صحیح بخاری ص ۷۸۰ ج ۲)

آل ہشام علی بن ابی طالب سے اپنی بیٹی کا عقد کرنا چاہتی ہے اور مجھسے اجازت مانگتی ہے" لیکن مین اجازت نہ دونگا! کبھی نہ دونگا!! اور کبھی نہ دونگا" البتہ ابن ابی طالب میری بیٹی کو طلاق دیکر انکی لڑکی سے نکاح کرسکتا ہے، فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ ہے جسنے اسکو اذیت دی مجھکو اذیت دی، ....

[1] مسلم ص ۳۲۵ ج ۲، [2] ایضاً ص ۲۳۱ ج ۲، [3] ایضاً ص ۲۲۴ ج ۲، [4] اصابہ ص ۱۵۷ ج ۴، [5] صحیح بخاری ص ۵۳۲ ج ۱

ان فاطمۃ منی وانا اتخوف ان تفتن فی دینھا ثم ذکر صھراللہ من بنی عبد شمس فاثنی علیہ فی مصاھرتہ ایاہ قال حدثنی فصدقنی وعدنی فوفی لی وانی لست احرم حلالاً ولا احل حراماً ولکن واللہ لا تجتمع بنت رسول اللہ وبنت عدواللہ ابداً (صحیح بخاری ص ۵۲۸ ج ۱)

(اسکے بعد ابوالعاص بن ربیع کا جو آپ کے داماد تھے ذکر فرمایا کہ) اسنے مجھسے جو بات کہی اسکو سچ کرکے دکھلادیا اور جو وعدہ کیا وفا کیا، اور مین حلال کو حرام اور حرام کو حلال کرنے نہین کھڑا ہوا لیکن خدا کی قسم! ایک پیغمبر اور ایک دشمنِ خدا کی بیٹیان ایک ساتھ جمع نہین ہوسکتین،

اس کا یہ اثر ہوا کہ جناب سیدہؓ کی حیات تک حضرت علیؓ نے دوسری شادی نہین کی،

حضرت فاطمہ علیہا السلام کی ذات مین فطرت نے جو فضائل ودیعت کیلئے تھے اونکی نظیر سے دنیا کی بڑی بڑی ہستیان خالی ہین،

اسی بنا پر حدیث مین آیا ہے،

کفاک من نساء العالمین مریم بنت عمران و خدیجۃ بنت خویلد و فاطمۃ بنت محمد و آسیۃ امرأۃ فرعون (ترمذی...)

تمھاری تقلید کے لیے تمام دنیا کی عورتون مین مریم، خدیجہ، فاطمہ، اور آسیہ کافی ہین،

زہد و ورع کی یہ حالت تھی کہ جناب رسالت پناہ صلعم کے علاوہ اور کہین اوسکی مثال نہین مل سکتی، حضرت فاطمہؓ آنحضرت صلعم کی محبوب ترین اولاد تھین، اسلام مین رہبانیت کا قلع قمع بھی کردیا گیا تھا فتوحات کی کثرت مدینہ مین مال و زر کے خزانے لٹا رہی تھی، لیکن جانتے ہو کہ اوس مین جگر گوشۂ رسول کا کتنا حصہ تھا؟ اسکا جواب سننے سے پہلے آنکھون کو اشکبار ہوجانا چاہیئے

سیدہ عالمؓ کی عام خانگی زندگی یہ تھی کہ اسقدر چکی پیستی تھین کہ ہاتھون مین چھالے پڑ پڑ گئے تھے، بار بار مشک مین پانی بھر بھر کر لانے سے سینے پر گھٹے پڑ گئے تھے، گھر مین جھاڑو دیتے

رہتے کپڑے چیکٹ ہو جاتے تھے، چولھے کے پاس بیٹھتے بیٹھتے کپڑے دھوئین سے سیاہ ہو جاتے تھے، لیکن باینہمہ جب اونھون نے آنحضرت صلعم سے ایکبار گھر کے کاروبار کے لیے ایک لونڈی مانگی، اور ہاتھ کے چھالے دکھائے تو آپ نے صاف انکار کر دیا، کہ یہ فقراء و یتامیٰ کا حق ہے!

ایک دفعہ آپ حضرت فاطمہؓ کے پاس آئے، دیکھا کہ اونھون نے ناداری سے اسقدر چھوٹا ڈوپٹہ اوڑھا ہے کہ سر ڈھانکتی ہین تو پانؤن کھُل جاتی ہین، اور پانؤن چھپاتی ہین تو سر برہنہ رہ جاتا ہے، شعر

یہ ماجرا ہے دخترِ خیر الانام تھا   یون کی ہے اہلِ بیتِ مطہر نے زندگی

صرف یہی نہین کہ آنحضرت صلعم خود اونکو آرایش یا زیب و زینت کی کوئی چیز نہین دیتے تھے، بلکہ اس قسم کی جو چیزین اونکو دوسرے ذرائع سے ملتی تھین اونکو بھی ناپسند فرماتے تھے، چنانچہ ایک دفعہ حضرت علیؓ نے اونکو سونے کا ایک ہار دیا، آپ کو معلوم ہوا تو فرمایا، "کیون فاطمہ! کیا لوگون سے کھلوانا چاہتی ہو کہ رسول اللہ کی لڑکی آگ کا ہار پہنتی ہے!" حضرت فاطمہؓ نے اوسکو فوراً بیچ کر اوسکی قیمت سے ایک غلام خرید لیا،

ایک دفعہ آپ کسی غزوہ سے تشریف لائے، حضرت فاطمہؓ نے بطور خیر مقدم کے گھر کے دروازون پر پردہ لگایا، اور امام حسنؑ اور امام حسین علیہما السلام کو چاندی کے کنگن پہنائے، آپ حسبِ معمول حضرت فاطمہؓ کے یہان آئے، تو اس دنیوی ساز و سامان کو دیکھکر واپس گئے، حضرت فاطمہؓ کو آپ کی ناپسندیدگی کا حال معلوم ہوا تو پردہ چاک

کر دیا، اور بچون کے ہاتھ سے کنگن نکالڈالے، تب آپ کی خدمت مین روتے ہوئے آئے، آپ نے فرمایا یہ میرے اہلبیت ہین، مین یہ نہین چاہتا کہ وہ ان زخارف سے آلودہ ہون، اسکے بدلے فاطمہ کے لیے ایک عصیب کا ہار اور ہاتھی دانت کے دو کنگن خرید لادو[1]،

صدق در استی مین بھی ان کا کوئی حریف نہ تھا، حضرت عائشہؓ فرماتی ہین[2]

ما رأیت احدا کان اصدق لہجۃ	مین نے فاطمہ سے زیادہ کسی کو راست گو نہین دیکھا
من فاطمۃ الا ان یکون الذی ولدھا	البتہ آنحضرت صلعم جو کے والد اس سے مستثنیٰ ہین،

صلعم،

حد درجہ حیادار تھین، ایکمرتبہ آنحضرت صلعم نے انکو طلب فرمایا تو وہ شرم سے لڑکھڑاتی ہوئی آئین، جنازہ پر پردہ کرنے کی جو وصیت کی تھی وہ بھی اسی بنا پر تھی،

آنحضرت صلعم سے نہایت محبت کرتی تھین، جب وہ خورد سال تھین، اور آپ مکہ معظمہ مین مقیم تھے، تو عقبہ بن ابی معیط نے نماز پڑھنے کی حالت مین ایکمرتبہ آپ کی گردن پر اونٹ کی اوجھ لاکر ڈالدی، قریش مارے خوشی کے ایک دوسرے پر گرے پڑتے تھے، کسی نے جاکر حضرت فاطمہؓ کو خبر کی، وہ اگرچہ اوسوقت صرف ۵-۶ برس کی تھین، لیکن جوش محبت سے دوڑی آئین، اور اوجھ کو ہٹا کر عقبہ کو برا بھلا کہا، اور بددعائین دین[3]،

---

[1] یہ تمام واقعات ابوداؤد اور نسائی مین مذکور ہین، [2] استیعاب ص ۷۷۲ ج ۲، [3] صحیح بخاری ص ۳۸ ج ۱،

آنحضرت صلعم بھی اون سے نہایت محبت کرتے تھے. معمول تھا جب کبھی سفر فرماتے تو سب سے آخر حضرت فاطمہؓ کے پاس جاتے، اور سفر سے واپس آتے تو جو شخص سب سے پہلے باریاب خدمت ہوتا وہ بھی حضرت فاطمہؓ ہی ہوتین، حضرت فاطمہؓ جب آپ کی خدمت مین تشریف لاتین تو آپ کھڑے ہو جاتے، اونکی پیشانی چومتے اور اپنی نشست سے ہٹ کر اپنی جگہہ پر بٹھاتے،

آپ ہمیشہ حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کے تعلقات مین خوشگواری پیدا کرنے کی کوشش فرماتے تھے چنانچہ جب حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ مین کبھی کبھی خانگی معاملات کے متعلق رنجش ہو جاتی تھی، تو آنحضرت صلعم دونون مین صلح کرا دیتے تھے، ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا، آپ گھر مین تشریف لے گئے، اور صفائی کرا دی، گھر سے مسرور نکلے، لوگون نے پوچھا آپ گھر مین گئے تھے تو اور حالت تھی، اب آپ اسقدر خوش کیون ہین؟ فرمایا مین نے اون دو شخصون مین مصالحت کرا دی ہے جو مجھکو محبوب ترین ہین۔

ایک مرتبہ حضرت علیؓ نے اون پر کچھ سختی کی، وہ آنحضرت صلعم کے پاس شکایت لیکر چلین، پیچھے پیچھے حضرت علیؓ بھی آئے، حضرت فاطمہؓ نے شکایت کی، آپ نے فرمایا بیٹی! تمکو خود سمجھنا چاہیے کہ کون شوہر اپنی بی بی کے پاس خاموش چلا آتا ہے، حضرت علیؓ پر اسکا یہ اثر ہوا کہ اونھون نے حضرت فاطمہؓ سے کہا "اب مین تمھارے خلافِ مزاج کوئی بات نہ کرونگا"

(۱۶) حضرت امامہؓ

نام و نسب | ابو العاص بن ربیع کی صاحبزادی ہین جو زینبؓ بنت رسول اللہ صلعم کے بطن سے پیدا ہوئین، آبائی شجرۂ نسب یہ ہے، امامہ بنت ابو العاص بن ربیع بن عبد العزی بن عبد شمس بن عبد مناف،

عام حالات | آنحضرت صلعم کو امامہؓ سے نہایت محبت تھی، آپ اونکو اوقات نماز مین بھی جدا نہین کرتے تھے، صحیح بخاری مین ہے کہ ایکمرتبہ آپ مسجد مین امامہؓ کو کندھے پر چڑھائے ہوے تشریف لائے، اور اوسی حالت مین نماز پڑھائی، جب رکوع مین جاتے تو اونکو اُتار دیتے پھر جب کھڑے ہوتے تو چڑھا لیتے، اسی طرح پوری نماز ادا فرمائی، اللہ اکبر!

آنحضرت صلعم کی خدمت مین ایکمرتبہ کسی نے کچھ چیزین ہدیے مین بھیجین جن مین ایک زرّین ہار بھی تھا، امامہؓ ایک گوشہ مین کھیل رہی تھین، آپ نے فرمایا مین اپنے محبوب ترین اہل کو دونگا، ازواج نے سمجھا کہ یہ شرف حضرت عائشہؓ کو حاصل ہوگا لیکن آپ نے امامہؓ کو بلاکر وہ ہار خود اونکے گلے مین ڈال دیا، بعض روایتون مین ہار کے بجائے انگوٹھی کا ذکر ہے[1]، اور اوسمین ہدیہ بھیجنے والے کا نام بھی آگیا ہے یعنی نجاشی،

نکاح | آنحضرت صلعم کی وفات کے وقت، سن شعور کو پہونچ چکی تھین اسلیے جب حضرت فاطمہؓ

---

[1] کتاب مذکور ص ۷۴، ج ۱، اسد الغابہ ص ۲۲۵ ج ۳ بروایت مسند ابن حنبل،

علیہا السلام نے انتقال فرمایا تو حضرت علیؓ نے امامہؓ سے نکاح کرلیا، ابو العاص نے حضرت زبیر بن العوامؓ کو کہ عشرہ مبشرہ مین داخل اور آنحضرت صلعم کے پھوپھیرے بھائی تھے امامہؓ کے نکاح کی وصیت کی تھی، چنانچہ یہ تقریب اونہی کی مرضی سے انجام پائی اور نکاح بھی خود اونہی نے پڑہایا، یہ ۱۲ھ کا واقعہ ہے،

۴۰ھ مین جب حضرت علیؓ نے شہادت پائی تو مغیرہ بن نوفل (عبد المطلب کے پرپوتے) کو وصیت کرگئے کہ امامہؓ سے نکاح کرلین، چنانچہ مغیرہ نے تعمیل کی، اس کے قبل، امیر معاویہؓ کا پیغام پہونچا تھا اور اونھون نے مروان کو لکھا تھا کہ ایکہزار دینار (۵ ہزار روپے) اس تقریب مین خرچ کیے جائین لیکن امامہ نے مغیرہ کو اطلاع دی تو انھون نے فورًا امام حسن علیہ السلام کی اجازت سے نکاح پڑھالیا[1]

دفات | امامہؓ نے مغیرہ کے ہان وفات پائی[2]

اولاد | مغیرہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام یحیٰی تھا لیکن بعض روایتون مین ہے کہ امامہ کے کوئی اولاد نہین ہوئی،

[1] طبقات ص ۱۷۲ ج ۸ و اسد الغابہ ص ۴۰۰ ج ۵ و استیعاب ص ۷۰۲ ج ۲، [2] اصابہ ص ۱۴ ج ۸،
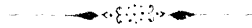
(۱۷) حضرت صفیہؓ

نام ونسب | صفیہ نام، عبدالمطلب جد رسول اللہ صلعم کی دختر ہین، مان کا نام ہالہ بنت وہب تھا جو حضرت آمنہؓ (آنحضرت صلعم کی والدہ ماجدہ) کی ہمشیر تھین، اس بنا پر حضرت صفیہؓ، آنحضرت صلعم کی پھوپھی ہونے کے ساتھ آپ کی خالہ زاد بہن بھی تھین، حضرت حمزہؓ عم رسول اللہ صلعم بھی اسی بطن سے پیدا ہوئے تھے، اسلیے وہ اور حضرت صفیہؓ حقیقی بھائی بہن تھے،

نکاح | ابوسفیان بن حرب کے بھائی حارث سے شادی ہوئی، جس سے ایک لڑکا پیدا ہوا، اوسکے انتقال کے بعد حضرت خدیجہؓ کے بھائی عوام بن خویلد سے نکاح ہوا، جس سے حضرت زبیرؓ پیدا ہوئے،

اسلام | ۴۰ برس کی عمر ہوئی تو آنحضرتؐ مبعوث ہوئے، آنحضرت صلعم کی تمام پھوپھیون مین یہ شرف صرف حضرت صفیہؓ کو حاصل ہے کہ انھون نے اسلام قبول کیا، اسد الغابہ مین ہے والصحیح انہ لم یسلم غیرھا[1] یعنی صحیح یہ ہے کہ انکے سوا آنحضرت صلعم کی کوئی پھوپھی ایمان نہین لائین

عام حالات | حضرت زبیرؓ کے ساتھ ہجرت کی، غزوۂ احد مین جب مسلمانون نے شکست کھائی تو وہ مدینہ سے نکلین، صحابہ سے عتاب آمیز لہجہ مین کہتی تھین کہ "رسول اللہ کو چھوڑ کر چلدیئے"؟ آنحضرت صلعم نے اونکو آتے ہوئے دیکھا تو حضرت زبیرؓ کو بلا کر ارشاد کیا،

[1] اسد الغابہ ص ۴۹۲ ج ۵،

کہ حمزہ کی لاش نہ دیکھنے پائین، زبیر نے آنحضرت صلعم کا پیغام سنایا، بولین کہ مین اپنے
بھائی کا ماجرا سن چکی ہون، لیکن خدا کی راہ مین یہ کوئی بڑی قربانی نہین، آنحضرت صلعم
نے اجازت دی، لاش پر گئین، خون کا جوش تھا، اور عزیز بھائی کے ٹکڑے بکھرے پڑے
ہوئے تھے، لیکن انا للہ وانا الیہ راجعون کہکر چپ ہو رہین، اور مغفرت کی دعا مانگی،
واقعہ چونکہ نہایت درد انگیز تھا اسلیے ایک مرثیہ کہا جس کے ایک شعر مین آنحضرت صلعم کو
اسطرح مخاطب کرتی ہین[1]،

ان یوما اتی علیک لیوم   کورت شمسه وکان مضیئا

آج آپ پر وہ دن آیا ہے جس مین آفتاب سیاہ ہو گیا ہے، حالانکہ پہلے وہ روشن تھا

غزوۂ احد کی طرح غزوۂ خندق مین بھی انھون نے نہایت ہمت اور استقلال کا
ثبوت دیا، انصار کے قلعون مین فارع سب سے مستحکم قلعہ تھا، اور حضرت حسان کا تھا
یہ قلعہ یہود بنو قریظہ کی آبادی سے متصل تھا، مستورات اسی مین تھین اور انکی حفاظت
کے لیے حضرت حسان (شاعر) متعین کر دیے گئے تھے، یہودیون نے یہ دیکھکر کہ تمام جمعیت
آنحضرت صلعم کے ساتھ ہے، قلعہ پر حملہ کیا، ایک یہودی قلعہ کے پھاٹک تک پہونچ گیا،
اور قلعہ پر حملہ کرنے کا موقع ڈھونڈھ رہا تھا، حضرت صفیہ نے دیکھ لیا، حسان سے کہا
کہ اوتر کر اسکو قتل کر دو، ورنہ یہ جا کر دشمنون کو پتہ دے گا، حضرت حسان کو ایک عارضہ
ہو گیا تھا جس نے اون مین اسقدر جبن پیدا کر دیا تھا کہ وہ لڑائی کیطرف نظر اٹھا کر

[1] اصابہ ص ۱۲۹ ج ۸

بھی نہین دیکھ سکتے تھے، اس بنا پر اپنی معذوری ظاہر کی، اور کہا کہ مین اس کام کا ہوتا تو یہان کیون ہوتا؟ حضرت صفیہؓ نے خیمہ کی ایک چوب اوکھاڑ لی اور اوترکر یہودی کے سر پر اس زور سے ماری کہ سر پھٹ گیا، حضرت صفیہؓ چلی آئین اور حسانؓ سے کہا کہ ہتھیار اور کپڑے چھین لاؤ، حسانؓ نے کہا جانے دیجئے مجھکو اسکی کوئی ضرورت نہین، حضرت صفیہؓ نے کہا اچھا جاؤ اسکا سر کاٹ کر قلعہ کے نیچے پھینک دو کہ یہودی مرعوب ہوجائین لیکن یہ خدمت بھی حضرت صفیہؓ ہی کو انجام دینی پڑی، یہودیون کو یقین ہوا کہ قلعہ مین بھی کچھ فوج متعین ہے، اس خیال سے پھر اونھون نے حملہ کی جرأت نہ کی[1]،

سلہ ھ مین آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا حضرت صفیہؓ کو جو صدمہ ہوا ہوگا ظاہر ہے نہایت پُر درد مرثیہ لکھا جسکا مطلع یہ ہے،

فیاعین جودی بالدموع السواجم   لفقد رسول اللہ اذ حان یومہ

آنحضرت صلعم کی وفات پر اے آنکھ خوب آنسو بہا،

یہ مرثیہ ابن اسحاق نے اپنی سیرت مین نقل کیا ہے[2]،

وفات | حضرت صفیہؓ نے ۲۰ سنہ ھ مین وفات پائی، اور بقیع مین دفن ہوئین، اسوقت تہتر[3] برس کا سن تھا،

فضل وکمال | حضرت صفیہؓ نے بقول صاحب اصابہ[3] کچھ حدیثین بھی روایت کی ہین، لیکن ہماری نظر سے نہین گذرین، اور نہ مسند مین انکی حدیثونکا پتہ چلتا ہے،

---

[1] طبقات ابن سعد ص ۲۷ و ۲۸ ج ۸ و اسد الغابہ ص ۴۹۲ و ۴۹۳ ج ۵ [2] اصابہ ص ۱۲۹ ج ۸ [3] ایضاً ص ۱۲۸ ج ۸

(۱۸) ام ایمن رضؓ

نام ونسب | برکۃ نام، ام ایمن کنیت، ام الظبا، عرف، سلسلۂ نسب یہ ہے، برکۃ بنت ثعلبہ بن عمرو بن حصن بن مالک بن سلمہ بن عمرو بن نعمان، حبش کی رہنے والی تھیں، اور حضرت عبد اللہ (پدر آنحضرت صلعم) کی کنیز تھیں، بچپن سے عبد اللہ کے ساتھ رہیں اور جب انہون نے انتقال کیا تو حضرت آمنہؓ کے پاس رہنے لگیں، جنکے بعد خود سرور کائنات کے حلقۂ غلامی مین داخل ہونے کا شرف حاصل ہوا، آنحضرت صلعم کی انھی نے پرورش اور پرداخت کی تھی[1]

نکاح | حارث بن خزرج کے خاندان مین عبید بن زید ایک شخص تھے، ام ایمنؓ کا اونہی کے ساتھ عقد ہوا، لیکن جب انہون نے وفات پائی تو آنحضرت صلعم نے حضرت زیدؓ بن حارثہؓ سے کہ محبوب خاص تھے، نکاح پڑھایا یہ بعثت کے بعد کا واقعہ ہے،

اسلام | حضرت زید چونکہ مسلمان ہوچکے تھے، ام ایمنؓ نے بھی اسلام قبول کیا،

عام حالات | جب مسلمانون نے حبشہ کی طرف ہجرت کی تو وہ بھی گئین اور وہان سے ہجرت کے بعد مدینہ واپس آئین، غزوۂ احد مین شرکت کی، اس موقع پر وہ لوگون کو پانی پلاتین اور زخمیون کی تیمارداری کرتی تھین، غزوۂ خیبر مین بھی شریک ہوئین،

[1] صحیح مسلم، [2] صحیح بخاری (ص ۵۲۹ ج ۱) مین ایمن کے متعلق مذکور ہے وھو رجل من الانصار[2]

سلہ ھ میں آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا، ام ایمنؓ سخت مغموم تھیں اور رو رہی تھیں، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ نے سمجھایا کہ رسول اللہ کے لیے خدا کے پاس بہتر چیز موجود ہے، جواب ملا یہ خوب معلوم ہے اور یہ رونے کا سبب بھی نہیں، رونے کا اصلی سبب یہ ہے کہ اب وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا، حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ پر اس جواب کا اس قدر اثر ہوا کہ وہ بھی انکے ساتھ ملکر زار و قطار رونے لگے[1]،

سلکہ ھ میں حضرت عمرؓ نے شہادت پائی، ام ایمنؓ کو معلوم ہوا تو بہت روئیں، لوگوں نے کہا آپ کیوں روتی ہیں؟ بولیں آج اسلئے کہ اسلام کمزور ہو گیا،

وفات | ام ایمنؓ نے حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں وفات پائی،

اولاد | دو اولادیں ہوئیں، ایمنؓ اور اسامہؓ، ایمنؓ پہلے شوہر سے تھے، صحابی ہیں، خیبر میں شہادت پائی، اسامہؓ آنحضرت صلعم کے محبوب خاص تھے، اور انکے والد کو بھی یہی درجہ حاصل تھا، نہایت جلیل القدر صحابی تھے، آنحضرت صلعم کو انسے بے انتہا محبت تھی،

فضل و کمال | آنحضرت صلعم سے چند حدیثیں روایت کی ہیں، راویوں میں حضرت انسؓ ابن مالک، حنش بن عبداللہ صنعانی اور ابویزید مدنی داخل ہیں،

اخلاق | آنحضرت صلعم انکی نہایت عزت کرتے اور فرماتے تھے کہ ام ایمن میری ماں ہیں، اکثر انکے مکان تشریف لیجاتے تھے، ایکدفعہ تشریف لائے تو انہوں نے شربت پیش کیا،

---

[1] صحیح مسلم ج ۲ ص ۳۴۱ [illegible]

آنحضرت صلعم روزہ سے تھے، متردد ہوئے، اسپر ام ایمنؓ بہت ناراض ہوئیں[1]،

انصار نے آنحضرت صلعم کو بہت سے نخلستان دیے تھے، جب بنو قریظہ اور بنو نضیر پر فتح حاصل ہوئی، تو آپ نے انصار کو انکے نخلستان واپس کرنا شروع کیے، حضرت انسؓ کے کچھ باغ بھی آنحضرت صلعم کے پاس تھے، اور آپ نے ام ایمنؓ کو عطا فرمائے تھے، حضرت انسؓ آئے تو ام ایمنؓ نے انکے واپس کرنے سے انکار کیا، اور اس پر مصر رہیں، آنحضرت صلعم نے یہ دیکھکر اونکو باغ سے اگنا زیادہ عطا فرمایا[2]،

[1] صحیح مسلم ص ۱۴۳ ج ۲ [2] صحیح بخاری،
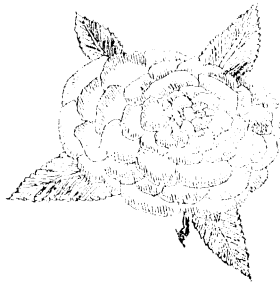
(۱۹) حضرت فاطمہ بنت اسدؓ

نام و نسب | فاطمہ نام، اسد بن ہاشم کی بیٹی اور عبدالمطلب (جد رسول اللہ صلعم) کی بھتیجی تھین،

نکاح | ابوطالب بن عبدالمطلب سے نکاح ہوا جن سے حضرت علی پیدا ہوئے،

اسلام | آغاز اسلام مین خاندان ہاشم نے آنحضرتؐ کا سب سے زیادہ ساتھ دیا تھا اور انمین اکثر مسلمان بھی ہوگئے تھے، حضرت فاطمہؓ بھی انھین لوگون مین تھین، اور گو اُنکے شوہر ایمان نہین لائے تاہم وہ اور انکی بعض اولاد مشرف بہ اسلام ہوئی، جب ابوطالب کا انتقال ہوا تو اُنکے بجاے حضرت فاطمہؓ آنحضرتؐ کی دست و بازو رہین،

ہجرت اور عام حالات | جب مسلمانونکو ہجرت کی اجازت ملی تو حضرت فاطمہؓ نے مدینہ کیطرف ہجرت کی، یہان حضرت علیؓ کا حضرت فاطمہ زہراؓ سے عقد ہوا، تو حضرت علیؓ نے اون سے کہا کہ رسول اللہ کی صاحبزادی آتی ہین مین پانی بھردن گا اور باہر کا کام کرون گا اور وہ چکی پیسنے اور آٹا گوندھنے مین آپ کی مدد کرین گی،[1]

وفات | آنحضرتؐ کی زندگی مین وفات پائی، بعض کا خیال ہے کہ ہجرت سے قبل فوت ہوئین، لیکن یہ صحیح نہین، آنحضرت صلعم نے اپنا قمیص اُتار کر کفن دیا، اور قبر مین اُتر کر لیٹ گئے، لوگون نے وجہ دریافت کی، تو فرمایا کہ ابوطالب کے بعد ان سے زیادہ میرے ساتھ

---

[1] اسد الغابہ ص ۵۱۷ ج ۵،

کسی نے سلوک نہین کیا تھا، اس بناء پر مین نے انکو قمیص پہنایا کہ جنت مین انکو حلہ سلے، اور قبر مین لیٹ گیا کہ شدائد قبر مین کمی واقع ہو۔[1]

اولاد | حسب ذیل اولاد چھوڑی، حضرت علی علیہ السلام، حضرت جعفر طیار، طالب عقیل

اخلاق | طبقات مین ہے،

کانت امرءۃ صالحۃ وکان النبی صلعم یزورھا ویقیل فی بیتھا (اصابہ ص ۱۴۰ ج ۸)	یعنی وہ نہایت صالح بی بی تھین، آنحضرت صلعم انکی زیارت کو تشریف لاتے، اور انکے گھر مین آرام کرتے تھے،

[1] حوالہ سابق،

(۲۰) ام الفضل رض

نام ونسب | لبابہ نام، ام الفضل کنیت، کُبریٰ لقب، سلسلہ نسب یہ ہے، لبابۃ الکبریٰ بنت الحارث بن حزن بن بجیر بن الہرم بن رویبہ بن عبد اللہ بن ہلال بن عامر بن صعصعہ والدہ کا نام ہند بنت عوف تھا اور قبیلہ کنانہ سے تھین، لبابہ کی حقیقی اور اخیانی کئی بہنین تھین، جو خاندان ہاشم اور قریش کے دوسرے معزز گھرانون مین منسوب تھین، چنانچہ حضرت میمونہ رض آنحضرت صلعم کو، لبابہ حضرت عباس رض (عم رسول اللہ) کو، سلمیٰ حضرت حمزہ رض (عم رسول اللہ) کو، اور اسما رض حضرت جعفر طیار (برادر جناب امیر علیہ السلام) کو منسوب تھین، اسی بنا پر اونکی والدہ (ہند بنت عوف) کی نسبت مشہور ہے کہ سسرالی قرابت مین اُنکا کوئی نظیر نہین،

نکاح | حضرت عباس رض سے جو آنحضرت صلعم کے عم محترم تھے نکاح ہوا،

اسلام | اور ہجرت سے قبل مسلمان ہوئین، ابن سعد کا خیال ہے کہ اونھون نے حضرت خدیجہ رض کے بعد اسلام قبول کیا تھا، باقی اور عورتین انکے بعد ایمان لائین، اس لحاظ سے ان کے ایمان لانے کا زمانہ بہت قدیم ہو جاتا ہے،

حالات | ام الفضل رض نے آنحضرت صلعم کے ساتھ حج بھی کیا ہے، چنانچہ حجۃ الوداع مین جب لوگون کو عرفہ کے دن آنحضرت صلعم کے صائم ہونے کی نسبت شبہہ ہوا اور اُنکے پاس آکر

ذکر کیا تو انھون نے آنحضرت صلعم کی خدمت مین ایک پیالہ دودھ بھیجا، آپ چونکہ روزہ نہ تھے وہ دودھ پی لیا اور لوگون کو تشفی ہوگئی[۱]

وفات | ام الفضل رض نے حضرت عثمان رض کے زمانۂ خلافت مین وفات پائی، اسوقت حضرت عباس رض زندہ تھے، حضرت عثمان رض نے جنازہ کی نماز پڑہائی،

اولاد | حضرت عباس رض کی اکثر اولاد انہین کے بطن سے پیدا ہوئی، اور چونکہ سب بیٹے نہایت قابل تھے اسلیے بڑی خوش قسمت سمجھی جاتی تھین، فضل، عبداللہ، معبد، عبید اللہ، قثم، عبدالرحمان اور ام حبیبہ، انہین کی یادگار ہین، انہین حضرت عبداللہ رض اور عبید اللہ آسمان علم کے مہر و ماہ تھے،

فضل و کمال | آنحضرت صلعم سے (۳۰) حدیثین روایت کی ہین، راوی حسب ذیل اصحاب ہین، عبداللہ رض، تمام (پسران عباس رض) انس رض بن مالک، عبداللہ بن حارث بن نوفل، عمیر، کریب، قابوس،

اخلاق | عابد اور زاہد تھین، ہر دوشنبہ اور پنجشنبہ کو روزہ رکھتی تھین[۲] آنحضرت صلعم سے محبت کرتی تھین، آپ اکثر انکے ہان جاتے اور دوپہر کے وقت آرام فرماتے تھے،

---

[۱] صحیح بخاری ص ۲۶۷ ج ۱ [۲] خلاصہ تہذیب ص ۴۹۵،

(۲۱) ام رومانؓ

نام ونسب | نام معلوم نہین، ام رومان کنیت ہے، قبیلہ کنانہ کے خاندان فراس[1] سے تھین، سلسلہ نسب یہ ہے، ام رومان بنت عامر بن عویمر بن عبد شمس بن عتاب بن اذینہ بن سبیع بن وہمان بن حارث بن غنم بن مالک بن کنانہ،

نکاح | عبداللہ بن سخبرہ سے نکاح ہوا اور انھین کے ہمراہ مکہ آکر اقامت کی، عبداللہ حضرت ابوبکرؓ کے حلیف بن گئے تھے، اس بنا پر جب انھون نے انتقال کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے خود نکاح کر لیا۔

اسلام | کچھ زمانہ کے بعد مکہ سے اسلام کی صدا بلند ہوئی تو حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ انھون نے بھی اس صدا کو لبیک کہا،

ہجرت | ہجرت کے وقت حضرت ابوبکرؓ تنہا آنحضرت صلعم کی معیت مین مدینہ کو روانہ ہوگئے تھے، لیکن اونکا خاندان مکہ مین مقیم تھا، مدینہ پہونچے تو وہان سے زیدؓ بن حارثہ اور ابورافعؓ مستورات کو لانے کے لیے بھیجے گئے، ام رومانؓ بھی انھین کے ہمراہ مدینہ مین آئین،

عام حالات | شعبان ۶ھ مین افک کا واقعہ پیش آیا، ام رومانؓ کے لیے یہ نہایت

---

[1] صحیح بخاری ص ۵۰۰ ج ۱

مصیبت کا وقت تھا، حضرت عائشہ رضؓ کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو آنحضرت صلعم سے اجازت لیکر میکے آئین، حضرت ابو بکر رضؓ بالاخانہ پر تھے، اور ام رومان نیچے بیٹھی تھین، پوچھا کیسے آئین؟ حضرت عائشہ نے سارا واقعہ بیان کیا، بولین "بیٹی! اسمین گھبرانے کی کوئی بات نہین، جو عورت اپنے خاوند کو زیادہ محبوب ہوتی ہے اُسکی سوتین حسدًا ایسا کرتی ہین" لیکن حضرت عائشہ رضؓ کو اس سے کچھ تسکین نہوئی اور چیخ مارکر روئین، حضرت ابو بکر رضؓ نے آواز سنی تو بالاخانہ سے اُتر آئے اور خود بھی رونے لگے، پھر اون سے کہا کہ تم اپنے گھر واپس جاؤ، اسکے ساتھ ہی ام رومان کو لیکر خود بھی روانہ ہوئے، حضرت عائشہ رضؓ کو چونکہ اس صدمہ مین بخار آگیا تھا دونون نے اونکو گود مین لٹا یا، پھر پڑھکر رسول اللہ صلعم تشریف لائے، اور فرمایا "عائشہ! اگر واقعی تم سے ایسی غلطی ہوئی تو خدا سے توبہ کر دو" حضرت عائشہ رضؓ نے والدین سے کہا کہ آپ لوگ جواب دین لیکن جواب ملا کہ ہم کیا کہہ سکتے ہین؟ غرض حضرت عائشہ رضؓ نے خود جواب دیا اور آنحضرت صلعم پر وحی نازل ہوئی جسمین ان کی صاف طور پر برارت کیگئی تھی، آنحضرت صلعم نے یہ بشارت سُنائی تو ام رومان رضؓ بولین کہ "تم اُٹھکر آنحضرت صلعم کے پاس جاؤ" حضرت عائشہ رضؓ نے کہا "مین نہ اونکی مشکور ہون اور نہ آپکی مین صرف اپنے خدا کا شکریہ ادا کرتی ہون[1]"

اسی سنہ کے اخیر مین مہمانون کا واقعہ پیش آیا، حضرت ابو بکر رضؓ اصحاب صفہ مین سے ۳ صاحبون کو اپنے گھر لائے تھے، آنحضرت صلعم کے پاس گئے تو واپسی مین دیر ہوگئی،

[1] صحیح بخاری ص ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۹، ۶۹۹ وغیرہ ج ۲

گھر آئے تو ام رومان رضؓ نے کہا مہمانون کو چھوڑ کر کہان بیٹھ رہے ؟ بولے تم نے کھانا نہین کھلایا ؟ جواب ملا کھانا بھیجا تھا لیکن ان لوگون نے انکار کیا" غرض کھانا کھلایا گیا، اور اسقدر برکت ہوئی کہ نہایت افراط کے ساتھ بچ رہا تھا، حضرت ابوبکر رضؓ نے ام رومان رضؓ سے پوچھا اب کتنا ہے ؟ بولین ۳ گنے سے زیادہ، چنانچہ سب اوٹھواکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین بھیجدیا گیا، [1]

وفات ام رومان رضؓ نے ۹ھ یا اسکے بعد انتقال کیا، آنحضرت صلعم خود قبر مین اُترے اور انکے لیے دعاے مغفرت کی، بعض لوگون کا خیال ہے کہ ۶ھ مین وفات پائی تھی لیکن یہ صحیح نہین، کیونکہ واقعات سے اسکی تردید ہوتی ہے،

اولاد اوپر گذر چکا ہے کہ ام رومان رضؓ نے دو نکاح کیے تھے، پہلے شوہر سے ایک لڑکا پیدا ہوا جسکا نام طفیل تھا، حضرت ابوبکر رضؓ سے دو اولادین ہوئین حضرت عبدالرحمن رضؓ اور حضرت عائشہ رضؓ،

[1] صحیح بخاری ص ۸۴ و ۸۵ ج ۱

(۲۲) حضرت سمیہؓ

خیاط کی بیٹی اور حضرت عمار بن یاسر کی والدہ ہین، ابوحذیفہ بن مغیرہ مخزومی کی کنیز تھین

نکاح یاسر عبسی سے کہ ابوحذیفہ کے حلیف تھے، نکاح ہوا، حضرت عمارؓ پیدا ہوے تو ابوحذیفہ نے انکو آزاد کر دیا[1]،

اسلام ایام پیری مین مکہ سے اسلام کی صدا بلند ہوئی، تو حضرت سمیہؓ، یاسر اور عمار تینون نے اس دعوت کو لبیک کہا، تاریخ مین ہے کہ حضرت سمیہؓ کا اسلام قبول کرنے والون مین ساتوان نمبر تھا، کچھ دن اطمینان سے گذرے تھے کہ قریش کا ظلم وستم شروع ہوگیا، اور بہ تدریج بڑھتا گیا، چنانچہ جو شخص جس مسلمان پر قابو پاتا طرح طرح کی دردناک تکلیفین دیتا تھا، حضرت سمیہؓ کو بھی خاندان مغیرہ نے شرک پر مجبور کیا لیکن وہ اپنے عقیدہ پر نہایت شدت سے قائم رہین، جسکا یہ صلہ ملا کہ مشرکین انکو مکہ کی جلتی تپتی ریت پر لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ مین کھڑا کرتے تھے، لیکن انکے عزم و استقلال کے چھینٹون کے سامنے یہ آتشکدہ سرد پڑ جاتا تھا، آنحضرت صلعم ادھر سے گذرتے تو یہ حالت دیکھکر فرماتے، آل یاسر صبر کرو اسکے عوض تمھارے لیے جنت ہے،

شہادت دن بھر اس مصیبت مین رہ کر شام کو نجات ملتی تھی، ایکمرتبہ شب کو گھر آئین تو

---

[1] اصابہ ج ۸ ص ۱۱۴، و استیعاب ص ۷۵۹ ج ۲

ابوجہل نے انکو گالیان دینی شروع کین، اور پھر اوسکا غصہ اس قدر تیز ہوا کہ اُٹھکر ایسی برچھی ماری کہ حضرت سمیہؓ جان بحق تسلیم ہوگئین، انا للہ وانا الیہ راجعون،

بنا کردند خوش رسمے بخون و خاک غلطیدن
خدا رحمت کند این عاشقانِ پاک طینت را

حضرت عمارؓ کو اپنی والدہ کی اس بے کسی پر سخت افسوس تھا آنحضرت صلعم سے آکر کہا کہ اب حد ہوگئی، آنحضرت صلعم نے صبر کی تاکید فرمائی اور کہا "خداوندا! آل یاسر کو جہنم سے بچا"، یہ واقعہ ہجرت نبوی سے قبل کا ہے، اس بنا پر حضرت سمیہؓ اسلام مین سب سے پہلی شہید ہین، رضی اللہ تعالیٰ عنہا[1]

غزوہ بدر مین جب ابوجہل مارا گیا تو آنحضرت صلعم نے حضرت عمارؓ سے فرمایا "دیکھو تمہاری ماں کے قاتل کا خدا نے فیصلہ کردیا"[2]،

[1] استیعاب ج ۲ ص ۷۶۰ [2] اصابہ ص ۱۱۴ ج ۸ بحوالہ ابن سعد

نام ونسب سہلہ یا رملہ نام، ام سلیم کنیت، غمیصا، اور رمیصا لقب، سلسلہ نسب یہ ہے،

ام سلیم بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار،

ماں کا نام ملیکہ[1] بنت مالک بن عدی بن زید مناۃ تھا، آبائی سلسلہ سے حضرت ام سلیم، سلمیٰ

بنت زید کی پوتی تھین، سلمیٰ، عبد المطلب جد رسول اللہ صلعم کی والدہ تھین، اسی بنا پر ام سلیم

آنحضرت صلعم کی خالہ مشہور ہین،

نکاح مالک بن نضر سے نکاح ہوا،

اسلام مدینہ مین اوائل اسلام مین مسلمان ہوئین، مالک چونکہ اپنے آبائی مذہب پر

قائم رہنا چاہتے تھے، اور ام سلیم تبدیل مذہب پر اصرار کرتی تھین، اس لیے دونون مین کشیدگی

پیدا ہوئی اور مالک ناراض ہو کر شام چلے گئے اور وہین انتقال کیا، ابو طلحہ نے جو اسی قبیلہ

سے تھے، نکاح کا پیغام دیا لیکن ام سلیم کو اب بھی وہی عذر تھا، یعنے ابو طلحہ مشرک تھے، اسلیے

وہ اون سے نکاح نہین کر سکتی تھین،

غرض ابو طلحہ نے کچھ دن تک غور کر کے اسلام کا اعلان کیا، اور ام سلیم رضہ کے سامنے آکر کلمہ

پڑھا، ام سلیم رضہ نے حضرت انس رضہ سے کہا کہ اب تم انکے ساتھ میرا نکاح کردو[2]، ساتھ ہی مہر معاف

---

[1] اصابہ ص ۴۴۴ ج ۲، [2] اصابہ بحوالہ مسند و ابن سعد،

کردیا، اور کہا "میرا مہر اسلام ہے" حضرت انسؓ کہا کرتے تھے کہ یہ مہر نہایت عجیب و غریب مہر تھا،

عام حالات | نکاح کے بعد حضرت ابوطلحہؓ نے بیعت عقبہ مین شرکت کی، اور چند ماہ کے بعد جناب رسالتماب صلعم مدینہ مین تشریف لائے، حضرت ام سلیمؓ اپنے صاحبزادے (حضرت انس) کو لیکر حضور مین آئین اور کہا "انھیں کو آپ کی خدمت کے لیے پیش کرتی ہون، یہ میرا بیٹا ہے آپ اسکے لیے دعا فرمائین،" آنحضرت صلعم نے دعا فرمائی،[1]

اسی زمانہ مین آپ نے مہاجرین اور انصار مین مواخاۃ قائم کی، اور یہ مجمع انھین کے مکان مین ہوا،[2]

غزوات مین حضرت ام سلیمؓ نے نہایت جوش سے حصہ لیا، صحیح مسلم مین ہے،[3]

کان رسول اللہ صلعم یغزو باُم سلیم	آنحضرت صلعم ام سلیم اور انصار کی چند عورتون کو
ونسوۃ من الانصار معہ اذا غزا	غزوات مین ساتھ رکھتے تھے، جو لوگون کو پانی پلاتین
فیسقین الماء ویداوین الجرحی،	اور زخمیون کی مرہم پٹی کرتی تھین،

غزوۂ احد مین جب مسلمانون کے جمے ہوئے قدم اکھڑ گئے تھے وہ نہایت مستعدی سے کام کر رہی تھین، صحیح بخاری مین حضرت انسؓ سے منقول ہے کہ مین نے عائشہ اور ام سلیم کو دیکھا کہ پائنچے چڑھائے ہوئے مشک بھر بھر کر لاتی تھین، اور زخمیون کو پانی پلاتی تھین، مشک خالی ہوجاتی تھی تو پھر جاکر بھر لاتی تھین،[4]

[1] صحیح مسلم ص ۲۸۵ ج ۲ و صحیح بخاری ص ۹۴۴ ج ۲، [2] بخاری، [3] مسلم ص ۲۰۰ ج ۲، [4] صحیح بخاری کتاب المغازی،

۵ھ مین آنحضرت صلعم نے حضرت زینب رض سے نکاح کیا، اس موقع پر حضرت ام سلیم رض نے ایک لگن مین مالیدہ بنا کر حضرت انس رض کے ہاتھ بھیجا اور کہا آنحضرت صلعم سے کہنا کہ اس حقیر ہدیہ کو قبول فرمائین[۱]،

۷ھ مین خیبر کا معرکہ ہوا، حضرت ام سلیم رض اس مین شریک تھین، آنحضرت صلعم نے حضرت صفیہ رض سے نکاح کیا تو انکو ام سلیم رض کے سپرد کیا کہ عروس بنائین[۲]،

— غزوہ حنین مین وہ ایک خنجر ہاتھ مین لیے تھین، ابو طلحہ رض نے دیکھا تو آنحضرت صلعم سے کہا کہ ام سلیم خنجر لیے ہین، آپ نے پوچھا کیا کروگی؟ بولین "اگر کوئی مشرک قریب آئیگا، تو اس کا پیٹ چاک کر دونگی"، آنحضرت صلعم یہ سنکر مسکرائے، ام سلیم نے کہا یا رسول اللہ! مکہ کے جو لوگ فرار ہوگئے ہین انکے قتل کا حکم دیجیے، ارشاد ہوا "خدا نے خود انکا انتظام کر دیا ہے[۳]"،

وفات | حضرت ام سلیم کی وفات کا سال اور مہینہ معلوم نہین، لیکن قرینہ یہ ہے کہ انھون نے خلافت راشدہ کے ابتدائی زمانہ مین وفات پائی ہے،

اولاد | جیسا کہ اوپر معلوم ہوا انھون نے دو نکاح کیے تھے، پہلے شوہر سے حضرت انس رض پیدا ہوئے، حضرت ابو طلحہ رض سے دو لڑکے پیدا ہوئے، ابو عمیر اور عبد اللہ، ابو عمیر صغر سنی مین فوت ہوگئے، اور عبد اللہ سے نسل چلی،

فضل وکمال | حضرت ام سلیم رض سے چند حدیثین مروی ہین جنکو حضرت انس رض، ابن عباس رض، زید بن ثابت، ابو سلمہ، اور عمرو بن عاصم نے ان سے روایت کیا ہے، لوگ ان سے مسائل

---

[۱] صحیح مسلم ص ۵۰۵ ج ۱ [۲] ایضاً ص ۵۴۶ ج ۱ [۳] ایضاً ص ۱۰۳ ج ۲،

دریافت کرتے تھے حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور زید بن ثابتؓ مین ایک مسئلہ مین اختلاف ہوا تو ان بزرگون نے انہین کو حکم مانا[1]، اونکو مسائل کے پوچھنے مین کچھ عار نہ تھا، ایکدفعہ آنحضرتؐ کیخدمت مین آئین اور کہا یا رسول اللہ! خدا حق بات سے نہین شرماتا، کیا عورت پر خواب مین غسل واجب ہی؟ ام المومنین حضرت ام سلمہؓ یہ سوال سن ہی تھین بیساختہ ہنس پڑین کہ تمنے عورتونکی بڑی فضیحت کی، بھلا کہین عورتون کو بھی ایسا ہوتا ہی، آنحضرتؐ نے فرمایا کیون نہین؟ ورنہ بچے مان کے ہمشکل کیون ہوتے ہین[2]؟"

اخلاق | حضرت ام سلیمؓ مین بڑے بڑے فضائل اخلاق جمع تھے، جوش ایمان کا یہ عالم تھا کہ اپنے پہلے شوہر سے صرف اس بنا پر علحدگی اختیار کی کہ وہ اسلام قبول کرنے پر رضامند نہ تھی حضرت ابوطلحہؓ نے نکاح کا پیغام دیا تو محض اسوجہ سے رد کردیا کہ وہ مشرک ہین، اس موقع پر انھون نے ابوطلحہ کو جس خوبی سے اسلام کی دعوت دی وہ سُننے کے قابل ہی مسند احمد مین ہی،

قالت یا ابا طلحہ! الست تعلم ان الٰھک الذی تعبد نبت من الارض قال بلی قالت افلا تستحی تعبد شجرۃ

(اصابہ ص ۲۴۳ ج ۸ بحوالہ مسند)

ام سلیم نے کہا ابوطلحہ! کیا تم جانتے ہو کہ تمھارا معبود زمین سے اُگا ہے؟ اُنھون نے جواب دیا ہان، ام سلیم بولین تو پھر تکو درخت کی پوجا کرتے شرم نہین آتی؟

حضرت ابوطلحہؓ پر اس تقریر کا اتنا اثر پڑا کہ فورًا مسلمان ہوگئے،

آنحضرت صلعم سے حد درجہ محبت کرتی تھین، آپ اکثر انکے مکان تشریف لیجاتے اور دوپہر کو آرام فرماتے تھے، جب بستر سے اُٹھتے تو وہ آپ کے پسینے اور ٹوٹے ہوئے بالون کو ایک شیشی مین جمع کرتی تھین[3]،

ایکمرتبہ آنحضرت صلعم نے انکی مشک سے مُنھ لگا کر پانی پیا تو وہ اٹھین اور مشک کا مُنھ

---

[1] مسند ص ۳۰۴ ج ۶، [2] صحیح بخاری ص ۹۲۹ ج ۲ [3] مسند ص ۲۹۲ و ۳۰۶،

کاٹ کر اپنے پاس رکھ لیا کہ اس سے رسول اللہ کا دہن مبارک مس ہوا ہے[1]،

آنحضرت صلعم کو بھی اُن سے خاص محبت تھی، صحیح مسلم مین ہے[2]،

کان النبیؐ لا یدخل علی احد من النساء	آنحضرت ازواج مطہرات کے علاوہ اور کسی عورت
الا علی ازواجہ الا ام سلیم فانہ یدخل	کے ہان نہین جاتے تھے، لیکن ام سلیم مستثنیٰ تھین،
علیھا فقیل لہ فی ذالک فقال انی ارحمھا	لوگون نے دریافت کیا تو فرمایا مجھے انپر رحم آتا ہے،
قتل اخوھا معی	انکے بھائی (حرامؓ) نے میرے ساتھ رہکر شہادت پائی ہے

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ اکثر اوقات حضرت ام سلیم کے مکان پر تشریف لیجاتے تھے،

حضرت ام سلیمؓ نہایت صابر اور مستقل مزاج تھین، ابو عمیر اونکا نہایت پیارا اور لاڈلا بیٹا تھا، لیکن جب اوسنے انتقال کیا تو نہایت صبر سے کام لیا، اور گھر والون کو منع کیا کہ ابو طلحہ کو اس واقعہ کی خبر نہ کرین، رات کو ابو طلحہ آئے تو انکو کھانا کھلایا اور دونون نہایت اطمینان سے بستر پر لیٹے، کچھ رات گذرنے پر ام سلیمؓ نے اس واقعہ کا تذکرہ کیا لیکن عجیب انداز سے کیا، بولین کہ اگر تمکو کوئی شخص عاریۃً ایک چیز دے اور پھر اسکو واپس لینا چاہے تو کیا تم اسکے دینے سے انکار کروگے؟ ابو طلحہ نے کہا کبھی نہین، کہا تو اب تم کو اپنے بیٹے کی طرف سے صبر کرنا چاہئے، ابو طلحہ یہ سنکر غصہ ہوے کہ پہلے سے کیون نہ بتلایا؟ صبح اُٹھکر آنحضرت صلعم کے پاس گئے اور سارا واقعہ بیان کیا، آپ نے فرمایا خدا اسنے اس رات تم دونون کو بڑی برکت دی ہے[3]،

اسی طرح ایک مرتبہ ابو طلحہ آئے اور کہا کہ رسول اللہ بھوکے ہین، کچھ بھیجدو، ام سلیم نے

---

[1] مسند ص ۳۷۶ ج ۶ [2] صحیح مسلم ص ۳۴۱ ج ۲ [3] ایضاً ص ۳۴۲،

چند روٹیان ایک کپڑے مین لپیٹ کر حضرت انس رضؓ کو دین کہ آنحضرت رضؓ کی خدمت مین جا کر پیش کر دین۔ آپ مسجد مین تھے اور صحابہ بھی بیٹھے ہوے تھے، حضرت انس رضؓ کو دیکھکر فرمایا ابو طلحہ نے تمکو بھیجا ہے؟ بولے جی ہان، فرمایا کھانے کے لیے؟ کہا ہان، آپ تمام صحابہ کو لیکر ابو طلحہ کے مکان پر تشریف لائے، ابو طلحہ گھبرا گئے اور ام سلیم رضؓ سے کہا اب کیا کیا جاے؟ کھانا نہایت قلیل ہے، اور آنحضرت صلعم ایک مجمع کے ساتھ تشریف لائے ہین۔ ام سلیم نے نہایت استقلال سے جواب دیا کہ ان باتون کو خدا اور رسول زیادہ جانتے ہین! آنحضرت صلعم اندر آئے تو حضرت ام سلیم نے وہی روٹیان اور سالن سامنے رکھدیا، خدا کی شان! اسمین بڑی برکت ہلوئی، اور سب لوگ کھا کر سیر ہوگئے[1]

حضرت ام سلیم رضؓ کے فضائل و مناقب بہت ہین، آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ مین جنت مین گیا تو مجھکو کچھ آہٹ معلوم ہوئی، مین نے کہا کون ہے؟ لوگون نے بتایا کہ انس کی والدہ غمیصا بنت ملحان ہین[2]

---

[1] صحیح مسلم ص ۲۴۴ ج ۲ [2] صحیح بخاری ص ۱۰ ج ۲، [3] صحیح مسلم ص ۲۴۳ ج ۲

(۲۴) ام عمارہؓ

نام ونسب | نسیبہ نام، ام عمارہ کنیت، قبیلہ خزرج کے خاندانِ نجار سے ہین، نسنامہ یہ ہے، ام عمارہ بنت کعب بن عمرو بن عوف بن مبذول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار

نکاح | پہلا نکاح زید بن عاصم سے ہوا، پھر عربہ بن عمرو کے عقد نکاح مین آئین،

اسلام | اور اونہی کے ساتھ بیعت عقبہ مین شرکت کی، سیرت کی کتابون مین مذکور ہے کہ بیعت عقبہ مین ۷۳ مرد اور ۲ عورتین شامل تھین، حضرت ام عمارہؓ کا بھی اُنھین مین شمار ہے

غزوات | غزوۂ احد مین شریک ہوئین اور نہایت پامردی سے لڑین، جب تک مسلمان فتح یاب تھے، وہ مشک مین پانی بھر کر لوگون کو پلا رہی تھین، لیکن جب شکست ہوئی تو آنحضرت صلعم کے پاس پہونچین اور اپنا سینہ سپر کردیا، کفار جب آپ پر بڑھتے تھے تو تیر اور تلوار سے روکتی تھین، آنحضرت صلعم کا خود بیان ہے کہ "مین احد مین اُنکو اپنے داہنے اور بائین برابر لڑتے ہوے دیکھتا تھا،" ابن قمیہ جب دڑاتا ہوا آنحضرت صلعم کے پاس پہونچگیا تو ام عمارہ نے بڑھکر روکا، چنانچہ کندھے پر زخم آیا اور غار پڑگیا، اونھون نے بھی تلوار ماری لیکن وہ دوہری زرہ پہنے ہوئے تھا اسلیے کارگر نہوئی،[۱] بعض روایتون مین ہے کہ اونھون نے ایک کافر کو قتل کیا تھا، احد کے بعد بیعت الرضوان، خیبر اور فتح مکہ مین

---

[۱] ابن ہشام ص ۴۸۰

بھی شرکت کی،

حضرت ابوبکرؓ کے عہد مین یمامہ کی جنگ پیش آئی مسیلمہ کذاب سے جو مدعی نبوت تھا مقابلہ تھا، حضرت ام عمارہؓ اپنے ایک لڑکے (حبیب) کو لیکر حضرت خالدؓ کے ساتھ روانہ ہوئین، اور جب مسیلمہ نے اونکے لڑکے کو قتل کرادیا تو انھون نے منت مانی کہ یا مسیلمہ قتل ہوگا یا وہ خود جان دیدین گی' یہ کہکر تلوار کھینچ لی اور میدان جنگ کی طرف روانہ ہوئین اور اس پامردی سے مقابلہ کیا کہ ۱۲ زخم کھائے اور ایک ہاتھ کٹ گیا،

اس جنگ مین مسیلمہ بھی مارا گیا،

وفات | اسکے بعد معلوم نہین کب تک زندہ رہین،

اولاد | انتقال کے وقت ۴ اولادین یادگار چھوڑین، حبیب، عبداللہ (پہلے شوہر سے) تمیم، خولہ (دوسرے شوہر سے)

فضل وکمال | چند حدیثین روایت کی ہین جو عباد بن تمیم (پوتے) لیلےٰ (کنیز) عکرمہ، حارث بن کعب اور ام سعد بنت سعد بن الربیع سے مروی ہین،

اخلاق | آنحضرت صلعم سے اونکو جو محبت تھی اوسکا اصلی منظر تو غزوۂ احد مین نظر آتا ہے لیکن اور بھی چھوٹے چھوٹے واقعات ہین، ایکمرتبہ آنحضرت صلعم انکے مکان مین تشریف لائے تو انھون نے کھانا پیش کیا، ارشاد ہوا تم بھی کھاؤ، بولین مین روزہ سے ہون، آنحضرت صلعم نے کھانا نوش فرمایا اور کہا کہ روزہ دار کے پاس اگر کچھ کھایا جائے تو اسپر فرشتے درود بھیجتے ہین[1]،

جوش اسلامی کا اندازہ بھی اوپر کے واقعات سے ہوسکتا ہے،

[1] مسند ص ۳۶۵ ج ۶،

(۲۵) ام عطیہؓ

نام ونسب نسیبہ بنت حارث نام، انصار کے کسی قبیلہ سے تھیں،

اسلام ہجرت سے قبل مسلمان ہوئیں، آنحضرت صلعم مدینہ تشریف لائے تو انصار کی عورتوں کو ایک مکان میں بیعت کے لیے جمع کیا، اور حضرت عمرؓ کو دروازہ پر بھیجا کہ ان شرائط پہ بیعت لیں کہ شرک نہ کرینگی چوری اور زنا سے بچیں گی، اولاد کو قتل نہ کریں گی، کسی پر بہتان نہ باندھینگی اچھی باتوں سے انکار نکریں گی، عورتوں نے یہ سب تسلیم کیا تو حضرت عمرؓ نے اندر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور عورتوں نے اپنے ہاتھ باہر نکالے جو بیعت کی علامت تھی، اسکے بعد ام عطیہؓ نے پوچھا کہ اچھی باتوں سے انکار کرنے کے کیا معنے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا نوحہ اور بین نہ کرنا[1]،

غزوات اور عام حالات ام عطیہؓ عہد رسالت کے ۷ معرکوں میں شریک ہوئیں، جنمیں وہ مردونکے لیے کھانا پکاتی، انکے سامان کی حفاظت کرتی، مریضوں کی تیمارداری اور زخمیوں کی مرہم پٹی کرتی تھیں[2]،

سنہ ۸ھ میں آنحضرت صلعم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا انتقال ہوا، تو ام عطیہؓ اور چند عورتوں نے انکو غسل دیا، آنحضرت صلعم نے انکو نہلانے کی ترکیب بتائی[3]

خلافت راشدہ کے زمانہ میں انکا ایک لڑکا کسی غزوہ میں شریک تھا، بیمار ہو کر بصرہ

[1] مسند ص ۴۰۹ ج ۶ [2] صحیح مسلم ص ۱۰۵ ج ۲ [3] صحیح بخاری ص ۱۶۰ ج ۱ و مسلم ص ۳۴۶ ج ۱

آیا، حضرت ام عطیہ رض مدینہ مین تھین خبر ملی تو نہایت عجلت سے بصرہ روانہ ہوئین لیکن پہونچنے کے ایک دو دن قبل وہ وفات پاچکا تھا، یہان آکر انھون نے بنو خلف کے قصر مین قیام کیا، تیسرے روز انھون نے خوشبو منگا کر ملی، اور کہا کہ شوہر کے علاوہ اور کسی کے لیے ۳ دن سے زیادہ سوگ نہین کرنا چاہیے[1]،

اسکے بعد بصرہ مین مستقل سکونت اختیار کر لی[2]،

وفات وفات کی تاریخ اور سنہ معلوم نہین، اور نہ اولاد کی تفصیل کا علم ہے،

فضل وکمال آنحضرت صلعم اور حضرت عمر رض سے چند حدیثین روایت کی ہین، راویون مین حسب ذیل اصحاب ہین،

حضرت انس، ابن سیرین، حفصہ بنت سیرین، اسمٰعیل بن عبدالرحمان بن عطیہ، عبدالملک بن عمیر، علی بن الاقمر، ام شراحیل،

صحابہ اور تابعین اُنسے میت کے نہلانے کا طریقہ سیکھتے تھے[3]،

اخلاق آنحضرت صلعم سے بہت محبت کرتی تھین اور آپ بھی ان سے محبت کرتے تھے، ایک مرتبہ آنحضرت صلعم نے انکے پاس صدقہ کی ایک بکری بھیجی تو انھون نے اسکا گوشت حضرت عائشہ رض کے پاس روانہ کیا، آپ گھر مین تشریف لائے تو کھانے کے لیے مانگا، بولین کہ اور تو کچھ نہین ہے، البتہ جو بکری آپ نے نسیبہ کے پاس بھیجی تھی اسکا گوشت رکھا ہے، آپ نے فرمایا لاؤ، کیونکہ وہ مستحق کے پاس پہونچ چکی ہے[4]،

---

[1] صحیح بخاری ص ۱۶۸ و ۱۷۰ ج ۱ [2] زرقانی ص ۱۰۲ و ۳ ج ۳ ، [3] اسد الغابہ ص ۶۰۳ ج ۵ [4] تہذیب ۴۵۵ ج ۱۲،
[5] صحیح مسلم ص ۱۰۴ ج ۱ ،

آنحضرت صلعم کے ساتھ آپ کے اعزہ و اقارب سے بھی خاص تعلقات تھے، چنانچہ ابن سعد نے لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام، ام عطیہؓ کے مکان مین قیلولہ فرماتے تھے،[1] احکام نبوی کی پوری پابندی کرتی تھین، آنحضرتؐ نے بیعت مین نوحہ کی ممانعت کی تھی، اسپر انھون نے ہمیشہ عمل کیا، چنانچہ بیعت ہی کے وقت آنحضرت صلعم سے عرض کی کہ فلان خاندان کے لوگ میرے ہان رو چکے ہین اسلیے مجھکو بھی اُنکے ہان جاکر رونا ضروری ہے آپ اس خاندان کو مستثنیٰ کردیجیے، چنانچہ آپ نے مستثنیٰ کردیا،[2] لڑکے کی وفات، اور اوسپر سوگ کرنے کا حال ابھی گذر چکا ہے،

[1] اصابہ ص ۲۵۹ ج ۸ [2] مسند ص ۴۰۷ ج ۶

(۲۶) ربیع بنت معوذ بن عفراءؓ

نام ونسب ربیع نام، قبیلۂ خزرج کے خاندان نجار سے ہین، سلسلۂ نسب یہ ہے، ربیع بنت معوذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار، والدہ کا نام ام تزید تھا جو قیس بن زعورا کی بیٹی تھین، حضرت ربیعؓ اور انکے تمام بھائی عفرا کی اولاد مشہور ہین، عفرا ان لوگون کی دادی تھین[1]،

اسلام ہجرت کے قبل مسلمان ہوئین،

نکاح ایاس بن بکیر لیثی سے شادی ہوئی، صبح کو آنحضرت صلعم انکے گھر تشریف لائے اور بستر پر بیٹھ گئے، اسوقت لڑکیان دف بجا بجا کر شہدا، بدر کے مناقب مین اشعار پڑھ رہی تھین، اس ضمن مین آنحضرت صلعم کی شان مین بھی کچھ اشعار پڑھے، جن مین ایک مصرع یہ تھا،

وفینا نبی یعلم ما فی غد — اور ہم مین وہ نبی ہے جو کل کی بات جانتا ہے،

آنحضرت صلعم نے فرمایا یہ نہ کہو[2]

عام حالات معرکۂ بدر مین کم سنی کی وجہ سے شریک نہو سکین، دوسرے غزوات مین شرکت کی، صحیح بخاری مین ہے کہ وہ زخمیون کا علاج کرتین اور لوگون کو پانی پلاتی تھین[3]، مسند مین اس پر اسقدر اضافہ ہے کہ مقتولون کو مدینہ پہونچاتی اور فوج کی خدمت کرتی تھین[4]

---

[1] تہذیب التہذیب ص ۴۱۸ ج ۱۲ [2] صحیح بخاری ص ۵۷۰ ج ۲ [3] ایضاً ص ۴۰۳ ج ۱ [4] مسند ص ۳۵۸ ج ۶

غزوہ حدیبیہ میں بھی موجود تھیں، جب بیعت رضوان کا وقت آیا تو انھوں نے بھی آکر بیعت کی،

سنہ ۳۵ھ میں اپنے شوہر سے علیحدہ ہوئیں۔ شرط یہ تھی کہ جو کچھ میرے پاس ہے اسکو لے کر مجھ سے دست بردار ہو جاؤ۔ چنانچہ اپنا تمام سامان اُنکو دیدیا، صرف ایک کُرتی رہنے دی، لیکن شوہر کو یہ بھی گوارا نہوا، جاکر حضرت عثمانؓ کی عدالت میں مقدمہ دائر کیا، چونکہ ربیعؓ نے کل چیزوں کی شرط کی تھی، حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ تمکو اپنا وعدہ پورا کرنا چاہیئے اور شوہر سے فرمایا کہ تم انکے جوڑا باندھنے کی دھجی تک لے سکتے ہو۔[1]

وفات | حضرت ربیعؓ کی وفات کا سال نامعلوم ہے،

اولاد | اولاد میں محمد مشہور ہیں،

فضل وکمال | حضرت ربیعؓ سے ۲۱ حدیثیں مروی ہیں علمی حیثیت سے اونکا یہ پایہ تھا کہ حضرت ابن عباسؓ اور امام زین العابدین علیہ السلام اُن سے مسائل دریافت کرتے تھے، راویوں میں بہت سے بزرگ ہیں مثلاً عائشہ بنت انس بن مالک، سلیمان بن یسار، ابوسلمہ بن عبدالرحمن، نافع، عبادہ بن الولید، خالد بن ذکوان، عبداللہ بن محمد بن عقیل، ابوعبیدہ بن محمد (حضرت عمار بن یاسر کے پوتے) محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان،

اخلاق | جوش ایمان اس سے ظاہر ہے کہ ایکمرتبہ اسماء بنت مخرمہ جو ابو ربیعہ مخزومی کی بیوی تھیں اور عطر بیچتی تھیں چند عورتوں کے ساتھ ربیعؓ کے گھر آئیں، اور انکا نام ونسب

[1] اصابہ ص ۰۰ ج ۸ بحوالہ ابن سعد،

دریافت کیا، چونکہ ربیعؓ کے بھائی نے ابوجہل کو بدر مین قتل کیا تھا، اور اسمار قریش کے قبیلے سے تھی بولی "تو تم ہمارے سردار کے قاتل کی بیٹی ہو" حضرت ربیعؓ کو ابوجہل کی نسبت سردار کا لفظ نہایت ناگوار ہوا بولین "سردار نہین بلکہ غلام کے قاتل کی بیٹی ہون"، اسمار کو ابوجہل کی شان مین یہ گستاخی پسند نہ آئی جھنجھلا کر کہا مجھکو تمھارے ہاتھ سودا بیچنا حرام ہے، ربیعؓ نے برجستہ کہا مجھکو تم سے کچھ خریدنا حرام ہے کیونکہ تمھارا عطر، عطر نہین بلکہ گندگی ہے،

آنحضرت صلعم سے بے انتہا محبت تھی اور آپ اسکے گھر اکثر تشریف لیجاتے تھے[1] ایکمرتبہ آپ تشریف لائے اور وضو کے لیے پانی مانگا، تو انھون نے کھڑے ہو کر آپ کو وضو کرایا[2]، ایکمرتبہ دو طبا قون مین چھوہارے اور انگور لیکر گئین تو آپ نے زیور یا سونا مرحمت فرمایا[3]،

آنحضرت صلعم کا ایک مرتبہ کسی نے حلیہ پوچھا تو بولین، "بس یہ سمجھ لو کہ آفتاب طلوع ہو رہا ہے"[4]،

[1] مسند ۳۵۸ ج۶، [2] ابوداؤد ص ۱۳ ج۱، [3] مسند ص ۳۵۹ ج۶، [4] اسد الغابہ ص ۴۵۲ ج ۵،

(۲۷) اُم ہانی رضؓ

نام ونسب | فاختہ نام، ام ہانی کنیت، ابوطالب عم رسول اللہ صلعم کی دختر تھین، ان کا نام فاطمہ بنت اسد تھا، اس بنا پر حضرت علی علیہ السلام حضرت جعفر طیار اور ام ہانیؓ حقیقی بھائی بہن ہین

نکاح | ہبیرہ بن عمرو (بن عائذ) مخزومی سے نکاح ہوا،

اسلام | اور ۸ھ مین جب مکہ فتح ہوا مسلمان ہوئین، آپ نے اس روز انکے مکان مین غسل کیا تھا، اور چاشت کی نماز پڑھی تھی، انھون نے اپنے دو عزیزون کو جو مشرک تھے پناہ دیدی تھی، آنحضرت صلعم نے بھی پناہ دی[1] اونکا شوہر ہبیرہ فتح مکہ مین نجران بھاگ گیا تھا،

وفات | ترمذی کی روایت ہے کہ حضرت علیؓ کی وفات کے بعد مدت تک زندہ رہین، تہذیب مین ہے کہ امیر معاویہؓ کے زمانۂ خلافت مین انتقال کیا،

اولاد | حسب ذیل اولاد چھوڑی، عمرو، ہانی، یوسف، جعدہ،

فضل وکمال | حضرت ام ہانیؓ سے ۴۶ حدیثین مروی ہین، جنکے راوی حسب ذیل حضرات ہین جعدہ، یحیی، ہارون، ابومرہ، ابوصالح، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، عبداللہ بن حارث بن نوفل، ابن ابی لیلے، مجاہد، عروہ، عبداللہ بن عیاش، شعبی، عطار، کریب، محمد بن عقبہ،

آنحضرت صلعم سے کبھی کبھی مسائل دریافت کرتی تھین، جس سے اونکی فقہ دانی کا پتہ

[1] مسند ص ۳۴۳ ج ۶

چلتا ہے، ایکمرتبہ اس آیت کی تفسیر پوچھی تھی وتاتون فی نادیکم المنکر[1]،

اخلاق | آنحضرت صلعم سے اونکو جو عقیدت تھی وہ اس سے ظاہر ہے کہ آپ فتح مکہ کے زمانہ مین انکے مکان پر تشریف لائے اور شربت نوش فرمایا، اسکے بعد انکو دیا، وہ روزہ سے تھین لیکن پی لیا، آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا تو روزہ کے توڑنے کا سبب دریافت کیا، انھون نے کہا مین آپ کا جھوٹا واپس نہین کرسکتی تھی[2]،

آنحضرت صلعم کو بھی اون سے بہت محبت تھی، ایکمرتبہ فرمایا ام ہانی! بکری لے لو، یہ بڑی خیروبرکت کی چیز[3] ہے،

ایکمرتبہ اونھون نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ اب مین بوڑھی ہوگئی اور چلنے پھرنے مین ضعف معلوم ہوتا ہے، اسلیے ایسا عمل بتلا دیجئے جسکو بیٹھے بیٹھے انجام دے سکون، آپ نے ایک وظیفہ بتلایا[4]،

---

[1] مسند ص ۳۴۱ ج ۶ [2] ایضاً ص ۳۴۳ ج ۶ [3] ایضاً [4] ایضاً ص ۳۴۴

(٢٨) فاطمہ بنت خطابؓ

نام ونسب | فاطمہ نام، ام جمیل کنیت، حضرت عمرؓ کی ہمشیرہ ہین،

نکاح | حضرت سعیدؓ بن زید سے نکاح ہوا،

اسلام | اور انھین کے ساتھ مسلمان ہوئین، یہ اوائل اسلام کا واقعہ ہے، اسکے کچھ
دنون کے بعد انکے بھائی یعنے حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے اور انھین کے سبب سے ہوئے
اسکا قصہ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے خود بیان کیا ہے یہ ہے کہ حضرت عمرؓ حضرت حمزہؓ کے مسلمان
ہونے کے بعد آنحضرت صلعم کے پاس جارہے تھے، راستہ مین ایک مخزومی صحابی سے
ملاقات ہوئی، پوچھا کہ تم نے اپنا آبائی مذہب چھوڑ کر محمد کا مذہب اختیار کیا ہے؟ بولے
ہان لیکن پہلے اپنے گھر کی خبر لو تمھاری بہن اور بہنوئی نے بھی محمد کا مذہب قبول کرلیا
ہے، حضرت عمرؓ سیدھے بہن کے گھر پہونچے، دروازہ بند تھا اور وہ قرآن پڑھ رہی تھین،
انکی آہٹ پاکر چپ ہوگئین اور قرآن کے اجزا چھپا لئے لیکن آواز ان کے کان
مین پڑ چکی تھی، پوچھا کہ یہ کیا آواز تھی؟ انھون نے کہا کچھ نہین، بولے مین سن چکا ہون
کہ تم دونون مرتد ہوگئے ہو، یہ کہکر بہنوئی سے دست وگریبان ہوگئے، حضرت فاطمہؓ
بچانے کو آئین تو انکی بھی خبر لی، بال پکڑ کر گھسیٹے اور اسقدر مارا کہ انکا بدن لہو لہان
ہوگیا، اسی حالت مین انکی زبان سے نکلا عمر! جو ہوسکے کرو لیکن اب اسلام دل سے

نہین نکل سکتا،، ان الفاظ نے حضرت عمرؓ کے دلپر ایک خاص اثر کیا، بہن کی طرف محبت کی نگاہ سے دیکھا، انکے بدن سے خون جاری تھا، یہ دیکھکر اور بھی رقت ہوئی فرمایا کہ تم لوگ جو پڑھ رہے تھے مجھکو بھی سناؤ، فاطمہؓ نے قرآن کے اجزاء لاکر سامنے رکھدیے، حضرت عمرؓ ان کو پڑھتے جاتے تھے اور انپر رعب چھاتا جاتا تھا، یہانتک کہ ایک آیت پر پہونچکر پکار اُٹھے اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ[1]،

ہجرت	اپنے شوہر کے ساتھ ہجرت کی،
وفات	وفات کا سنہ اور مہینہ معلوم نہین،
اولاد	ایک لڑکا چھوڑا، عبدالرحمن نام تھا،

[1] اصابہ ص ۱۶۱ ج ۸ و اسد الغابہ ص ۴ ۵ ج ۴،

(۲۹) اسماء بنت عمیس رض

نام ونسب | اسماء نام، قبیلۂ خثعم سے تھین، سلسلۂ نسب یہ ہے، اسماء بنت عمیس بن معد بن حارث بن تیم بن کعب بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن معاویہ بن زید بن مالک بن بشر بن وہب اللہ بن شہران بن عفرس بن خلف بن اقبل (خثعم) ماں کا نام ہند (خولہ) بنت عوف تھا اور قبیلۂ کنانہ سے تھین، اس بنا پر حضرت میمونہؓ (ام المومنین) اور اسماءؓ اخیافی بہنین تھین،

نکاح | حضرت جعفر سے کہ حضرت علی علیہ السلام کے بھائی تھے (اور دس برس بڑے تھے) نکاح ہوا،

اسلام | آنحضرت صلعم کے خانۂ ارقم مین مقیم ہونے سے قبل مسلمان ہوئین، حضرت جعفرؓ نے بھی اسی زمانہ مین اسلام قبول کیا تھا،[1]

عام حالات | حبشہ کو ہجرت کی، اور کئی سال تک مقیم رہین، ۷ھ مین جب خیبر فتح ہوا تو مدینہ آئین، حضرت حفصہؓ کے گھر گئین تو حضرت عمرؓ بھی آگئے، پوچھا یہ کون ہین، جواب ملا اسماءؓ بولے ہان وہ حبش والی وہ سمندر والی؛ حضرت اسماءؓ نے کہا ہان وہی، حضرت عمرؓ نے کہا ہمکو تم پر فضیلت ہے اسلیے کہ ہم مہاجر ہین، حضرت اسماءؓ کو یہ فقرہ سنکر غصہ آیا بولین کبھی نہین، تم آنحضرتؐ کے ساتھ تھے آپ

---

[1] سیرت ابن ہشام ص ۱۳۶ ج ۱، اصابہ ص ۹ ج ۸ بحوالہ ابن سعد،

بھوکون کو کھلاتے اور جاہلون کو پڑھاتے تھے، لیکن ہماری حالت بالکل جداگانہ تھی، ہم نہایت دُور و دراز مقام مین صرف خدا اور رسول کی خوشنودی کے لیے پڑے رہے، اور بڑی بڑی تکلیفین اوٹھائین" آنحضرت صلعم مکان تشریف لائے تو انھون نے سارا قصہ بیان کیا، ارشاد ہوا "انھون نے ایک ہجرت کی اور تم نے دو ہجرتین کین اسلیے تمکو زیادہ فضیلت ہے، حضرت اسمارؓ اور دوسرے مہاجرین کو اس سے اس درجہ مسرت ہوئی، کہ دنیا کی تمام فضیلتین ہیچ معلوم ہوتی تھین، مہاجرین حبشہ جوق جوق حضرت اسمارؓ کے پاس آتے اور یہ واقعہ دریافت کرتے تھے[1]۔

سنہ ۸ھ غزوۂ موتہ مین حضرت جعفرؓ نے شہادت پائی، آنحضرت صلعم کو خبر ہوئی تو حضرت اسمارؓ کے گھر تشریف لائے اور فرمایا جعفرؓ کے لڑکون کو میرے پاس لاؤ، انھون نے لڑکونکو نہلایا دُہلایا تھا، سامنے لائین تو آپ آبدیدہ ہوگئے، پوچھا کیا جعفر کی کوئی خبر آئی ہے؟ فرمایا ہان وہ شہید ہوگئے "یہ سنا تھا کہ حضرت اسمارؓ چیخ اوٹھین، اور گھر مین کہرام پڑگیا، آنحضرت صلعم اپنے مکان واپس آئے، اور فرمایا جعفرؓ کے بچون کے لیے کھانا پکاؤ، کیونکہ وہ رنج وغم مین مصروف ہین[2]،

اسکے بعد مسجد مین جاکر غمزدہ بیٹھے اور اس خبر کا اعلان کیا، اسی حالت مین ایک شخص نے آکر کہا کہ جعفر کی مستورات ماتم کررہی ہین اور رو رہی ہین، آپ نے انکو منع کرا بھیجا، وہ گئے اور واپس آکر کہا کہ مین نے منع کیا لیکن وہ باز نہین آئین، آپ نے دوبارہ

---

[1] صحیح بخاری ص ۶۰۷ و ۶۰۸ ج ۲ [2] مسند ص ۳۷۰ ج ۶

بھیجا، وہ پھر گئے اور واپس آکر عرض کی کہ ہم لوگوں کی نہیں چلتی، آپ نے ارشاد فرمایا کہ "تو اونکے منھ مین خاک بھردو" یہ واقعہ حضرت عائشہؓ سے صحیح بخاری مین منقول ہے، صحیح بخاری مین یہ بھی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے اوس شخص سے کہا کہ "خدا کی قسم تم یہ نکروگے (منھ مین خاک ڈالنا) تو آنحضرتؐ کو تکلیف سے نجات نہ ملے گی" [1]

تیسرے دن آنحضرتؐ حضرت اسماءؓ کے گھر تشریف لائے اور سوگ کی ممانعت کی [2]

تقریبًا ۶ مہینہ کے بعد شوال سنہ ۸ھ مین جو غزوہ حنین کا زمانہ تھا، آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکرؓ سے انکا نکاح پڑھا دیا، جسکے دو برس کے بعد ذوالقعدہ سنہ ۱۰ھ مین محمد بن ابوبکر پیدا ہوئے، اسوقت حضرت اسماءؓ حج کی غرض سے کہ آئی تھین، چونکہ محمد ذوالحلیفہ مین پیدا ہوئے تھے، اسماءؓ نے دریافت کرایا کہ مین کیا کرون؟ ارشاد ہوا کہ نہا کر احرام باندھین [3]

آنحضرت صلعم کے مرض الموت مین حضرت ام سلمہؓ اور اسماءؓ نے ذات الجنب تشخیص کر کے دوا پلانی چاہی، چونکہ گوارا نہ تھی آپ نے انکار فرمایا، اسی ممانعت مین غشی طاری ہو گئی، اونھون نے منھ کھولکر پلا دی، افاقہ کے بعد آپ کو احساس ہوا تو فرمایا "یہ مشورہ اسماء نے دیا ہوگا وہ حبشہ سے اپنے ساتھ یہ حکمت لائی ہین، عباس کے علاوہ سب کو دوا پلائی جائے" چنانچہ تمام ازواج مطہرات کو دوا پلائی گئی [4]

سنہ ۱۳ھ مین حضرت ابوبکرؓ نے وفات پائی تو وصیت کی کہ اسماءؓ غسل دین، چنانچہ اسماءؓ نے اپنے شوہر کی وصیت کو پورا کیا [5] حضرت ابوبکرؓ کے بعد اسماءؓ حضرت علی علیہ السلام کے

[1] صحیح بخاری ص ۱۷۱ ج ۲ [2] مسند ص ۳۶۹ ج ۶ [3] اصابہ ص ۹ ج ۸ [4] صحیح مسلم ص ۳۸۵ و ۳۹۴ ج ۱ [5] صحیح بخاری ص ۸۵۱ ج ۲ و طبقات ص ۱۳۲ ج ۲ قسم ۲ و مسند ص ۴۳۸ ج ۶ [6] اصابہ ص ۹ ج ۸ بحوالہ ابن سعد

عقد نکاح مین آئین، محمد بن ابوبکر بھی ساتھ آئے اور جناب امیرؓ کے آغوش تربیت مین پرورش پائی، ایک دن عجیب لطیفہ ہوا، محمد بن جعفر اور محمد بن ابوبکر نے باہم فخراً کہا کہ ہم تم سے بہتر ہین اسلیے کہ ہمارے باپ تمھارے باپ سے بہتر تھے، جناب امیرؓ نے حضرت اسماءؓ سے کہا کہ اس جھگڑے کا فیصلہ کرو، بولین کہ تمام نوجوانون پر جعفر کو اور تمام بوڑھون پر ابوبکر کو فضیلت حاصل ہے، جناب امیرؓ بولے پھر ہمارے لیے کیا رہا؟[۱]

۳۸ھ مین محمد بن ابوبکر مصر مین قتل ہوئے، اور گدھے کی کھال مین اونکی لاش جلائی گئی، حضرت اسماءؓ کے لیے اس سے زیادہ تکلیف دہ واقعہ کیا ہو سکتا تھا؟ انکو سخت غصہ تھا، لیکن نہایت صبر سے کام لیا اور مصلے پر کھڑی ہو گئین،[۲]

وفات | ۴۰ھ مین جناب امیرؓ نے شہادت پائی، اور اسکے بعد حضرت اسماءؓ کا بھی انتقال ہو گیا[۳]

اولاد | جیسا کہ اوپر گذر چکا، حضرت اسماء نے ۳ نکاح کیے تھے، چنانچہ حضرت جعفر سے محمد، عبداللہ، عون، حضرت ابوبکرؓ سے محمد اور جناب امیر سے یحییٰ پیدا ہوئے،[۴]

ریاض النضرۃ مین لکھا ہے کہ حضرت علیؓ کے دو لڑکے ہوئے تھے یحییٰ اور عون،[۵] لیکن علامہ ابن اثیر نے اسکو غلط کہا ہے اور لکھا ہو کہ یہ ابن کلبی کا خیال ہے جو مشہور دروغ گو تھا،

فضل و کمال | حضرت اسماءؓ سے ۶۰ حدیثین منقول ہین، جنکے راویون کے نام یہ ہین،

حضرت عمرؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ، عبداللہ بن جعفرؓ، ابن عباسؓ، قاسم بن محمد، عبداللہ بن شداد بن الہاد، عروہ، ابن مسیب، ام عون بنت محمد بن جعفرؓ، فاطمہ بنت علیؓ، ابویزید مدنی،

۱؎ اصابہ ص ۹ ج ۸، ۲؎ ایضاً، ۳؎ خلاصہ تہذیب ص ۴۸۸، ۴؎ استیعاب ص ۷۲۵ ج ۲، ۵؎ ریاض النضرہ ص ۲۴۹ ج ۲،

آنحضرتؐ سے براہ راست تعلیم حاصل کرتی تھین، آنحضرت صلعم نے مصیبت اور تکلیف مین پڑھنے کے لیے انکو ایک دعا بتائی تھی،[۱]

ایکمرتبہ آنحضرت صلعم نے حضرت جعفرؓ کے بچون کو دُبلا دیکھا تو پوچھا کہ یہ اسقدر دُبلے کیون ہین؟ اسماءؓ نے کہا انکو نظر بہت لگتی ہے، فرمایا تو تم جھاڑ پھونک کرو، حضرت اسماءؓ کو ایک منتر یاد تھا، آنحضرت صلعم کو سنایا، فرمایا ہان یہی سہی،[۲]

حضرت اسماءؓ کو خواب کی تعبیر مین بھی دخل تھا، چنانچہ حضرت عمرؓ اکثر ان سے خوابون کی تعبیر پوچھتے تھے،[۳]

[۱] مسند ص ۳۶۹ ج ۶ [۲] صحیح مسلم ص ۲۲۳ ج ۲ [۳] اصابہ ص ۹ ج ۸،
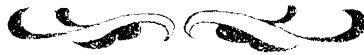
(۱۴۰) حضرت اسماءؓ

نام و نسب | اسماء نام، ذات النطاقین لقب، حضرت ابوبکرؓ کی صاحبزادی ہین، مان کا نام قتلہ بنت عبد العزی تھا، ہجرت سے ۲۷ سال قبل مکہ مین پیدا ہوئین،

نکاح | حضرت زبیر بن عوامؓ سے نکاح ہوا

اسلام | اپنے شوہر کی طرح انھون نے بھی قبول اسلام مین سبقت کی، ابن اسحاق کے قول کے مطابق اونکا ایمان لانے والون مین اٹھارواں نمبر تھا،

عام حالات | جب آنحضرت صلعم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، تو حضرت ابوبکرؓ رفیق صحبت تھے، آپ دوپہر کو اونکے گھر تشریف لائے اور ہجرت کا خیال ظاہر فرمایا، حضرت اسماءؓ نے سفر کا سامان کیا دو تین دن کا کھانا ناشتہ دان مین رکھا، نطاق جسکو عورتین کمر سے لپیٹتی ہین، پھاڑ کر اوس سے ناشتہ دان کا منھ باندھا، یہ وہ شرف تھا، جسکی بنا پر آج تک اونکو ذات النطاقین کے لقب سے یاد کیا جاتا ہےؔ،

حضرت ابوبکرؓ ہجرت کے وقت کل روپیہ ساتھ لے گئے تھے، ابو قحافہ کو کہ اون کے والد تھے معلوم ہوا، بولے کہ اوٗنھون نے جانی اور مالی دونون قسم کی تکلیف دی، حضرت اسماءؓ نے کہا وہ کثیر دولت چھوڑ گئے ہین، یہ کہکر اوٹھین اور جس جگہ حضرت ابوبکرؓ کا مال رہتا تھا

لہ صحیح بخاری ص ۵۵۳ و ۵۵۵ ج ۱،

بہت سے پتھر رکھدیے اور انپر کپڑا اڑھا دیا، پھر ابو قحافہ کو لے گئین اور کہا ٹٹول لیجیے دیکھیے یہ رکھا ہے، ابو قحافہ نابینا ہو گئے تھے، اسلیے مان گئے اور کہا کھانے کے لیے بہت ہے، حضرت اسماءؓ کا بیان ہے کہ مین نے صرف ابو قحافہ کی تسکین کے لیے ایسا کیا تھا ورنہ وہان ایک حبہ بھی نہ تھا[1]،

آنحضرت صلعم نے مدینہ پہونچکر مستورات کو بلوایا تو حضرت اسماءؓ بھی آئین[2]، قبا مین قیام کیا یہان عبد اللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے، انکو لیکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئین آپ نے عبد اللہ کو گود مین لیا، گھٹی دی، اور اُنکے لیے دعا فرمائی[3]، عبد اللہ بن زبیرؓ جب جوان ہوئے تو حضرت اسماءؓ اونکے پاس رہنے لگین کیونکہ حضرت زبیرؓ نے انکو طلاق دیدی تھی[4]،

حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ نے گھٹی مین آنحضرت صلعم کا لعاب مبارک پایا تھا، اس بنا پر جب سن شعور کو پہونچے تو فضائل اخلاق کے پیکر مجسم تھے، اوس وقت سلطنت بنو امیہ کا فرمانروا یزید سرتاپا فسق و فجور تھا، حضرت عبد اللہؓ نے اوسکی بیعت سے انکار کیا، مکہ مین پناہ گزین ہوئے اور وہین سے اپنی خلافت کی صدا بلند کی، چونکہ حضرت عبد اللہؓ کی عظمت و جلالت کا ہر شخص معترف تھا اسلیے تمام دنیائے اسلام نے اس صدا پر لبیک کہی، اور ملک کا بڑا حصہ اونکے علم کے نیچے آگیا، لیکن جب عبد الملک بن مروان تخت نشین ہوا تو اوسنے اپنی حکمت عملی سے بعض صوبون پر قبضہ کر لیا اور حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے مقابلہ کی تیاریان کین، شامی

---

[1] مسند ابن حنبل ص ۳۵۰ ج ۶، [2] اصابہ ص ۶۹ ج ۴، طبقات ص ۱۶۱ ج ۱ قسم ۱، و تہذیب ص ۲۱۴ ج ۵، [3] صحیح بخاری ص ۵۵۵ ج ۱، [4] فتح الباری ص ۱۶۳ ج ۶ و اسد الغابہ ص ۳۹۲ ج ۵،

لشکر نے خانۂ کعبہ کا محاصرہ کیا تو ابن زبیرؓ حضرت اسماءؓ کے پاس آئے، وہ بیمار تھیں، پوچھا "کیا حال ہے"؟ بولیں "بیمار ہوں" کہا "آدمی کو موت کے بعد آرام ملتا ہے"! حضرت اسماءؓ نے کہا "شاید تم کو میرے مرنے کی تمنا ہے، لیکن میں ابھی مرنا پسند نہیں کرتی، میری آرزو یہ ہے کہ تم لڑکر قتل ہو اور میں صبر کروں یا تم کامیاب ہو اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں"

ابن زبیرؓ ہنس کر چلے گئے، شہادت کا وقت آیا تو دوبارہ ان کی خدمت میں آئے، وہ مسجد میں بیٹھی تھیں، صلح کے متعلق مشورہ کیا، بولیں "بیٹا! قتل کے خوف سے ذلت آمیز صلح بہتر نہیں، کیونکہ عزت کے ساتھ تلوار کھانا، ذلت کے ساتھ کوڑہ مارنے سے بہتر ہے" حضرت ابن زبیرؓ نے اسپر عمل کیا اور لڑ کر مردانہ وار شہادت حاصل کی، حجاج نے انکی لاش کو سولی پر لٹکایا، ۳ دن گذرنے پر حضرت اسماءؓ کنیز کو ساتھ لیکر اپنے بیٹے کی لاش پر آئیں، لاش الٹی لٹکی تھی دل تھام کر اس منظر کو دیکھا اور نہایت استقلال سے کہا "کیا اس سوار کے گھوڑے سے اترنے کا ابھی تک وقت نہیں آیا"، حجاج کو چھیڑ منظور تھی، آدمی بھیجا کہ انکو جا کر لائے، حضرت اسماءؓ نے انکار کیا، اس نے پھر آدمی بھیجا کہ "ابھی خیریت ہے ورنہ آیندہ جو شخص بھیجا جائیگا وہ بال پکڑ کر گھسیٹ لائے گا"؟ حضرت اسماءؓ صرف خدا کی شانِ جباری کی معترف تھیں، جواب دیا "میں نہیں جاسکتی" حجاج نے مجبوراً خود جوتہ پہنا، اور حضرت اسماءؓ کی خدمت میں آیا، اور حسب ذیل گفتگو ہوئی حجاج نے کہا "کہئے! میں نے دشمنِ خدا (ابن زبیر) کے ساتھ کیا سلوک کیا" حضرت اسماءؓ بولیں

ﻟﮧ اسد الغابہ ص ۱۲۳ ج ۳ و استیعاب ص ۲۶۶ ج ۱،

تو نے ان کی دنیا بگاڑی اور انہوں نے تیری عاقبت خراب کی! مین نے سنا ہے کہ تو ان کو طنزاً ذات النطاقین کا بیٹا کہتا ہے، خدا کی قسم ذات النطاقین مین ہون! مین نے نطاق سے آنحضرت صلعم اور ابو بکر کا کھانا باندھا تھا، اور دوسرے کو کمر مین لپیٹتی تھی لیکن یہ یاد رہے کہ مین نے آنحضرت صلعم سے سُنا ہے کہ ثقیف مین ایک کذاب اور ایک ظالم پیدا ہوگا، چنانچہ کذاب کو دیکھ چکی ہون اور ظالم تو ہے" حجاج نے یہ حدیث سُنی تو چُپکا اُٹھ کھڑا ہوا[1]

چند دنون کے بعد عبد الملک کا حکم پہونچا تو حجاج نے لاش اتروا کر یہود کے قبرستان مین پھنکوا دی، حضرت اسمأ نے لاش کو اٹھوا کر گھر منگایا، اور غسل دلوا کر جنازہ کی نماز پڑھی، حضرت ابن زبیرؓ کا جوڑ جوڑ الگ تھا نہلانے کے لیے کوئی عضو اٹھایا جاتا تو ہاتھ کے ساتھ چلا آتا تھا، لیکن حضرت اسمأؓ نے یہ کیفیت دیکھ کر صبر کیا کہ خدا کی رحمت انہی پارہ پارہ ٹکڑون پر نازل ہوتی ہے،

وفات حضرت اسمأؓ دعا کرتی تھین کہ جب تک مین عبد اللہ کی لاش نہ دیکھ لون مجھے موت نہ آئے[2]" چنانچہ ایک ہفتہ بھی نہ گذرا تھا کہ حضرت اسمأؓ نے داعیِ

---

[1] صحیح مسلم ص ۳۷۵ ج ۲،

[2] استیعاب ص ۲۶۶ ج ۱،

اجل کو لبیک کہا، یہ جمادی الاولی ۷۳ھ کا واقعہ ہے، اسوقت ان کی عمر سو سال کی تھی[1]،

اولاد حسب ذیل اولاد ہوئی عبد اللہ رض، منذر، عروہ، مہاجر، خدیجۃ الکبریٰ، ام الحسن، عائشہ،

حلیہ حضرت اسماءؓ باایںہمہ کہ سو برس کی تھیں لیکن ایک دانت بھی نہین گرا تھا اور ہوش و حواس بالکل درست تھے[2]، دراز قد لحیم شحیم تھیں، اخیر عمر مین بینائی جاتی رہی تھی[3]،

فضل وکمال آنحضرت صلعم سے حضرت اسماءؓ نے (۵۶) حدیثین روایت کی ہین، جو صحیحین اور سنن مین موجود ہین، راویون مین حسب ذیل اصحاب ہین،

عبد اللہ رض عروہ (پسران) عباد بن عبد اللہ، عبد اللہ بن عروہ (نبیرگان) فاطمہ بنت المنذر بن زبیر، عباد بن حمزہ بن عبد اللہ بن زبیر، عبد اللہ بن کیسان (غلام) ابن عباسؓ صفیہ بنت شیبہ، ابن ابی ملیکہ، وہب بن کیسان، ابوبکر و عامر پسران ابن زبیرؓ مطلب بن حنطب محمد بن منکدر، مسلم معری، ابو نوفل بن ابو عقرب،

اخلاق حضرت اسماءؓ بالطبع نیکی کیطرف مائل تھین، ایکمرتبہ آنحضرت صلعم کسوف کی نماز پڑھا رہے تھے، نماز کو بہت طول دیا، تو حضرت اسماءؓ نے ادہر اودہر دیکھنا شروع کیا، اونکے پاس دو عورتین

---

[1] طبری ص ۲۶۴۱ ج ۱۳ و الریاض النضرہ ص ۲۷۹ و ۲۸۰، [2] اصابہ ص ۸ ج ۸ [3] مسند ص ۳۴۸ ج ۶ و اسد الغابہ ص ۳۹۳ ج ۵،

کھڑی تھین جنمین ایک فربہ اور دوسری لاغر تھی یہ دیکھکر اونھون نے اپنے دل کو تسلی دی کہ مجھے ان سے زیادہ دیر تک کھڑا رہنا چاہیے[1] لیکن چونکہ نماز کئی گھنٹے تک ہوئی تھی، حضرت اسماءؓ کو غش آگیا اور سر پر پانی چھڑکنے کی نوبت آئی[2]، ابن ابی ملیکہ کا بیان ہے کہ اسکے سر مین درد ہوتا تو سر پکڑ کر کہتین یا اللہ! اگرچہ میرے گناہ بہت ہین لیکن تو بڑا غفار ہے[3]،

حق گوئی ان کا خاص شعار تھا، اس کی متعدد مثالین اوپر گذر چکی ہین، حجاج بن یوسف جیسے ظالم اور جبار کے سامنے وہ جس صاف گوئی سے کام لیتی تھین وہ بجائے خود اپنی آپ ہی نظیر ہے، ایکدن وہ ممبر پر بیٹھا ہوا تھا، حضرت اسماءؓ اپنی کنیز کے ساتھ آئین اور دریافت کیا کہ امیر کہان ہے؟ معلوم ہوا تو حجاج کے قریب گئین، اسنے دیکھتے ہی کہا کہ تمھارے بیٹے نے خدا کے گھر مین الحاد پھیلایا تھا اسلیے خدا نے اسکو بڑا دردناک عذاب دیا، حضرت اسماءؓ نے برجستہ جواب دیا تو جھوٹا ہے وہ ملحد نہ تھا بلکہ صائم پارسا، اور شب بیدار تھا[4]،

نہایت صابر تھین، حضرت عبد اللہ بن زبیر کی شہادت ایک قیامت تھی جو اونکے لیے قیامت کبریٰ بن گئی تھی، لیکن اسمین انھون نے جس عزم جس استقلال، جس صبر اور جس تحمل سے کام لیا، اوسکی تاریخ مین بہت کم نظیرین مل سکتی ہین،

حد درجہ خوددار تھین، حجاج بن یوسف جیسے امیر کی نخوت بھی اونکی خودداری کے چٹان سے ٹکرا کر چور چور ہو جاتی تھی،

باایہمہ نہایت متواضع اور خاکسار تھین، محنت مشقت مین انکو بالکل عار نہ تھا، چنانچہ

---

[1] مسند ص ۳۴۷ ج ۶ [2] صحیح بخاری ص ۱۴۴ ج ۱ [3] اصابہ ص ۰ ج ۸، [4] مسند ص ۳۵۱ ج ۶،

جب اونکا نکاح ہوا تو حضرت زبیرؓ کے پاس کچھ نہ تھا، صرف ایک اونٹ اور ایک گھوڑا تھا وہ گھوڑے کو دانہ دیتی، پانی بھرتی، اور ڈول سیتی تھین روٹی پکانا نہین آتی تھی اسلیے آٹا گوندھکر رکھتی اور انصار کی بعض عورتین پکا دیتی تھین، رسول اللہ صلعم نے حضرت زبیرؓ کو جو زمین عنایت فرمائی تھی، وہان جا کر چھوہارون کی گُٹھلیان چُنتی اور تین فرلانگ سے سر پر لادکر لاتی تھین، ایک دن اسی حالت مین آرہی تھین، کہ آنحضرتؐ سے ملاقات ہوگئی، آپ نے اپنے اونٹ کو بٹھایا کہ سوار ہوجائین لیکن انکو شرم معلوم ہوئی اور اونٹ پر نہ بیٹھین، گھر آکر حضرت زبیرؓ سے سارا قصہ بیان کیا، انھون نے کہا سبحان اللہ سر پر بوجھ لادنے سے شرم نہین آئی؟[1] کچھ زمانہ کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے انکو ایک غلام دیا جو گھوڑے کی تربیت اور پرداخت کرتا تھا اسوقت حضرت اسماءؓ کی مصیبت کم ہوئی، کہتی تھین فکأنما اعتقنی یعنے گویا ابو بکرؓ نے مجھکو آزاد کردیا،[1]

غربت کی وجہ سے انکو ہر چیز کی قدر تھی، کچھ خرچ کرتین تو ناپ تول کر کرتی تھین، آنحضرت صلعم نے منع کیا کہ پھر خدا بھی ناپ کر دے گا، اسوقت سے یہ عادت چھوڑ دی، اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آمدنی وافر ہوگئی اور پھر کبھی تنگدست نہین ہوئین،[2]

حد درجہ فیاض تھین عبد اللہ بن زبیرؓ فرماتے تھے کہ مین نے اون سے بڑھکر کسیکو فیاض نہین دیکھا، حضرت عائشہؓ نے اپنی وفات کے وقت ترکہ مین ایک جنگل چھوڑا تھا، جو اونکے حصہ مین آیا تھا لیکن اونھون نے اوسکو لاکھ درہم پر فروخت کرکے کل رقم عزیزون پر تقسیم کردی،[3] بیمار پڑتین تو اپنے تمام غلام آزاد کردیتی تھین،[4] حضرت زبیرؓ کا مزاج تیز تھا، اسلیے انھون نے آنحضرتؐ سے پوچھا کہ مین بلا اجازت انکے مال سے فقرا کو خیرات دے سکتی ہون؟ آنحضرت صلعم نے اجازت دی،[5]

---

[1] صحیح بخاری ص ۷۸۶، ج ۲، [2] مسند ص ۳۵۴ ج ۶ [3] صحیح بخاری باب ہبۃ الواحد للجماعۃ، [4] خلاصہ تہذیب ص ۴۸۸، [5] مسند ص ۳۵۴ ج ۶

ایکمرتبہ انکی ماں مدینہ مین آئین اور ان سے روپیہ مانگا، حضرت اسماءؓ نے آنحضرت صلعم سے دریافت کیا کہ "وہ مشرک ہین، کیا ایسی حالت مین انکی مدد کرسکتی ہون"؟ ارشاد ہوا "ہان، وہ تمھاری ماں ہین[1]"

حضرت اسماءؓ نے کئی حج کیے، پہلا حج آنحضرت صلعم کے ساتھ کیا تھا[2]، اس مین جو کچھ دیکھا تھا، انکو بالکل یاد تھا، چنانچہ ایک دفعہ آنحضرت صلعم کے بعد جب حج کے لیے آئین اور مزدلفہ مین ٹھہرین تو رات کو نماز پڑھی، پھر اپنے غلام سے پوچھا "چاند چھپ گیا"؟ اسنے کہا نہین، جب چاند ڈوب گیا، بولین کہ اب رمی کے لیے چلو، رمی کے بعد پھر واپس آئین اور صبح کی نماز پڑھی، اسنے کہا آپ نے بڑی عجلت کی، فرمایا آنحضرت صلعم نے پردہ نشینون کو اسکی اجازت دی ہے[3]، جب کبھی حجون سے گذرتین، کہتین کہ ہم آنحضرت صلعم کے زمانہ مین یہان ٹھہرے تھے، اسوقت ہمارے پاس بہت کم سامان تھا، ہمنے اور عائشہ اور زبیر نے عمرہ کیا تھا اور طواف کرکے حلال ہوئے تھے[4]،

نہایت بہادر تھین، اخلاقی جرأت کے چند واقعات اوپر گذر چکے ہین، سعید بن عاص کے زمانہ حکومت مین جب اسلام مین فتنہ پیدا ہوا اور بدامنی شروع ہوگئی تو انھون نے پاس خنجر رکھا تھا، لوگون نے پوچھا اس کا کیا فائدہ ہے؟ بولین اگر کوئی چور آئیگا تو اس سے اس کا پیٹ چاک کردونگی[5]،

---

[1] صحیح بخاری ص ۳۸۰ ج ۲ [2] صحیح مسلم ص ۴۷۹ ج ۱ [3] صحیح بخاری ص ۲۲۰ ج ۱ [4] ایضاً ص ۲۴۲ ج ۱

[5] ذیل طبری ص ۲۴۶۱ ج ۱۳،

حضرت اسمائرضؓ کے تقدس کا عام چرچا تھا، لوگ ان سے دعا کراتے تھے، جب کوئی عورت بخار مین مبتلا ہوتی اور دعا کے لیے آتی تو وہ اسکے سینہ پر پانی چھڑکتین اور کہتین کہ آنحضرتؐ نے فرمایا ہے کہ "بخار آتش جہنم کی گرمی سے ہے اسکو پانی سے ٹھنڈا کرو"[1]، گھر کا کوئی آدمی بیمار ہوتا تو آنحضرت صلعم کا جبہ (جسکو حضرت عائشہؓ نے وفات کے وقت اسکے سپرد کیا تھا) دھوتی اور اسکا پانی پلاتی تھین، اس سے بیمار کو شفا ہو جاتی تھی[2]،

[1] صحیح بخاری ص ۵۰۲ ج ۲، [2] مسند ص ۳۴۰ ج ۶

(۳۱) فاطمہ بنت قیس

نام ونسب | فاطمہ نام، سلسلۂ نسب یہ ہے، فاطمہ بنت قیس بن خالد اکبر بن وہب بن ثعلبہ بن وائلہ بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر، والدہ کا نام امیمہ بنت ربیعہ تھا اور بنی کنانہ سے تھین،

نکاح | ابو عمرو بن حفص بن مغیرہ سے نکاح ہوا،

اسلام | اسلام کے ابتدائی دور مین ایمان لائین،

ہجرت | اور ہجرت کی،

عام حالات | سنلہ ھ مین حضرت علی علیہ السّلام ایک لشکر لیکر یمن گئے تھے، ابو عمرو بھی انکے ساتھ تھے، چلتے وقت عیاش بن ابی ربیعہ کی معرفت اپنی بیوی کو آخری طلاق (دو طلاق پہلے دے چکے تھے) اور ۵-۵ صاع جو اور خرمے بھیجے، حضرت فاطمہؓ نے کھانے اور مکان کا مطالبہ کیا تو عیاش نے کہا کہ جو کچھ دیا گیا محض احسان ہے ورنہ ہمارے ذمہ یہ بھی ضروری نہین، اس جواب پر فاطمہؓ کو غصہ آیا، اور اپنے کپڑے لیکر آنحضرت صلعم کی خدمت مین گئین، خالد بن ولید وغیرہ بھی پہونچے، آپ نے دریافت کیا کہ انھون نے تمکو کے مرتبہ طلاق دی، بولین ۳ مرتبہ، فرمایا "اب تمکو نفقہ نہین مل سکتا، تم ام شریک کے ہان عدت کے دن پورے کرو، لیکن چونکہ ام شریک کے اعزہ واقارب انکے مکان مین آتے

جاتے تھے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ ابن ام مکتوم نابینا اور تمہارے ابن عم ہین اسلیے بہتر ہے کہ تم انکے ہان رہو[1]، عدت کا زمانہ پورا ہوا تو ہر طرف سے پیغام آئے، امیر معاویہؓ ابوجہم اور اسامہ بن زید نے بھی پیام دیا، لیکن آنحضرت صلعم نے پہلے دو شخصون کا پیغام اسلیے مسترد کر دیا کہ اول الذکر مفلس اور دوسرے تندمزاج تھے، پھر فاطمہ سے فرمایا کہ تم اسامہ سے نکاح کر لو، چونکہ فاطمہ کو خیال تھا کہ خود آنحضرت صلعم انکو اپنی زوجیت کا شرف عطا فرمائین گے اسلیے انکار کیا ارشاد ہوا "خدا اور رسول کی اطاعت کرو اسمین تمہارے لیے بھلائی ہے" یہ سنکر فاطمہ مجبور ہوئین، اور حضرت اسامہؓ سے نکاح کر لیا، کہتی ہین کہ پھر مین قابل رشک بن گئی[2]،

سنہ ۲۳ھ مین جب حضرت عمرؓ نے انتقال کیا تو مجلس شوریٰ کا اجلاس فاطمہ ہی کے مکان مین ہوتا تھا[3]،

سنہ ۵۴ھ مین حضرت اسامہؓ نے انتقال فرمایا، فاطمہؓ کو سخت صدمہ ہوا، دوسری شادی نہین کی، اور اپنے بھائی ضحاک کے ساتھ رہین، جب یزید نے اپنے عہد حکومت مین انکو عراق کا گورنر مقرر کیا تو فاطمہ بھی اونکے ساتھ کوفہ چلی آئین، اور یہین سکونت اختیار کی[4]،

وفات وفات کا سال معلوم نہین، حضرت ابن زبیرؓ کے زمانۂ خلافت تک زندہ تھین[5]،

حلیہ خوبصورت تھین[6]،

فضل وکمال اسدالغابہ مین ہے،

---

[1] صحیح مسلم ۴۰۳ و ۴۰۴ و ۴۰۵ ج ۱ و مسند ص ۴۱۱ و ۴۱۲ و ۴۱۳ و ۴۱۴ ج ۶ [2] اسدالغابہ ۵۲۷، [3] اسدالغابہ ص ۵۲۶ ج ۵، [4] صحیح مسلم ۴۰۵ ج ۱ [5] اصابہ ص ۱۶۴ ج ۸،

اپنا عقل وکمال (ص ۲۰ ۵ ج ۵) یعنی وہ نہایت عقیل اور صاحب کمال تھین،

حضرت سعیدؓ بن زید کی صاحبزادی عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو منسوب تھین، انھون نے انکو ۳ طلاقین دین، فاطمہ انکی خالہ ہوتی تھین، کہلا بھیجا کہ میرے گھر چلی آؤ، مروان نے قبیصہ کو بھیجا کہ فاطمہ سے سبب دریافت کرے، قبیصہ نے آکر کہا کہ آپ ایک عورت کو ایام عدت گذرنے سے قبل کیون گھر سے نکالتی ہین؟ بولین اسلیے کہ آنحضرت صلعم نے مجھکو یہی حکم دیا تھا، اسکے بعد اپنا واقعہ بیان کیا اور اسکی قرآن مجید سے تائید کی، قرآن مجید مین ہے،

اذا طلقتم النساء فطلقوھن لعدتھن	جب تم عورتون کو طلاق دو تو انکو عدت کے وقت
واحصوا العدۃ واتقوا اللہ ربکم لا	تک طلاق دو اور عدت کو شمار کرو، اور خدا سے
تخرجوھن من بیوتھن ولا یخرجن	ڈرو، انکو انکے گھرون سے نہ نکالو اور نہ وہ نکلین مگر یہ
الا ان یاتین بفاحشۃ مبینۃ،	کھلی ہوئی بے حیائی کی مرتکب ہون،

یہ مراجعۃ کی صورت تھی اسکے بعد ہے،

فاذا بلغن اجلھن فامسکوھن بمعروف	پس جب میعاد کو پہونچ جائین تو انکو اچھی طرح
اوفارقوھن بمعروف،	روکے رکھو یا اچھی طرح جدا کردو،

اس بنا پر تین مرتبہ کے بعد پھر کسی صورت کا احتمال نہین ہے، اسکے بعد فرمایا کہ چونکہ تمھارے نزدیک عورت جب تک حاملہ نہو اسکو نفقہ نہین دینا چاہیے اسلیے اسکو روک کھنا بالکل بیکار ہے[1]

[1] صحیح مسلم ص ۴۸۴ ج ا، مسند ۱۵ ام و ۱۶ ج ۶

فاطمہ نے آنحضرت صلعم سے چند حدیثین روایت کی ہین، جو متعدد اشخاص کے ذریعہ سے مروی ہین، اُنین سے چند نام یہ ہین،

قاسم بن محمد، ابو بکر بن ابوالجہم، ابوسلمہ، سعید بن مسیب، عروہ، عبداللہ بن عبداللہ، اسود، سلیمان بن لیسار، عبداللہ البہی، محمد بن عبدالرحمان بن ثوبان، شعبی، عبدالرحمن ابن عاصم، تمیم،

اخلاق | عادات واخلاق نہایت شریفانہ تھے، شعبی جو انکے شاگرد تھے ملنے کو آئے تو انھون نے چھوہارے کھلائے اور ستو پلائے[1]،

[1] صحیح مسلم ص ۴۰۴ ج ۱،

(۳۴) شفاء بنت عبداللہؓ

نام ونسب شفا نام، قبیلہ قریش کے خاندان عدی سے ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہے، شفاء بنت عبداللہ بن عبدشمس بن خلف بن سداد بن عبداللہ بن قرط بن رزاح بن عدی بن کعب بن لوئی، والدہ کا نام فاطمہ بنت وہب بن عمرو بن عائذ بن عمر بن مخزوم،

نکاح ابوحشمہ بن حذیفہ عدوی سے نکاح ہوا،

اسلام ہجرت کے قبل مسلمان ہوئیں[1]،

عام حالات آنحضرت صلعم سے انکو بہت محبت تھی، آپ کبھی انکے گھر تشریف لیجاتے تو آرام فرماتے تھے، انھوں نے آپ کے لیے علحدہ ایک بچھونا اور ایک تہمد رکھ چھوڑی تھی، چونکہ ان میں آنحضرت صلعم کا پسینہ جذب ہوتا تھا، یہ بڑی متبرک چیزیں تھیں حضرت شفاءؓ کے بعد انکی اولاد نے ان تبرکات کو نہایت احتیاط سے محفوظ رکھا لیکن مروان نے ان سے سب چیزیں لے لیں[1]،

آنحضرت صلعم نے انکو ایک مکان بھی عنایت فرمایا تھا، اور وہ اپنے بیٹے کے ساتھ اسی میں سکونت پذیر تھیں[2]

حضرت عمرؓ نے اپنے زمانہ خلافت میں انکے ساتھ خاص رعایتیں کیں، چنانچہ ابن سعدؒ

---

[1] اصابہ ص ۱۲۰ ج ۸ [2] اسد الغابہ ص ۴۸۶ ج ۵ [3] اصابہ ص ۱۲۱ بحوالہ ابن سعد،

کان عمر یقدمها فی الرائ ویرعاها ویفضلها وربما ولاہا شیئاً من امر السوق (اصابہ ۱۲۱)

حضرت عمر انکو راے مین مقدم رکھتے، اون کی فضیلت کی رعایت کرتے اور انکو بازار کا اہتمام سپرد کرتے تھے،

وفات | وفات کا سنہ معلوم نہین،

اولاد | اولاد مین دو کا پتہ چلتا ہے، سلیمان، اور ایک لڑکی جو شرجبیل بن حسنہ کو منسوب تھی

فضل وکمال | جاہلیت مین دو چیزون مین مشہور تھین، جھاڑ پھونک اور لکھنا، جھاڑ پھونک کے متعلق آنحضرت صلعم سے اونھون نے استفتا کیا تھا، آنحضرت صلعم نے اجازت دی تھی اور فرمایا تھا کہ حفصہؓ کو بھی سکھا دو، لکھنے کے متعلق بھی یہی ارشاد ہوا تھا[۱]، چیونٹی کے کاٹے مین یہ منتر پڑھتی تھین، بسم اللہ صلو صلب جبر تعوذا من افواھہا فلا تضر احد اللھم اکشف الباس رب الناس[۲]،

حضرت شفاؓ نے آنحضرت صلعم اور حضرت عمرؓ سے چند حدیثین روایت کی ہین، جن کی تعداد صاحب خلاصہ کے نزدیک (۱۲) ہے راویون مین انکے بیٹے اور دو پوتے ابوبکر وعثمان، اور ابوسلمہ، حضرت حفصہؓ، اور ابواسحاق شامل ہین،

اخلاق | اسد الغابہ مین ہے،

کانت من عقلاء النساء وفضلائھن

یعنے وہ بڑی عاقلہ اور فاضلہ تھین،

حضرت عمرؓ نے ایکمرتبہ انکو بلا کر ایک چادر عنایت کی، اور عاتکہ بنت اسید کو انسے

---

[۱] مسند ص ۲۷۲ ج ۵ [۲] اسد الغابہ ص ۴۸۷ ج ۵،

بہتر چادر دی، تو بولین تمہارے ہاتھ غبار آلود ہون، انکو مجھ سے بہتر چادر دی، حالانکہ مین ان سے پہلے مسلمان ہوئی، تمہاری بنت عم بھی ہون، اسکے علاوہ مجھکو تم نے طلب کیا تھا اور یہ خود چلی آئین، حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ مین تمھین عمدہ چادر دیتا لیکن جب یہ آگئین تو مجھے ان کی رعایت کرنی پڑی، کیونکہ یہ رسول اللہ صلعم سے نسبًا قریب تر ہین[1]

[1] اسد الغابہ ص ۴۹۷ جز ۵ حالات عاتکہ،

(۳۳) زینب بنت ابومعاویہؓ

نام ونسب | زینب نام، رائطہ عرف، قبیلۂ ثقیف سے تھیں، سلسلۂ نسب یہ ہے زینب بنت عبداللہ ابومعاویہ بن معاویہ بن عتاب بن اسعد بن غاضرہ بن حطیط بن جشم بن ثقیف۔

نکاح | حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے نکاح ہوا، چونکہ انکا کوئی ذریعۂ معاش نہ تھا اور زینبؓ دستکار تھیں، اسلیے اپنے شوہر اور اولاد کی خود کفیل ہوئیں، ایکدن کہنے لگیں کہ تمنے اور تمھاری اولاد نے مجھکو صدقہ وخیرات سے روک رکھا ہے جو کچھ کماتی ہوں تمکو کھلا دیتی ہوں، بھلا اس میں میرا کیا فائدہ؟ حضرت ابن مسعودؓ نے جواب دیا تم اپنے فائدہ کی صورت نکال لو، مجھکو تمھارا نقصان منظور نہیں، حضرت زینبؓ آنحضرت صلعم کے پاس پہونچیں اور عرض کی کہ میں دستکار ہوں اور جو کچھ اس سے پیدا کرتی ہوں شوہر اور بال بچوں پر صرف ہوجاتا ہے، کیونکہ میرے شوہر کا کوئی ذریعۂ معاش نہیں اس بنا پر میں غنا جو کو صدقہ نہیں دے سکتی، اس حالت میں کیا مجھکو کچھ ثواب ملتا ہے؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہاں، تمکو ان کی خبرگیری کرنا چاہیے[1]۔

عام حالات | حضرت زینبؓ کے حالات بہت کم معلوم ہیں، سال وفات کا بھی یہی حال ہے۔

اولاد | ابوعبیدہ جو اپنے زمانہ کے مشہور محدث گذرے ہیں، حضرت زینبؓ ہی کے نورنظر تھے۔

---

[1] صحیح مسلم

فضل وکمال | آنحضرت صلعم، حضرت عمرؓ اور ابن مسعودؓ سے چند حدیثین روایت کین، راویون مین حسب ذیل اصحاب ہین، ابو عبیدہ، عمرو بن حارث بن ابی ضرار، بسر بن سعید، عبید بن سباق، کلثوم، محمد بن عمرو بن حارث،

اخلاق | بارگاہ نبوت مین انکو مخصوص درجہ حاصل تھا، اکثر آپ کے مکان مین آتی جاتی تھین، ایکدن وہ آپ کے سر کی جوئین دیکھ رہی تھین، مہاجرین کی اور عورتین بھی بیٹھی تھین ایک مسئلہ پیش ہوا تو انھون نے اپنا کام چھوڑ کر بولنا شروع کیا، آنحضرت صلعم نے فرمایا تم آنکھ سے نہین بولتی ہو، کام بھی کرو اور گفتگو بھی[1]

---

[1] مسند ص ۳۶۳ ج ۶

(۳۴) اسماء بنت یزیدؓ
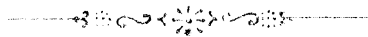
نام ونسب — اسماء نام، ام سلمہ کنیت، سلسلۂ نسب یہ ہے، اسماء بنت یزید بن السکن بن رافع بن امرء القیس بن زید بن عبد الاشہل بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس۔

اسلام — ہجرت کے بعد مسلمان ہوئین، اور چند عورتون کے ساتھ آنحضرت صلعم کی خدمت مین بیعت کے لیے آئین، آپ صحابہ کے مجمع مین تشریف فرما تھے، انھون نے عرض کی کہ "مسلمان عورتون کی طرف سے ایک پیغام لیکر آئی ہون، خدا نے آپ کو مرد وعورت سبکی ہدایت کے لیے بھیجا ہے، ہم نے آپکی پیروی کی ہے، اور آپ پر ایمان لائے ہین، لیکن ہماری حالت مردون سے بالکل جداگانہ ہے، ہم پردہ نشین ہین اسلیے جمعہ اور جماعت مین شریک نہین ہوسکتے اور مرد جمعہ اور جماعت مین شریک ہوتے ہین، مریضون کی عیادت کرتے ہین، نماز جنازہ پڑھتے ہین، حج کو جاتے ہین، اور سب سے بڑھکر یہ کہ جہاد کرتے ہین، لیکن ان تمام صورتون مین ہم گھر مین بیٹھکر انکی اولاد کو پالتے ہین، گھرون کی حفاظت کرتے ہین، کپڑون کے لیے چرخہ کاتتے ہین، تو کیا اس صورت مین ہمکو بھی کچھ ثواب ملے گا؟" آنحضرت صلعم نے یہ سنا تو صحابہ سے فرمایا کہ تم نے کسی عورت سے ایسی گفتگو بھی سنی ہے؟ لوگون نے کہا نہین، آپ نے اسماء کو جواب دیا کہ عورت کے لیے شوہر کی رضاجوئی نہایت ضروری چیز ہے، اگر وہ فرائض زوجیت ادا کرتی اور شوہر کی

مرضی پر چلتی ہے، تو مرد کو جسقدر ثواب ملتا ہے، عورت کو بھی اُسیقدر ملتا ہے[1]،

صحیح ترمذی، ابن سعد اور مسند ابن حنبل مین اس بیعت کا کسی قدر تذکرہ آیا ہے،

مسند مین ہے کہ اس بیعت مین اسماء کی خالہ بھی شریک تھین، جو سونے کے کنگن اور انگوٹھیان پہنے تھین، آپ نے فرمایا انکی زکوٰۃ دیتی ہو؟ بولین نہین فرمایا تو کیا تمکو یہ پسند ہے کہ خدا آگ کے کنگن اور انگوٹھیان پہنائے حضرت اسماءؓ نے کہا خالہ انکو اتار دو، چنانچہ فوراً تمام چیزین اوتار کر پھینکدین، اسماء نے کہا یا رسول اللہ! ہم زیور نہ پہنین گے تو شوہر بے وقعت سمجھے گا، ارشاد ہوا تو پھر چاندی کا زیور بنوا کر اوسپر زعفران مل لو کہ سونے کی چمک پیدا ہو جائے، غرض ان باتون کے بعد جب بیعت کا وقت آیا تو آنحضرت صلعم نے زبانی چند اقرار کرائے، حضرت اسماءؓ نے کہا یا رسول اللہ ہم آپ سے بیعت کرتے ہین اپنا ہاتھ بڑھائے، فرمایا مین عورتون سے مصافحہ نہین کرتا،

بعض روایتون مین یہ بھی ہے کہ کنگن کا واقعہ خود اسماء کا تھا[2]،

عام حالات | سلسھ مین حضرت عائشہؓ کی رخصتی ہوئی اور وہ اپنے میکہ سے کاشانۂ نبوت مین آئین، تو جن عورتون نے انکو سنوارا تھا، اُنمین اسماء بھی داخل تھین، حضرت عائشہؓ کو جلوے مین بٹھا کر آنحضرت صلعم کو اطلاع کی، آپ اون کے پاس آکر بیٹھ گئے، کسی نے دودھ پیش کیا تو تھوڑا سا پی کر حضرت عائشہ کو دیا، انکو شرم معلوم ہوئی اور سر جھکا لیا اسماء نے ڈانٹا کہ رسول اللہ جو دیتے ہین اُسکو لے لو، حضرت عائشہؓ نے دودھ لیکر

---

[1] اسد الغابہ ص ۳۹۵ ج ۵ و استیعاب ص ۷۲۶ ج ۲ [2] ان واقعات کیلیے دیکھو مسند ص ۴۵۲ و ۴۵۳ و ۴۵۵ و ۴۶۰ و ۴۶۱ ج ۶

کسیقدر پی لیا اور پھر آنحضرت صلعم کو واپس کر دیا، آنحضرت صلعم نے اسماء کو دیا، انھون نے پیالہ کو گھٹنے پر رکھکر گردش دینا شروع کیا کہ جس طرف سے آنحضرت صلعم نے نوش فرمایا تھا وہان بھی مُنھ لگ جائے، اسکے بعد آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اور عورتون کو بھی دو، لیکن سب نے جواب دیا کہ ہمکو اسوقت خواہش نہین ہے، ارشاد ہوا بھوک کے ساتھ جھوٹ بھی؟[۱]

۱۵ھ مین یرموک کا معرکہ پیش آیا۔ اسمین اسماء نے اپنے خیمہ کی چوب سے ۹ رومیون کو قتل کیا[۲]،

| وفات | یرموک کے بعد مدت تک زندہ رہین اور پھر وفات پائی، وفات کا سال معلوم نہین،

| فضل وکمال | حضرت اسماء نے آنحضرت صلعم سے چند حدیثین روایت کی ہین، جنکے راوی اصحاب ذیل ہین، محمود بن عمرو انصاری، مہاجر بن ابی مسلم، شہر بن حوشب، مجاہد، اسحاق بن راشد، لیکن ان مین سب سے زیادہ شہر بن حوشب نے روایتین کی ہین،

| اخلاق | استیعاب مین ہے،

کانت من ذوات العقل والدین، یعنے وہ عقل اور دین دونون سے متصف تھین،

(ص ۷۲۶ ج ۲)

آنحضرت صلعم کی خدمت کرتی تھین[۳]، ایکمرتبہ ناقہ عضباء کی مہار تھامے تھین کہ آنحضرت صلعم پر وحی نازل ہوئی، انکا بیان ہے کہ وحی کا اتنا بار تھا کہ مجھے خوف معلوم ہوا کہ

---

[۱] مسند ص ۴۵۸ [۲] اصابہ ص ۱۳ ج ۸، [۳] مسند ص ۴۵۹ ج ۶،

کہیں اونٹنی کے ہاتھ پاؤں نہ ٹوٹ جائیں[1]

خدمت کرنے کی وجہ سے انکو آنحضرت صلعم کی بارگاہ میں تقرب حاصل تھا، چنانچہ
اکثر اوقات کاشانۂ نبوت میں حاضر ہوتیں، ایکمرتبہ بیٹھی تھیں کہ آنحضرت صلعم نے دجال کا
ذکر فرمایا، گھر میں کہرام مچ گیا، آنحضرت صلعم دوبارہ واپس آئے تو وہی حالت قائم تھی،
فرمایا کیوں روتی ہو؟ ہمارے کہا ہماری حالت یہ ہے کہ لونڈی آٹا گوندھنے بیٹھتی
ہے ہمکو سخت بھوک ہوتی ہے وہ پکا کر فارغ نہیں ہوتی کہ ہم بھوک سے بیتاب
ہوجاتے ہیں، پھر دجال کے زمانہ میں جو قحط پڑیگا اسپر کیونکہ صبر کرسکیں گے (یعنی فوراً
اسکے دام میں پھنس جائیں گے) آنحضرت صلعم نے فرمایا اس دن تسبیح اور تکبیر بھوک سے
بچائے گی پھر کہا رونے کی ضرورت نہیں، اگر میں اسوقت تک زندہ رہا تو میں خود
سینہ سپر ہونگا، ورنہ میرے بعد خدا ہر مسلمان کی حفاظت کریگا[2]

مہمان نواز تھیں، شہر بن حوشب آئے تو انکے سامنے کھانا رکھا گیا، انہوں نے
انکار کیا تو آنحضرت صلعم کا ایک واقعہ بیان کر کے بولیں کہ اب پھر انکار کروگے؟ جوابدیا
اماں! (یہ خطاب بزرگ اور استاد ہونے کے لحاظ سے تھا) اب ایسی غلطی نہیں ہوگی[3]

---

[1] مسند ص ۵۵۴ و ۴۰۵، [2] ایضاً ص ۳۵۴ [3] ایضاً ص ۴۵۰،

(۳۵) ام الدرداءؓ

نام ونسب | ام الدرداء دو تھیں، اور دونوں حضرت ابو درداءؓ کے عقد نکاح میں آئیں لیکن جو بڑی تھیں وہ صحابیہ ہیں، امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین کے قول کے مطابق انکا نام خیرہ تھا، اور ابو حدرد اسلمی کی صاحبزادی تھیں،

وفات | حضرت ابودرداءؓ سے دو سال قبل شام میں وفات پائی یہ خلافت عثمانی کا زمانہ تھا،

فضل وکمال | حافظ ابن عبد البر لکھتے ہیں

کانت من فضلی النساء وعقلائھن وذوات الرای فیھن، | وہ بڑی عاقلہ اور فاضلہ اور صائب الرای تھیں،

آنحضرت صلعم اور حضرت ابودرداءؓ سے چند حدیثیں روایت کی ہیں اون کے شاگرد میمون بن مہران ہیں، جنکی سماعت پر جمہور کا اتفاق ہے، حافظ ابن عبد البر نے بعض اور راویوں کے نام بھی لکھے ہیں لیکن یہ سخت غلطی ہے، کیونکہ اون میں سے کسی نے ام الدرداءؓ کا زمانہ نہیں پایا،

اخلاق | نہایت عابدہ اور زاہدہ تھیں[1]،

---

[1] اصابہ ص ۳۰۷ ج ۸،

(۳۶) ام حکیمؓ

نام ونسب| قریش کے خاندان مخزوم سے تھین، باپ کا نام حارث ابن ہشام بن المغیرہ اور مان کا فاطمہ بنت الولید تھا فاطمہ حضرت خالد بن الولیدؓ کی ہمشیر تھین،

نکاح| عکرمہ بن ابو جہل سے (جو انکا ابن عم تھا) شادی ہوئی،

عام حالات| غزوۂ احد مین کفار کے ساتھ شریک تھین، لیکن جب ۸ھ مین مکہ فتح ہوا تو پھر اسلام سے چارہ نہ تھا، انکا خسر (ابوجہل) مکہ مین اسلام کا سب سے بڑا دشمن اور کفر کا سرغنہ رہ چکا تھا، شوہر (عکرمہ) کی رگون مین بھی اوسی کا خون دوڑتا تھا، ماموں (خالد) بھی مدت تک اسلام سے برسر پیکار رہ چکا تھا، لیکن باایہمہ ام حکیمؓ نے اپنی فطری سلامت روی کی بنا پر فتح مکہ مین اسلام قبول کرنے مین بہت عجلت کی، انکا شوہر اپنی سیہ کاریون کی وجہ سے جان بچا کر یمن بھاگ گیا تھا، ام حکیمؓ نے اسکے لیے امن کی درخواست کی تو رحمتِ عالم کا دامنِ عفو نہایت کشادہ تھا، غرض یمن جاکر اسکو واپس لائین اور عکرمہ نے صدقِ دل سے اسلام قبول کیا، عکرمہ نے مسلمان ہوکر اپنے تمام گناہون کا کفارہ ادا کیا، نہایت جوش سے غزوات مین شرکت کی اور بڑی پامردی اور جانبازی سے لڑے، حضرت ابوبکرؓ کے زمانۂ خلافت مین رومیون سے جنگ چھڑی تو عکرمہ ام حکیم کو لیکر شام گئے اور اجنادین کے معرکہ مین دادِ شجاعت دیکر شہادت

حاصل کی، ام حکیمؓ نے عدت کے بعد خالد بن سعید بن العاصؓ سے نکاح کیا، ۴۰۰ دینار مہر باندھا اور رسم عروسی ادا کرنے کی تیاریاں ہوئیں، چونکہ نکاح مرج الصفر مین ہوا تھا جو دمشق کے قریب ہے اور ہر وقت رومیون کے حملہ کا اندیشہ تھا، ام حکیمؓ نے خالد سے کہا کہ ابھی توقف کرو، لیکن خالد نے کہا کہ مجھے اسی معرکہ مین اپنی شہادت کا یقین ہے، غرض ایک پل کے پاس جو اب قنطرہ ام حکیم کہلاتا ہے رسم عروسی ادا ہوئی، دعوت ولیمہ سے لوگ فارغ نہین ہوئے تھے کہ رومی آپہونچے اور لڑائی شروع ہوگئی، خالد میدان جنگ مین گئے اور شہادت حاصل کی، ام حکیمؓ اگرچہ عروس تھین، تاہم اٹھین، کپڑون کو باندھا اور خیمہ کی چوب اکھاڑ کر کفار پر حملہ کیا، لوگون کا بیان ہے کہ انہون نے اس چوب سے ۷ کافرون کو قتل کیا تھا،

وفات ام حکیمؓ کی وفات کا زمانہ معلوم نہین، اولاد کا بھی یہی حال ہے،

---

(۳۷) خنساءؓ

نام ونسب | تماضر نام، خنساء لقب، قبیلۂ قیس کے خاندان سلیم سے ہیں، سلسلۂ نسب یہ ہے
خنساء بنت عمرو بن الشرید بن رباح بن یقظہ بن عصیہ بن خفاف بن امرء القیس بن بہثہ
بن سلیم بن منصور بن عکرمہ بن حفصہ بن قیس بن عیلان بن مضر، نجد کی رہنے والی تھیں،

نکاح | پہلا نکاح قبیلہ سلیم کے ایک شخص رواحہ بن عبد العزی سے ہوا، اوسکے انتقال کے بعد
مرداس بن ابو عامر کے عقد نکاح میں آئیں[1]

اسلام | پیری کا زمانہ تھا کہ مکہ کے افق سے آفتاب رسالت طلوع ہوا، خنساء کو خبر ہوئی تو
اپنی قوم کے کچھ لوگوں کے ساتھ مدینہ میں آئیں اور مشرف بہ اسلام ہوئیں، آنحضرت صلعم دیر تک
انکے اشعار سنتے اور تعجب کرتے رہے، یہ ہجرت کے بعد کا واقعہ ہے،

عام حالات | حضرت عمرؓ کے زمانۂ خلافت میں جب قادسیہ (عراق) میں جنگ ہوئی تو خنساءؓ
اپنے چار بیٹوں کو لیکر میدان میں آئیں، اور اونکو مخاطب کرکے یہ نصیحت کی "پیارے بیٹو!
تم نے اسلام اور ہجرت اپنی مرضی سے اختیار کی ہے، ورنہ تم اپنے ملک کو بھاری نہ تھے اور
نہ قحط سے لاچار تھے! باوجود اسکے تم اپنی بوڑھی ماں کو یہاں لائے اور فارس کے
آگے ڈالدیا، خدا کی قسم تم ایک ماں اور باپ کی اولاد ہو، میں نے نہ تمہارے باپ سے

---

[1] طبقات الشعراء ابن قتیبہ ص ۱۹۹

خیانت کی، اور نہ تمھارے ماموں کو رسوا کیا، تم جانتے ہو کہ دنیا فانی ہے اور کفار سے
جہاد کرنے میں بڑا ثواب ہے، خداوند تعالیٰ فرماتا ہے یا ایھا الذین آمنوا اصبروا وصابروا
ورابطوا اس بنا پر صبح اُٹھکر لڑنے کی تیاری کرو اور آخر وقت تک لڑو[1]، چنانچہ بیٹون نے
ایک ساتھ باگین اُٹھائین اور نہایت جوش مین رجز پڑھتے ہوئے بڑھے اور شہید ہوئے،
خنسا کو خبر ہوئی تو خدا کا شکر ادا کیا،

حضرت عمرؓ ان کے لڑکون کو ۲۰۰ درہم سالانہ وظیفہ عطا کرتے تھے، انکی شہادت کے
بعد یہ رقم خنسا کو ملتی رہی[2]،

وفات | اس واقعہ کے ۱۰ برس کے بعد خنسا نے وفات پائی، سال وفات ۲۴ھ ہے،

اولاد | چار لڑکے تھے جو قادسیہ مین شہید ہوئے، انکے نام یہ ہین، عبداللہ ابو شجرہ،
(پہلے شوہر سے تھے) زید، معاویہ، عمرو، (دوسرے شوہر سے)

فضل وکمال | اقسام سخن مین سے مرثیہ مین خنسا اپنا جواب نہین رکھتی تھین، صاحب
اسد الغابہ لکھتے ہین[1]

اجمع اهل العلم بالشعر انه لم تکن امرءة	یعنی ناقدان سخن کا فیصلہ ہے کہ خنسا کے برابر
قبلها ولا بعدها اشعر منها،	کوئی عورت شاعر نہین پیدا ہوئی،

لیلیٰ اخیلیہ کو شعرا نے تمام شاعر عورتون کا سرتاج تسلیم کیا ہے تاہم اسمین بھی خنسا مستثنیٰ
رکھی گئی ہین[3]، بازار عکاظ مین جو شعرائے عرب کا سب سے بڑا مرکز تھا خنسا کو یہ امتیاز حاصل

[1] اسد الغابہ ص ۴۴۲ ج ۵ [2] ایضاً [3] ایضاً ص ۴۴۲، [4] طبقات الشعراء ص ۱۲۰،

تھا کہ اُنکے خیمے کے دروازہ پر ایک علم نصب ہوتا تھا جسپر یہ الفاظ لکھے تھے ارثی العرب یعنی عرب مین سب سے بڑھکر مرثیہ گو، نابغہ جو اپنے زمانہ کا سب سے بڑا شاعر تھا اسکو خنسار نے اپنا کلام سنایا تو بولا کہ اگر مین ابو بصیر (اعشیٰ) کا کلام نہ سُن لیتا تو تجھکو تمام عالم مین سب سے بڑا شاعر تسلیم کرتا[1]،

خنسار ابتدا ٔ ایک دو شعر کہتی تھین لیکن صخر کے مرنے سے انکو جو صدمہ پہونچا اسنے انکی طبیعت مین ایک ہیجان پیدا کر دیا تھا، چنانچہ کثرت سے مرثیے لکھے ہین یہ شعر خاص طور پر مشہور ہے۔

وان صخراً لتأتم الهداة به	كأنه علم في رأسه نار
صخر کی بڑے بڑے لوگ اقتدا کرتی ہین	گویا وہ ایک پہاڑ ہے جسکی چوٹی پر آگ روشن ہو

خنسار کا دیوان بہت ضخیم ہے، ۱۸۸۸ء مین بیروت مین مع شرح کے چھاپا گیا۔ اسمین خنسار کے ساتھ ۶۰ عورتون کے اور بھی مرثیے شامل تھے، ۱۸۸۹ء مین اسکا فرنچ زبان مین ترجمہ ہوا اور دوبارہ طبع کیا گیا،

[1] طبقات الشعرا ص ۱۹۰

(۳۸) ام حرامؓ

نام و نسب نام معلوم نہیں، ام حرام کنیت تھی، قبیلۂ خزرج کے خاندان بنو نجار سے تھیں، سلسلۂ نسب یہ ہے، ام حرام بنت ملحان بن خالد بن زید بن حرام بن جندب بن عامر بن غنم بن عدی بن نجار، والدہ کا نام ملیکہ تھا جو مالک بن عدی بن زید مناۃ بن عدی بن عمرو بن مالک بن نجار کی دختر تھیں، اس بنا پر ام حرام حضرت ام سلیمؓ کی بہن اور حضرت انسؓ کی خالہ ہوتی ہیں، آنحضرت صلعم سے بھی انکا کچھ رشتہ تھا،

نکاح عمرو بن قیس انصاریؓ سے نکاح ہوا[1] لیکن جب انھوں نے احد میں شہادت پائی تو حضرت عبادۃ بن صامتؓ کے عقدِ نکاح میں آئیں جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے،

عام حالات اور وفات آنحضرت صلعم جب کبھی قبا کی طرف تشریف لیجاتے تو ام حرام کے گھر آتے اور کھانا نوش فرماتے تھے، حجۃ الوداع[2] کے بعد ایک روز آپ تشریف لائے اور کھانا کھا کر آرام فرمایا تو ام حرام نے جوئیں دیکھنا شروع کیں، آپ کو نیند آگئی، لیکن تھوڑی دیر کے بعد مسکراتے ہوئے اٹھے اور فرمایا میں نے ایک خواب دیکھا ہے اور وہ یہ کہ "میری امت کے کچھ لوگ سمندر میں غزوہ کے ارادہ سے سوار ہیں" ام حرام نے کہا "یا رسول اللہ دعا کیجیے کہ میں بھی انمیں شامل ہوں" آپ نے دعا کی اور پھر

---

[1] تہذیب ص ۴۶۲ ج ۱۲ [2] زرقانی ص ۲۶۶ ج ۱۱،

آرام فرمایا، کچھ دیر کے بعد پھر مسکراتے ہوئے اوٹھے اور اوسی خواب کا اعادہ کیا، ام حرام نے پھر اپنی شرکت کے لیے دعا کی درخواست کی، فرمایا تم پہلی جماعت کے ساتھ ہو، اس خواب کی تعبیر ۲۸ھ میں پوری ہوئی،

امیر معاویہ حضرت عمر کے عہد میں شام کے حاکم تھے انہوں نے سمندر پر حملہ کرنے کی خواہش ظاہر کی لیکن حضرت عمر نے اجازت نہیں دی، حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں انہوں نے اپنا ارادہ ظاہر کیا تو اجازت ملی، انہوں نے جزیرہ قبرس (سائپرس) پر حملہ کرنے کے لیے ایک بیڑا تیار کیا، اس حملہ میں بہت سے صحابہ شریک تھے، حضرت ابوذر، ابو درداء، عبادہ بن صامت، اور ام حرام بھی انہیں میں داخل تھیں، بیڑا عکا کے ساحل سے روانہ ہوا، اور قبرس فتح ہو گیا، واپسی کے وقت ام حرام سواری پر چڑھ رہی تھیں کہ نیچے گریں اور جان بحق تسلیم ہوئیں، لوگوں نے وہیں انکو دفن کر دیا[1]،

اولاد: ام حرام سے ۳ لڑکے پیدا ہوئے، پہلے شوہر سے قیس اور عبداللہ، اور حضرت عبادہ سے محمد،

فضل وکمال: آنحضرت صلعم سے چند حدیثیں روایت کیں، راویوں میں حضرت عبادہ، حضرت انس، عمیر بن اسود، عطاء بن یسار، اور یعلی بن شداد بن اوس ہیں،

[1] اسد الغابہ ص ۵۰۵ ج ۵ و ۵۷۴ زرقانی ص ۱۹ ج ۳ و ۲۵۳ صحیح بخاری ص ۹۲۹ و ۱۰۳۲ ج ۲

(۳۶) ام ورقہ بنت عبداللہ رضؓ

نام ونسب | نام معلوم نہین، ام ورقہ کنیت، اور انصار کے کسی قبیلہ سے تھین، سلسلۂ نسب یہ ہے، ام ورقہ بنت عبداللہ بن حارث بن عویمر بن نوفل،

اسلام | ہجرت کے بعد مسلمان ہوئین،

غزوات | غزوۂ بدر پیش آیا تو انھون نے آنحضرت صلعم سے شرکت کی اجازت مانگی کہ مریضونکی تیمار داری کرونگی، ممکن ہے کہ اس سلسلہ مین شہادت نصیب ہو، آنحضرت صلعم نے فرمایا "تم گھر مین رہو، خدا تم کو وہین شہادت عطا فرمائے گا"،

شہادت | چونکہ قرآن پڑھی ہوئی تھین، اور آنحضرت صلعم نے انکو عورتون کا امام بنایا تھا، اسلیے درخواست کی کہ ایک موذن بھی مقرر فرمائیے، چنانچہ موذن اذان دیتا اور وہ عورتون کی امامت کرتی تھین، راتون کو قرآن پڑھا کرتین، انھون نے ایک لونڈی اور ایک غلام کو مدبر بنایا یعنے اس شرط پر آزادی کا وعدہ کیا تھا کہ میرے بعد تم آزاد ہو، اُن بدبختون نے اس وعدہ سے فائدہ اوٹھانا چاہا، اور رات کو ایک چادر ڈال کر اونکا کام تمام کردیا، یہ خلافت فاروقی کا واقعہ ہے، صبح کو حضرت عمرؓ نے لوگون سے پوچھا آج خالہ کے پڑھنے کی آواز نہین آئی معلوم نہین کیسی ہین؟ مکان مین گئے تو دیکھا کہ ایک چادر مین لپٹی پڑی ہوئی ہین۔ نہایت افسوس ہوا، اور فرمایا خدا اور رسول نے سچ کہا تھا،

آنحضرت صلعم فرمایا کرتے تھے کہ "شہیدہ کے گھر چلو" اس کے بعد ممبر پر چڑھے، اور کہا کہ غلام اور لونڈی دونون گرفتار کیے جائین۔ چنانچہ وہ گرفتار ہو کر آئے تو حضرت عمر نے اون کو سولی پر لٹکا دیا اور یہ پہلے مسلمان ہین جن کو مدینہ منورہ مین سولی دیگئی،

(۴۰) ہندؓ

نام و نسب — ہند نام، قبیلۂ قریش سے تھین، سلسلۂ نسب یہ ہی ہند بنت عتبہ بن ربیعہ ابن عبد شمس بن عبد مناف، ہند کا باپ قریش کا سب سے معزز رئیس تھا،

نکاح — فاکہ بن مغیرہ مخزومی سے نکاح ہوا لیکن پھر کسی وجہ سے جھگڑا ہو گیا تو ابوسفیانؓ بن حرب کے عقد نکاح مین آئین، جو قبیلۂ امیہ کا مشہور سردار تھا،

عام حالات — عتبہ، ابوسفیان اور ہند تینون کو اسلام سے سخت عداوت تھی، اور وہ اسلام کی غیر معمولی ترقی کو نہایت رشک سے دیکھتے تھے، اور حتی الامکان اسکی راہ مین رکاوٹ پیدا کرتے تھے، ابوجہل ان سب کا سردار تھا، لیکن جب بدر کے معرکہ مین جو اسلام اور کفر کا پہلا معرکہ تھا، قریش کے بڑے بڑے سردار مارے گئے، اور ابوجہل اور عتبہ وغیرہ بھی قتل ہو گئے تو ابوسفیان بن حرب نے جو عتبہ کا داماد تھا، اُنکی جگہ لی اور ابوجہل کی طرح مکہ مین اسکی سیادت مسلم ہو گئی، چنانچہ بدر کے بعد سے جسقدر معرکے پیش آئے ابوسفیان سب مین آگے آگے تھا، غزوۂ احد اسی کے جوش انتقام کا نتیجہ تھا، اس موقع پر اسکے ساتھ اسکی بیوی ہند بھی آئی تھی جس نے اپنے باپ کے انتقام مین سنگدلی اور خونخواری کا ایسا خوفناک منظر پیش کیا جسکے تخیل سے بھی جسم لرز اُٹھتا ہے، حضرت امیر حمزہؓ آنحضرت صلعم کے چچا تھے، انہون نے عتبہ کو قتل کیا تھا، ہند اُنکی فکر مین تھی،

چنانچہ اوسنے وحشی کو جو جبیر بن مطعم کا غلام اور حربہ اندازی مین کمال رکھتا تھا حضرت حمزہؓ کے قتل پر آمادہ کیا تھا اور یہ اقرار ہوا کہ اس کارگزاری کے صلہ مین وہ آزاد کردیا جائیگا، چنانچہ حضرت حمزہؓ جب اوسکے برابر آئے تو اوسنے حربہ پھینک کر مارا، جو ناف مین لگا اور پار ہوگیا، حضرت حمزہؓ نے اوسپر حملہ کرنا چاہا لیکن لڑکھڑا کر گر پڑے اور روح پرواز کر گئی،

خاتونانِ قریش نے انتقام بدر کے جوش مین مسلمانون کی لاشون سے بھی بدلہ لیا تھا، اونکے ناک کان کاٹ لیے، ہند نے ان پھولون کا ہار بنایا۔ اور اپنے گلے مین ڈالا، حضرت امیر حمزہؓ کی لاش پر گئی، اور اونکا پیٹ چاک کرکے کلیجہ نکالا، اور چباگئی، لیکن گلے سے اتر نہ سکا، اسلیے اُگل دینا پڑا، تاریخون مین ہند کا لقب جو جگر خوار لکھا جاتا ہے اسی بنا پر لکھا جاتا ہے، آنحضرت صلعم کو اس فعل سے جسقدر صدمہ ہوا تھا اس کا کون اندازہ کرسکتا ہے؟ لیکن ایک اور چیز تھی جو ایسے نازک موقعون پر بھی جبین رحمت کو شکن آلود نہین ہونے دیتی تھی،

اسلام | چنانچہ جب مکہ فتح ہوا اور آنحضرت صلعم لوگون سے بیعت لینے کے لیے بیٹھے، تو مستورات مین ہند بھی آئی، شریف عورتین عموماً نقاب پہنتی تھین، ہند بھی نقاب پہنکر آئی جس سے اوسوقت یہ غرض بھی تھی کہ کوئی اوسکو پہچاننے نہ پائے، بیعت کے وقت اونے نہایت دلیری بلکہ گستاخی سے باتین کین جو حسب ذیل ہین

ہند۔ یا رسول اللہ آپ ہم سے کن باتون کا اقرار لیتے ہین،

رسول اللہ صلعم، خدا کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا،

ہند۔ یہ اقرار آپ نے مردون سے تو نہین لیا، لیکن بہرحال ہمکو منظور ہے،

رسول اللہ صلعم، چوری نکرنا،

ہند۔ مین اپنے شوہر کے مال مین سے کبھی کچھ لے لیا کرتی ہون، معلوم نہین یہ بھی جائز ہے یا نہین؟

رسول اللہ صلعم، اولاد کو قتل نکرنا،

ہند، ربینا ھم صغارا وقتلتھم کبارا فانت وھم اعلم

باوجود ان گستاخیون کے آنحضرت صلعم نے جو اوس سے درگذر فرمایا، وہ اوسکے لیے مایۂ حیرت بن گیا اور اوس کے دل نے اندر سے گواہی دی کہ آپ سچے پیغمبر ہین، اوسنے کہا یا رسول اللہ اس سے پہلے آپکے خیمہ سے زیادہ میرے نزدیک کوئی مبغوض خیمہ نہ تھا لیکن اب آپکے خیمہ سے زیادہ کوئی محبوب خیمہ میرے نزدیک نہین ہے،[1]

ہند مسلمان ہوکر گھر گئی تو اب وہ ہند نہ تھی، ابن سعد نے لکھا ہے کہ اوسنے گھر جاکر بُت کو توڑ ڈالا اور کہا یہ صرف تیری پرستش کا خمیازہ بھگتنا پڑا،[2]

غزوات | فتح مکہ کے بعد اگرچہ اسلام کو علانیہ غلبہ حاصل ہوگیا تھا اور اسلیے عورتون کو غزوات مین شریک ہونے کی ضرورت باقی نہین رہی تھی، تاہم جب حضرت عمرؓ کے عہد مین روم وفارس کی مہم پیش آئی تو بعض مقامات مین اس شدت کا رن پڑا کہ مردون کے ساتھ ساتھ عورتون کو بھی تیغ و خنجر سے کام لینا پڑا، چنانچہ شام کی لڑائیون مین جنگ یرموک ایک

[1] صحیح بخاری، ۲ ھ ۱ صابہ ص ۲۰۶ ج ۸

یادگار جنگ تھی، اس مین ہندا ور انکے شوہر ابو سفیان رضؓ دونون نے شرکت کی اور فوج مین رومیون کے مقابلہ کا جوش پیدا کیا،

وفات ہند نے حضرت عمرؓ کے عہد خلافت مین انتقال کیا، اسی دن حضرت ابو بکرؓ کے والد ابو قحافہ نے بھی وفات پائی تھی، ابن سعد کی روایت ہے کہ انکی وفات حضرت عمرؓ کے زمانہ مین نہین بلکہ حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین ہوئی، کتاب الامثال سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے، چنانچہ اسمین مذکور ہے کہ جب ابو سفیان نے وفات پائی (ابو سفیان نے حضرت عثمانؓ کے زمانہ مین وفات پائی ہے،) توکسی نے امیر معاویہ سے کہا کہ مجھسے ہند کا نکاح کردو، انھون نے نہایت متانت سے جواب دیا کہ اب انکو نکاح کرنے کی ضرورت نہین [1]،

اولاد اولاد مین امیر معاویہ، زیادہ مشہور ہین،

اخلاق ہند مین وہ تمام اوصاف موجود تھے جو ایک عرب عورت کے مابہ الامتیاز ہوسکتے ہین، صاحب اسد الغابہ نے لکھا ہے،

كانت امرأة لها نفس وانفة ورأى وعقل [2]، — ان مین عزت نفس، غیرت، رائے وتدبیر اور دانشمندی پائی جاتی تھی،

فیاض تھین، حضرت ابو سفیانؓ انکو انکے حوصلہ کے مطابق خرچ نہین دیتے تھے، اسلام لانے کے وقت جب آنحضرت صلعم نے ان سے عہد لیا کہ چوری نہ کرین تو انھون نے عرض کیا یا رسول اللہ! ابو سفیان مجھے پورا خرچ نہین دیتے اگر ان سے چھپا کر لیلون تو جائز ہے، آپ نے اجازت دی [3]،

---

[1] اصابہ ۲۰۶ ج ۸ [2] اسد الغابہ ص ۵۶۲ ج ۵، [3] صحیح بخاری،

(۴۱) ام کلثوم بنت عقبہؓ

نام ونسب | ام کلثوم کنیت، سلسلۂ نسب یہ ہے، ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بن ابی عمرو ابن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف، والدہ کا نام اروی بنت کریز تھا، اس بنا پر حضرت عثمانؓ اور ام کلثومؓ اخیافی بھائی بہن ہین، ام کلثوم کا باپ عقبہ بن ابی معیط قبیلۂ امیہ کا ایک ممتاز شخص تھا، اوسکو اسلام سے سخت عداوت تھی، لیکن خدا کی قدرت دیکھو! اوس نے اسی ظلمتکدہ مین ایمان کا چراغ روشن کیا، یعنے اوسکی صاحبزادی،

اسلام | ام کلثوم مشرف بہ اسلام ہوئین،

ہجرت | ۷ھ مین صلح حدیبیہ کے بعد ام کلثوم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی، خزاعہ کے ایک شخص کے ہمراہ مکہ سے پاپیادہ روانہ ہوئین، چونکہ بھاگ کر نکلی تھین اسلیے اونکی بھائی پیچھے سے آئے، مدینہ پہونچین تو دوسرے دن وہ بھی پہونچے، ام کلثوم نے فریاد کی کہ مجھکو اپنے ایمان کا خوف ہے، مین عورت ہون، اور عورتین کمزور ہوتی ہین، آنحضرت صلعم نے صلح نامہ مین یہ شرط کی تھی کہ قریش کا کوئی آدمی مدینہ آئے گا تو واپس کردیا جائے گا اسلیے آپ کو فکر ہوئی، لیکن چونکہ اوس مین عورتین داخل نہ تھین اسلیے اونکے متعلق خاص یہ آیت اوتری،

یا ایھا الذین آمنوا اذا جاءکم المؤمنات مسلمانو! جب تمھارے پاس مسلمان عورتین ہجرت

مہاجرات فامتحنوھن اللہ اعلم بایمانھن فان علمتموھن مومنات فلا ترجعوھن الی الکفار

کرکے آئین تو اونکو جانچ لو، خدا انکے ایمان کو اچھی طرح جانتا ہے اب اگر تمکو معلوم ہو کہ وہ مسلمان ہین تو اونکو کافرونکے ہان واپس نہ بھیجو،

اور آپنے اسکے مطابق ام کلثوم کو واپس کرنے سے انکار کر دیا،

نکاح | ام کلثوم اب تک کنواری تھین اسلیے اونکا حضرت زیدؓ بن حارثہ سے کہ بڑے رتبہ کے صحابی تھے، نکاح کیا گیا، لیکن جب زید نے غزوۂ موتہ مین شہادت پائی تو حضرت زبیرؓ بن العوام کے عقدِ نکاح مین آئین، لیکن اونھون نے طلاق دیدی اور حضرت عبد الرحمٰنؓ بن عوف سے نکاح ہوا، انکی وفات کے بعد عمرو بن عاص نے نکاح پڑھایا اور یہ آخری نکاح تھا

وفات | ایک مہینہ کے بعد وفات پائی، اس زمانہ مین عمرو، والی مصر تھے،

اولاد | ام کلثوم کے زیدؓ اور عمرو بن عاصؓ سے کوئی اولاد نہین پیدا ہوئی، لیکن حضرت زبیر سے زینب، اور عبد الرحمان بن عوفؓ سے ابراہیم، حمید، محمد اور اسمٰعیل پیدا ہوے،

فضل و کمال | حمید اور ابراہیم نے ان سے کچھ حدیثین روایت کی ہین،

(۴۲) زینب بنت ابوسلمہ رض

نام و نسب: زینب نام، قبیلہ مخزوم سے ہین، سلسلہ نسب یہ ہے، زینب بنت ابوسلمہ عبداللہ ابن عبدالاسد بن عمرو بن مخزوم، حبشہ مین حضرت ام سلمہ رض کے بطن سے پیدا ہوئین اور انھین کے ساتھ کچھ زمانہ کے بعد مدینہ کو ہجرت کی، حضرت اسماء بنت ابوبکر رض نے دودھ پلایا[1]، پہلے برہ نام تھا، آنحضرت صلعم نے زینب نام رکھا[2]،

عام حالات: ۴ھ مین ابوسلمہ نے وفات پائی تو حضرت ام سلمہ رض آنحضرت صلعم کے عقد نکاح مین آئین، اسوقت زینب شیرخوار تھین، والدہ ماجدہ کے ساتھ آنحضرت صلعم کے آغوش تربیت مین آئین، آنحضرت صلعم کو اُن سے محبت تھی، پیرون چلنے لگین تو آنحضرت صلعم کے پاس آتین، آپ غسل فرماتے تو انکے مُنھ پر پانی چھڑکتے تھے، لوگون کا بیان ہے کہ اسکی یہ برکت تھی کہ بڑھاپے تک اُنکے چہرہ پر شباب کا آب و رنگ باقی رہا،

عبداللہ بن زمعہ بن اسود اسدی سے شادی ہوئی، دو لڑکے پیدا ہوئے جنمین ایک کا نام ابوعبیدہ تھا، ۶۳ھ مین حرہ کی لڑائی مین دونون کام آئے اور زینب کے سامنے انکی لاشین لاکر رکھی گئین، انھون نے انا للہ پڑھا اور کہا مجھ پر بہت بڑی مصیبت پڑی، ایک تو میدان مین لڑکر قتل ہوا لیکن دوسرا تو خانہ نشین تھا، لوگون نے اسکو

---

[1] اصابہ ص ۶۹ ج ۸ بحوالہ ابن سعد [2] صحیح مسلم ص ۱۳۱ ج ۲

گھر مین گھس کر مارا[1]،

وفات | بیٹون کے قتل ہونے کے بعد ۱ برس زندہ رہین، اور ۷۳ھ مین انتقال فرمایا، یہ طارق کی حکومت کا زمانہ تھا[2]، حضرت ابن عمرؓ جنازہ مین تشریف لائے،

فضل وکمال | زینب فضل وکمال مین شہرۂ آفاق تھین، اور اس وصف مین کوئی عورت اُنسے ہمسری کا دعویٰ نہین کرسکتی تھی، اسد الغابہ مین ہے،

کانت من افقہ النساء زمانہا — وہ اپنے عصر کی فقیہ بیوی تھین،

آنحضرت صلعم سے کچھ حدیثین روایت کین، آپ کے علاوہ حضرت ام سلمہؓ، حضرت عائشہؓ، حضرت ام حبیبہؓ، اور حضرت زینبؓ بنت جحش سے بھی چند حدیثین سنین، جن لوگون نے ان سے حدیث روایت کی ہے انکے نام یہ ہین،

امام زین العابدین علیہ السلام، ابو عبیدہ، محمد بن عطاء، عراک بن مالک، حمید بن نافع، عروہ، ابو سلمہ، کلیب بن وائل، ابو قلابہ جرمی،

---

[1] اسد الغابہ ص ۴۶۹ ج ۵ [2] تہذیب ص ۴۲۱ ج ۱۲

(۴۳) ام ابی ہریرہ رضؓ

نام ونسب | امیمہ نام تھا، باپ کا نام صبیح یا صفیح بن الحارث،

اسلام | اگرچہ حضرت ابو ہریرہؓ جو اُنکے صاحبزادے تھے مسلمان ہو چکے تھے، تاہم وہ مشرک تھین، ایک روز اُنھون نے آنحضرت صلعم کے شان مین گستاخی کی، تو حضرت ابو ہریرہؓ کو سخت ناگوار ہوا، روتے ہوئے خدمتِ اقدس مین پہونچے، اور کہا "حضور اب میری مان کے مسلمان ہونے کے لیے دعا فرمائیے،، آنحضرت صلعم نے دعا کی، ادہر اون کی حالت مین دفعۃً انقلاب پیدا ہو گیا، غسل کر کے کپڑے بدلے، اور ابو ہریرہؓ کے سامنے کلمہ پڑھا، ابو ہریرہؓ فرط مسرت سے آبدیدہ ہو گئے، اور آنحضرت صلعم کو خبر کی، آنحضرت صلعم نے خدا کا شکر ادا فرمایا[1]،

وفات | وفات کی تاریخ معلوم نہین،

اولاد | اولاد مین حضرت ابو ہریرہؓ زیادہ مشہور ہین،

---

[1] صحیح مسلم ص ۳۵۷ ج ۲،

(۴۴) خولہ بنت حکیم سلمیہ رض

نام ونسب | خولہ نام، ام شریک کنیت، قبیلۂ سلیم سے تھین اور آنحضرت صلعم کی خالہ ہوتی[1] ہین، نسب نامہ یہ ہے خولہ بنت حکیم بن امیہ بن حارثہ بن الاوقص بن مرۃ بن ہلال بن فالج بن ذکوان بن ثعلبہ بن بہثہ بن سلیم،

نکاح | حضرت عثمان رض بن مظعون سے جو بڑے رتبہ کے صحابی تھے، نکاح ہوا،

عام حالات | اور مسلمان ہوکر مدینہ کو ہجرت کی، ۲ھ میں غزوہ بدر کے بعد حضرت عثمان رض بن مظعون نے وفات پائی، تو خولہ نے دوسرا نکاح نہین کیا، اکثر پریشان رہتی تھین، صحیح بخاری مین روایت آئی ہے کہ انھون نے اپنے کو آنحضرت صلعم کی خدمت مین پیش کیا تھا[2]،

فضل وکمال | آنحضرت صلعم سے ۱۵ حدیثین روایت کین، راویان حدیث مین حضرت سعد بن ابی وقاص، سعید بن مسیب، بشر ابن سعید، عروہ اور ربیع بن مالک داخل ہین،

اخلاق | اسد الغابہ مین ہے کانت امرءۃ صالحۃ۔ وہ ایک نیک بی بی تھین،

مسند مین ہے تصوم النھار وتقوم اللیل دن کو روزہ رکھتی اور رات کو عبادت کرتی تھین،

ابتدا زیور کا بڑا شوق تھا، چنانچہ ایکمرتبہ آنحضرت صلعم سے عرض کی کہ اگر طائف فتح ہو تو آپ مجھکو فلان عورت کا زیور دیدیجیے گا، آنحضرت صلعم نے فرمایا اگر خدا اسکی اجازت ندے تو پھر مین کیا کرسکتا ہون[3]،

---

[1] مسند ص ۴۰۹ ج ۶ [2] بخاری ص ۷۶۶ ج ۲، [3] اصابہ ص ۷۰ ج ۸

(۴۵) حمنہ بنت جحش رض

نام ونسب | حمنہ نام، حضرت زینب رض کی ہمشیر ہین، سلسلۂ نسب اوپر گذر چکا ہے،

نکاح | حضرت مصعب رض بن عمیر سے نکاح ہوا،

اسلام | اور اُنہی کے ساتھ دائرہ اسلام مین داخل ہوئین،

عام حالات | مدینہ کی ہجرت کا شرف حاصل کیا اور جب آنحضرت صلعم نے مہاجرین اور انصار کی عورتون سے بیعت لی تو آپ بھی شامل ہوئین، مسند ابن حنبل اور ابن سعد وغیرہ مین اکثر عورتون کے تذکرہ مین لکھا ہے کہ کانت من المبایعات اوس سے یہی بیعت مراد ہے، چنانچہ اسماء بنت یزید رض کے حالات مین ہم اسکا ذکر کر آئے ہین،

غزوات مین سے اُحد مین نہایت نمایان شرکت کی، وہ پانی پلاتین، اور زخمیون کا علاج کرتی تھین، انکے علاوہ اور عورتین بھی یہ خدمت انجام دے رہی تھین، چنانچہ رفیدہ اور ام کبشہ وغیرہ کی نسبت بھی اسی قسم کی تصریحات موجود ہین۔

اس واقعہ مین حضرت حمنہ رض کے شوہر حضرت مصعب رض بن عمیر نے شہادت پائی جسکے بعد انھون نے حضرت طلحہ رض سے کہ عشرہ مبشرہ مین تھے، نکاح کیا،

افک کے واقعہ مین منافقین کے ساتھ غلطی سے جو مسلمان شریک ہو گئے تھے، ان مین حضرت حسان رض اور مسطح رض کے ساتھ حمنہ بھی تھین

چنانچہ صحیح بخاری مین حضرت عائشہؓ سے منقول[1] ہے،

وطفقت اختها حمنة تحارب لها فهلکت — یعنی حضرت زینب کی بہن حمنہ برابر میری خلاف زینب

فیمن هلک من اصحاب الافک. — یہانتک کہ اور اصحاب افک کیطرح برباد ہوئین

فتح الباری مین ہے کہ حمنہ کے شریک ہونے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عائشہؓ کو آنحضرت صلعم کی نظرون سے گرا کر حضرت زینبؓ (اپنی بہن) کو بلند کرین[2] لیکن تعجب ہے کہ خود حضرت زینبؓ نے اس موقع سے فائدہ نہین اٹھایا چنانچہ اسکا تذکرہ اُنکے حالات مین آچکا ہے،

وفات — وفات کا سنہ صحیح طور پر معلوم نہین اتنا علم ہے کہ حضرت زینبؓ کی وفات تک زندہ تھین، حضرت زینبؓ نے ۲۰ھ مین وفات پائی ہے،

اولاد — حضرت طلحہ سے حمنہ کے دو لڑکے پیدا ہوئے محمد اور عمران، محمد کو سجاد کے لقب سے شہرت تھی،

---

[1] صحیح بخاری ص ۵۹۶ ج ۲ [2] فتح الباری ص ۳۶۷ ج ۸

مولانا فیض الحسن سہارنپوری کا عربی کلام صفحہ ۹۲ عہ

مولانا سید سلیمان ندوی

ارض القرآن جلد دوم، اقوام قرآن مین سے مدین، اصحاب الایکہ، قوم الیسبا، بنو اسمٰعیل، اصحاب الرس، اصحاب الحجر، بنو قیدار، انصار اور قریش کی تاریخ، اور عرب کی تجارت، زبان اور مذہب پر تفصیلی مباحث ۲۵۱ صفحے قیمت عہ ۱۲ر

سیرۃ عائشہ رضؓ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے احوال زندگی، قرون اولیٰ کی خانہ جنگیون کے اصلی اسباب اور ام المومنین کے فضائل و مناقب اور انکے اجتہادات و کمالات پر مفصل تبصرہ ضخامت ۳۵۰ صفحے قیمت ۱۲ہ

لغات جدیدہ، چار ہزار جدید عربی الفاظ کی ڈکشنری عہ

دروس الادب عربی کی پہلی ریڈر طبع سوم مع ترمیم ۲ر

دوسری ریڈر طبع دوم ۴ر

رسالہ اہل سنت والجماعت فرقہ اہل السنت والجماعت کے اصولی عقاید کی تحقیق ۴ر

خلافت اور ہندوستان خلفائے اسلام اور مسلمانان ہند کے باہمی تعلقات کی تاریخ، آثار فرامین شاہی اور سکّوں کے ذریعہ سے تشریح و تفصیل ۸ر

حیات امام مالک امام مالک کی سوانح عمری اور انکی موطائے حدیث پر تبصرہ عہ ۴ر

بہادر خواتین اسلام، یعنی خواتین اسلام کی جنگی اور بہادرانہ اخلاقی خدمات، ۴ر

مولانا عبد السلام ندوی

اسوۂ صحابہ جلد اوّل صحابۂ کرام کے عقائد، عبادات اور اخلاق کے پر اثر واقعات مستند حوالون سے جنکو پڑھکر آپکو معلوم ہوگا کہ انکی زندگی کتاب و سنت کا عملی نمونہ تھی ضخامت ۴۵۰ صفحات قیمت ہے

اسوۂ صحابہ جلد دوم، جس سے یہ معلوم ہوگا کہ صحابۂ کرام نے اسلام کی سیاسی، مذہبی اور علمی خدمات کس خلوص اور صداقت سے کین ضخامت ۴۵۰ صفحات قیمت، للعہ

مولوی عبد الباری ندوی

برکلے اور اس کا فلسفہ، مشہور فلاسفر برکلے کے حالات زندگی اور اسکے فلسفہ کی تشریح مجلد عہ غیر مجلد عہ

مبادی علم انسانی، مادیت کی تردید مین برکلے کی مشہور کتاب پرنسپلس آف ہیومن نالج کا نہایت فہمیدہ اور سنجیدہ ترجمہ مجلد عہ

مذہب و عقلیات، اس مین ثابت کیا گیا ہے کہ مذہب و عقل مین تصادم کا امکان ہی نہین ۷ر

—— • ——

مولوی عبدالماجد بی اے

تاریخ اخلاق یورپ، لیکی کی مارل ہسٹری آف یورپ کا ترجمہ جسمین فلسفۂ اخلاق پر ضمنی مباحث کے علاوہ یورپ کی تدریجی اخلاقی رفتار کی تشریح کی ہے جلد اول سے جلد دوم عہ

مکالمات برکلے، برکلے کے ڈائلاکس کا ترجمہ قسم اول عہ

ایضاً قسم دوم عہ

مولوی محمد یونس فرنگی محلی

روح الاجتماع، موسیو لیبان کی کتاب جماعتہائے انسانی کے اصول نفسیہ کا اردو ترجمہ یہ کتاب پنجاب اردو آنرس کورس میں داخل کی گئی ہے ۲۲۴ صفحے ۸؍

متفرق کتابیں

الاستدلال اس میں علم منطق کے اصول نہایت خوبی و عمدگی کے ساتھ سلیس زبان اور سہل طریقہ سے بیان کیے گئے ہیں ۲۰۱ صفحات ۸؍

الانسان، اس میں انسان کے تمام قوائے نفسانی و جسمانی اور خصوصیات طبعی کی علمی تشریح کی گئی ہے ۱۲۴ صفحات قیمت عہ

بیگمات بھوپال، مصور و مجلد ہے

گیارہ قصے، اخلاقی، معاشرتی، ومذہبی ۸؍

نعت پیمبر، عربی فارسی وار دو کی چند نعتیہ نظموں کا مجموعہ قیمت ۸؍

رموز فطرت، طبعیات طبقات ارض ہیئت و جغرافیہ طبعی کے ابتدائی مسائل عام فہم اور سلیس عبارت میں قیمت ۸؍

النسان، علم خواص الاعضا کے ابتدائی مسائل سلیس و عام فہم زبان میں قیمت ۸؍

حقائق اسلام اسلامی مسائل کی فلسفیانہ علمی تشریح قیمت عہ

تذکرۃ المصطفیٰ یعنی رسول اللہ صلعم کے اخلاق کا مفصل بیان قیمت عہ

معارج الدین جدید علم کلام پر ایک محققانہ تصنیف اور اسلامی عقائد و مسائل کی تطبیق پر بہترین تبصرہ قیمت ۸؍

تاریخ صحف سماوی توراۃ انجیل اور قرآن مجید کی جمع و ترتیب کی تاریخ کا باہمی موازنہ اور مخالفین اسلام کے اعتراضات در بارۂ جمع قرآن کا جواب قسم اول ہے قسم دوم ہے

شمع سخن، پروفیسر نواب علی کی اخلاقی، قومی اور فلسفیانہ نظموں کا مجموعہ، قیمت ۱۰؍

حکمت عملی قدیم و جدید فن اخلاق پر ایک معلومات تصنیف قیمت ہے

"مینجر"